

آئینہ فضل نقشبندیہ



مرتب

حضرت علامہ مولانا

حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی مدظلہ

تحریک تعلیمات نقشبندیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فرمان باری تمکلا

وَرُوْهُ سَلَامٌ پڑھنے سے اَللّٰهُمَّ عَجِّلْ كَعْمِ كِ تَعْمِلْ ہوتی ہے

اِنَّ اِلٰهَ وَاٰلِهَہٗٓ اٰیٰتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

فرمان حبیب العالمین ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ

یٰۤاَسُوْۤا اِلَیَّ

وَعَلَّیْکَ وَاصْحَابَکَ یٰۤاَحِبِّیْنَ

وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر
کیا جائے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے

آئینہ فیض نقشبندیہ

مؤلف

حضرت علامہ مولانا

حاجی محمد عیسیٰ نقشبندی کیلانی مدظلہ

ناشر

تحریر تعلیمات نقشبندیہ

ریجنل ہائیڈروکارٹر لاہور

0322-4757685

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

آئینہ فیض نقشبندیہ

مرتب

حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی مدظلہ

سرورق

اے، ڈی گرافکس

تاریخ اشاعت

رمضان المبارک 1436ھ جولائی 2015

تعداد

1100

ناشر

تحریک تعلیمات نقشبندیہ

کتاب مفت ملنے کا پتہ

طیب کریانہ سٹور

تحریک تعلیمات نقشبندیہ

ریجنر ہیڈ کوارٹر لاہور

0322-4757685

آئینہ فیض نقشبندیہ

۳

خانودہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۳

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ

۱۶

عادات و اطوار

۲۰

نسبت طریقت کے حوالے سے ایک اعتراض اور اس کا جواب

۲۴

کرامات

۷۶

تصرفات

۸۲

شجرہ ہائے طریقت

۸۸

سید سید محمود آغا رحمۃ اللہ علیہ

۹۳

کشف و کرامات

۹۸

سید میر آغا شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۰

کشف و کرامات

۱۰۳

حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۸

کرامات بابا کابلی (ذریہ سید اداں و اسیف علی شاہ)

۱۱۲

اورادو و وظائف و ختم ہائے شریف

صالحی علیہ السلام

خانوادہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت اور شجرہ نسب:-

علم و فضل، تقویٰ و ورع، پابندی صوم و صلوٰۃ، تصوف و معرفت، ولادت و تصرف، تبلیغ و اصلاح اور آسمان سادات کے درخشندہ ستارے ہونے کے باعث آپ کا خاندان ہر دور میں امتیازی حیثیت کا حامل چلا آ رہا ہے۔ آپ 971ھ مطابق 1563ء کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ لفظ ”خاشخ“ سے سال ولادت (971ھ) برآمد ہوتا ہے۔

آپ کا اصل نام ”خواجه خاوند محمود“ تھا۔ ”ایشاں“ لقب تھا۔ لفظ ”ایشا“ فارسی زبان کا لفظ ہے جو اصل میں ”آں شاں“ یا ”ایں شاں“ تھا۔ جس کا مطلب ہے ”بڑی عظمت و شان والا“۔ ترکستان میں لفظ ”ایشاں“ معلم و مرشد اور پیشوا کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح حضور اقدس ﷺ کے اسم گرامی کو لفظ ”آنحضرت“ کے ساتھ مزین کیا جاتا ہے۔ متوسلین، مریدین، عقیدت مند اور تلامذہ، عقیدت و محبت اور آداب کے پیش نظر ”حضرت ایشاں“ کہہ دیا کرتے تھے۔ اس طرح لفظ ”ایشاں“ آپ کا لقب کا عرف بن گیا۔ نام کی بجائے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ بعض جہلاء آپ کی شخصیت کو مونث (عورت) سمجھتے ہیں اور لفظ ”ایشاں“ کو لفظ ”عائشہ“ سے تبدیل شدہ اختیار کرتے ہیں۔ ایسا برکات نہیں ہے۔ آپ مرد ہیں، ولی کامل ہیں اور صاحب تصرف ہیں۔ آپ کے تصرفات و کرامات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح النسب ”سید“ تھے۔ والد گرامی کی طرف سے چار واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا کر ملتا ہے۔ جو یوں ہے:

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں بن خواجہ میر سید شریف

بن خواجہ ضیاء الدین بن خواجہ میر محمد بن خواجہ تاج الدین حسین بن خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ﴿۱﴾

حضرت خواجہ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۰۲ھ) کے آباؤ اجداد "خوارزم" (بخارا کے قریب ایک قصبہ کا نام ہے) میں مقیم تھے۔ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبندی (بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید و خلیفہ اور داماد تھے۔ مرشد کامل نے اپنی ظاہری زندگی میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ خوشی و مسرت سے فرمایا کرتے تھے: علاء الدین نے ہمارا کام ہلکا اور آسان کر دیا۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو خوب فروغ دیا۔ ﴿۲﴾

حضرت خواجہ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد اعلیٰ ہیں۔ آپ نے نسبت اویسی اور روحانی طور پر فیض حضرت بہاء الدین نقشبندی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی حاصل کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی نسبت اویسی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت خواجہ حسن بھری کو ہوئی، ان سے خواجہ حبیب عجمی کو، ان سے حضرت داؤد طائی کو، ان سے حضرت خواجہ معروف کرخی کو، ان سے حضرت خواجہ سری سقطی کو، ان سے حضرت خواجہ جنید بغدادی کو، ان سے حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی کو، ان سے حضرت خواجہ بوعلی فارمدی کو، ان سے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کو، ان سے عبدالحق کو، ان سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو اور ان سے حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کو نسبت اویسی ہوئی۔ ﴿۳﴾

والدہ محترمہ کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ حضرت محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔ جو یوں ہے:

والدہ محترمہ حضرت ایشاں بابا میرک بن زین العابدین میرک بن صادق شیخ بن محمد

باقی شیخ بن محمد قاسم شیخ بن خواجہ علی آقا بن خادم شیخ بن ابیہ آقا بن خادم شیخ بن خواجہ احمد بسوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

﴿۱﴾ خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی: مراۃ طیبہ ص 183

﴿۲﴾ شہزادہ داراشکوہ سقیہ الاولیاء ص 113

﴿۳﴾ خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی: کتاب رضوانی ص 50

آپ کی دادی محترمہ حضرت میر نظام الدین علی میر وحید الدین بن ملا عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی جگر گوشہ تھیں۔ جو عابدہ و زاہدہ، علوم ظاہری و باطنی سے مرصعہ، پیکر تقویٰ و طہارت اور نیک سیرت خاتون تھیں۔

حضرت میر موصوف صحیح المنسب سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ سادات ہرات سے نسبی تعلق تھا۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ سقیہ، ولیہ کاملہ اور شب زندہ دار تھیں۔ مشہور بزرگ حضرت مولانا سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی تھیں۔ والدہ کی طرف سے مولانا کا شجرہ نسب عقائد اہل سنت کے امام اعظم حضرت امام ابا حفص عمر نسفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔ مختلف مورخین، مصنفین اور تذکرہ نگاروں نے آقا کا شجرہ مختلف لکھا ہے۔ کسی میں کچھ نام کم ہیں اور کسی میں زیادہ لیکن آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تحریر کردہ مذکورہ بالا شجرہ نسب صحیح تر ہے۔

حضرت خواجہ اعظم دیدہ مری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے صحیح النسب "سید" ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ جو سادات بخارا سے تعلق رکھتے تھے، بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید شریف الدین ہے۔ پانچ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ تک

پہنچ جاتا ہے۔ ﴿۳﴾

بجیر الانساب اور منبع فیوض وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ: حضرت خواجہ حسن عطار اور حضرت حسین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے نواسے اور حضرت علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے ہیں۔ مفسر قرآن حضرت خواجہ یعقوب چرخنی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۵۱ھ) لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ جو سادات خوارزم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب والد گرامی کی طرف سے حضرت خواجہ عطار رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ (رسالہ انبیہ)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ تک حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے سادات، ولایت اور علم و فضل کے گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی کی نگرانی میں حاصل کی۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ علوم اسلامیہ کی ابتدائی کتب بھی پڑھ لیں۔ کتب متداولہ کے لیے ”بخارا“ شہر کے مشہور تعلیمی ادارہ ”مدرسہ سلطانیہ“ میں داخلہ لیا۔ وقت کے ممتاز ترین شیوخ اور فقہاء سے علوم و فنون کی تکمیل کی۔ قرآن وحدیث، فقہ اور دیگر علوم میں آپ کو اس قدر مہارت حاصل تھی کہ علماء و مشائخ آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ معارف باطنی اور سلوک کی طرف متوجہ ہوئے۔ جن کا حصول کسی ولی کامل سے ہو سکتا تھا۔

اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے حضرت خواجہ محمد اسحاق دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ مرشد گرامی کی خدمت میں قیام پذیر ہو کر منازل سلوک

طے کیں۔ مرشد کی طرف سے آپ کو خلافت واجازت سے بھی نوازا دیا گیا۔

حضرت سید محمود آغا نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (سجادہ نشین) سے لے کر حضور اقدس ﷺ تک حضرت ایشاں کا شجرہ طریقت درج ذیل ہے:

۱ ﴿الہی بحرمۃ حضرت سید المرسلین، خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین، شفاعت دستگاہ اُمت پناہ احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ﴾

۲ ﴿الہی بحرمۃ صدیق اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳ ﴿الہی بحرمۃ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴ ﴿الہی بحرمۃ حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵ ﴿الہی بحرمۃ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۶ ﴿الہی بحرمۃ حضرت بایزید بسطامی۔

۷ ﴿الہی بحرمۃ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی۔

۸ ﴿الہی بحرمۃ حضرت قاسم گورگانی۔

۹ ﴿الہی بحرمۃ حضرت خواجہ بوعلی فارمدی۔

۱۰ ﴿الہی بحرمۃ حضرت خواجہ ابویوسف بن ایوب ہمدانی۔

۱۱ ﴿الہی بحرمۃ حضرت خواجہ خواجگان حضرت عبدالحق غجدانی۔

۱۲ ﴿الہی بحرمۃ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری۔

۱۳ ﴿الہی بحرمۃ حضرت خواجہ محمود الخیر فقوی۔

۱۴ ﴿الہی بحرمۃ حضرت بوعلی رامینی۔

۱۵ ﴿الہی بحرمۃ حضرت محمود بابا ساسی۔

۱۶ ﴿الہی بحرمۃ حضرت سید میر کلال۔

۱۷ ﴿الہی بحرمۃ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند۔

18 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار۔

19 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخ۔

20 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت خواجہ عید اللہ احرار۔

21 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت مولانا محمد قاضی۔

22 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت خواجہ خواجگی احمد کاشانی۔

23 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت مولانا لطف اللہ۔

24 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت خواجہ محمد اسحاق وہ بیدی۔

25 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں۔

26 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت خواجہ بہاء الدین بن حضرت خواجہ خاوند محمود۔

27 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت سید السادات سیدنا مرشدنا و ہادینا حضرت سید میر جان

(اولیٰ و سجادہ نشین خانقاہ حضرت ایشاں)۔

28 ﴿الہی﴾ حرمت حضرت سید محمود آغا بدر حضرت سید میر جان رحمہم اللہ تعالیٰ۔

قرآن وحدیث کے اسرار و رموز کی گہرائی، فقہی جزئیات میں مہارت، تصوف و معرفت میں نکات کی گہرائی اور دیگر اوصاف کے سبب آپ اوائل عمر میں ہی علماء، فضلاء اور مشائخ کا مرجع و محور بن گئے تھے۔ حاکم بخارا جناب عبداللہ خاں اور ان کا صاحبزادہ عبداللہ موہن دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت حاصل کرتے تھے۔

سیاحت و تبلیغ:-

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ عالم ربانی، ولی کامل اور مناظر اسلام تھے۔ صوفیاء کرام کے طریق کے مطابق ۱۵۸۵ء میں غیبی اشارہ پا کر تیس (23) سال کی عمر میں عبداللہ خاں (حاکم بخارا) کے دور حکومت میں سیاحت بغرض تبلیغ اختیار کی اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بھی جاری

رکھا۔ اکثر مقامات پر سیاحت اکابر کے مطابق خانقاہ، مدرسہ اور مسجد کا قیام عمل میں لائے۔ ان تینوں چیزوں کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں علامہ اقبال قادری لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں کہا:

مسجد مدرسہ و خانقاہ ہے
کہ دروے بود قیل وقال محمد

(مسجد، مدرسہ اور خانقاہ ایسے ادارے ہیں جن سے تعلیمات مصطفیٰ ﷺ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔)

آپ نے قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول ﷺ کا نغمہ ہر جگہ کے لوگوں کو سنایا۔ آپ کی تبلیغی مساعی سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے۔ آپ کے علمی و روحانی فیضان سے لوگ مسلمان بنے، علماء بنے، عابد و زاہد بنے، اولیاء بنے اور صحیح العقیدہ مسلمان بنے۔

بخارا سے سب سے قبل ختلان کے مشہور شہر ”خش“ میں تشریف لائے۔ پھر وہاں سے بلخ، سمرقند، ہرات، قندھار اور کابل سے ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ سری نگر (کشمیر) میں آپ نے خانقاہ و مدرسہ قائم کیا اور مسجد تعمیر کروائی۔ حالات ناہموار اور اہل تشیع کی مخالفت کے باوجود عرصہ دراز تک یہاں تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے۔ شاہجہان کی دلی خواہش اور اصرار پر اپنے صاحبزادہ حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خانقاہ، مدرسہ اور مسجد کا نگران بنا کر آپ مستقل طور پر لاہور تشریف لے آئے۔ حسب معمول لاہور میں بھی آپ نے خانقاہ و مدرسہ قائم کیا اور مسجد تعمیر کروائی۔ پھر نو سال تک لاہور میں تدریسی، تبلیغی اور فروغ سلسلہ نقشبندیہ کی خدمات انجام دیتے رہے۔

سلاطین و امراء کی آپ سے عقیدت:-

سلاطین وقت اور امراء عصر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے خاندان کے

ایک ایک فرد سے اظہار عقیدت کرتے، آداب بجالاتے اور سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت خواجہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ سلطان ”محمد شاہ“ کے زمانہ میں ہندوستان آئے۔ سلطان ”محمد شاہ“ نے ان سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے پچیس ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا اور وسیع و عریض جاگیران کے نام لگوا دی۔ جس کا ریکارڈ شاہی فرمان میں محفوظ ہے۔ جس کا مضمون کچھ اس طرح ہے:

”ہم وہ ہیں جنہوں نے کمال عقیدت کی بنا پر اپنے جگر کے ٹکڑے (لڑکیوں کے رشتے) دینے سے دریغ نہیں کیا۔ اس واسطے آپ بادشاہت سے تعلق داری کا حق بھی رکھتے تھے۔ اگرچہ آپ عنان حکومت پر قبضہ کرنے سے متنفر ہیں لیکن اگر اس کے عدم تحمل میں بھی آپ اپنا اختیار استعمال کریں گے تو ہم نیاز مند اس کی تاب نہیں رکھتے۔ خدام کے اخراجات کے لیے ہر ماہ پچیس ہزار روپیہ خزانہ عامرہ سے مقرر ہو گئے تھے۔ نیز اگر آپ لاہور یا کشمیر میں بغرض آب و ہوا قیام فرمائیں تو ان میں سے جس شہر میں جس قدر دیہات چاہیں ایک مستقل جاگیر کی صورت میں مقرر ہو جائیں گے، قبولیت کی امید ہے۔“ (۱)

حضرت خواجہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی شادی کے موقع پر سلطان ”محمد شاہ“ نے ”امین آباد“ ضلع گوجرانوالہ کا علاقہ بطور جاگیر آپ کو پیش کیا۔ (۲)

حضرت خواجہ سید عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں تاشقند میں پیدا ہوئے۔ تاشقند کی بادشاہی آپ کے خاندان میں تھی لیکن آپ نے بادشاہی کی بجائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی گدائی کو پسند کیا۔ عالم و فاضل اور عابد و زاہد تھے۔ چوبیس سال کی عمر میں حج کیا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ حضرت خواجہ موسیٰ خاں وہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ ایک دفعہ خواجہ محمد عابد نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (جو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے تھے) کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ سر ہند شریف حاضر ہوئے۔

جب خانقاہ مجددی کے دروازے پر پہنچے تو ان کی اطلاع موصول ہو گئی، جس وجہ سے

حواس باختہ ہو گئے ۱۲۰۰ھ میں وصال فرمایا۔ حسب وعدہ حضرت مفتی قوام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ محلہ ”سید واری“ کشمیر (سری نگر) میں مدفون ہوئے۔ شیخ الاسلام حضرت مفتی قوام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (مصنف رسالہ قوامیہ) اور حضرت علامہ صدر الدین (مصنف ذکر الصادقین) رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: ۱﴿ حضرت خواجہ شاہ نواز رحمہ اللہ تعالیٰ: جنہوں نے جوانی میں لا ولد وصال فرمایا۔ ۲﴿ حضرت خواجہ شاہ نیاز رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ عالم ربانی، ولی کامل اور فانی اللہ تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق تاحیات درس و تدریس اور فروغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لیے کوشاں رہے۔ خواجہ محمد شاہ نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادہ اور خلیفہ تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے علوم و معارف اور فیوض و برکات والد گرامی سے حاصل کیے۔ حضرت سید اصغر شاہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی دختر اختر سے شادی کی۔ آخر عمر میں کشمیر سے لاہور تشریف لے آئے تھے اور اقامت پذیر ہو گئے ۱۲۵۶ھ کو انتقال ہوا۔ حضرت شاہ محمد غوث لاہور رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ (۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے طریق تبلیغ کی طرح حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ بھی سلطان وقت اور امراء سے تعلق و ربط رکھتے تھے۔ اس سے آپ کا مقصود حکمران طبقہ کی اصلاح اور تبلیغ تھا۔ آپ نے تین بادشاہوں کا زمانہ پایا: ۱﴿ اکبری دور، اس میں آپ تحریک مجددی کے ہر اول دستہ کا کردار ادا کرتے رہے۔ اکبر بادشاہ سے آپ کے تعلقات خاصمانہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح اکبر بادشاہ آپ کو بھی ظلم و زیادتی کا نشانہ بناتا رہا لیکن آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ اکبر بادشاہ خانقاہوں میں مشائخ کرام کے مریدین و متوسلین کی بڑھتی ہوئی تعداد سے پریشان ہو گیا۔ ان کا خیال تھا یہ بڑھتی ہوئی طاقت کسی وقت بھی خطرے کا سبب بن سکتی ہے۔ اس نے مشائخ کے نام ایک خم نامہ جاری کیا۔ جس میں مشائخ کو سختی سے کہا گیا تھا کہ وہ بیعت لینا ترک کر دیں۔ جس نے کسی کو بیعت

میں قبول کیا اسے بطور سزا قید کر دیا جانے کا یا بنگالہ (جو اس دور میں وہ علاقہ ”کالے پانی“ کی حیثیت رکھتا تھا کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ مشائخ کی بجائے اس نے خود بیعت لینا شروع کر دی۔ چار صفات کا حامل مرید اس کا منظور نظر ہوتا تھا۔ وہ صفات یہ ہیں (1) ترک مال (2) ترک جان (3) ترک ناموس اور (4) ترک دین۔ خان اعظم (جو اکبر بادشاہ کا رضاعی بھائی تھا) اکبری نظام حکومت پر سخت تنقید کرتا تھا۔ جو اکبر کے لئے پریشانی کا باعث تھا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے خان اعظم ہے دو شاہد مراسم تھے۔ دونوں کے مابین مجالست و مراسلت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اکبری دور آپ کے امتحان کا دور تھا۔ قدرت کا اصول ہے باطل کے مقابل حق کو فتح حاصل ہو۔ آپ اپنے پروگرام ”غلبہ اسلام“ میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے (2) جہانگیر دور اور (3) شاہجہاں دور بھی دیکھا۔ ان دونوں ادوار میں، جہانگیر و شاہجہاں، ان کے شہزادگان، امراء اور بیگمات کی آپ نے خوب اصلاح کی۔ ان دونوں بادشاہوں کے محلات اسلامی مرکز بن گئے تھے۔ ان ادوار میں اسلامی علوم و فنون کے مدارس قائم ہوئے، علماء کے وظائف مقرر ہوئے، اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور لوگوں کو عدل و انصاف کی دولت میسر آئی۔ جہانگیر اور شاہجہاں دونوں آپ کا دلی احترام کرتے، عقیدت کا اظہار کرتے اور سہولیات زندگی مہیا کرتے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نذرانہ پیش کرتے۔ آداب بجالاتے، حکومتی معاملات میں مشورہ لیتے اور خیر و برکت کی دعا کرنے کی درخواست کرتے تھے۔

شاہجہاں کو حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہایت درجہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ کے ورود لاہور کے بعد بادشاہ موصوف نے عقیدت و محبت سے بطور نذرانہ ایک لاکھ اشرفیاں پیش کیں لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ شاہجہاں نے آصف جاہ کی وساطت سے دوبارہ ایک لاکھ اشرفیاں پیش کیں تو آپ نے قبول فرمالیں۔ اس رقم کا کچھ حصہ خانقاہ کی مرمت اور مدرسہ کے لئے ارسال فرمادی جبکہ باقی ماندہ رقم غرباء اور مساکین میں تقسیم فرمادی۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض مقامات پر بالخصوص کشمیر (سری نگر) میں حکمران طبقہ کی طرف سے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا بلکہ کئی بار ملک بدر اور قتل کیے جانے کی دھمکی آمیز اطلاعات بھی موصول ہوئیں لیکن یہ چیز آپ کے پروگرام متاثر نہ کر سکیں۔ ایسے مواقع پر آپ کے تصرف اور روحانی قوت سے مخالفین کو بروقت سزا سے دوچار ہونا پڑا۔ حکمرانوں کیلئے آپ کی شخصیت آفتاب امن و آشتی اور مینارہ نور کی حیثیت رکھتی تھی۔ جس کی نورانی کرنوں اور ضیا پاشیوں سے وہ راہنمائی حاصل کرتے رہے۔ حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ دفعہ دوران خان قلی خان دونوں میں ”صوبہ کابل“ کی جاگیر کے حوالے سے تنازع شدت اختیار کر گیا۔ جو سلطان وقت کے لیے پریشانی کا سبب بنا ہوا تھا۔ ذاتی طور پر اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا۔ سلطان وقت نے تنازع ختم کرانے کے لئے اپنے دو وزراء خواجہ جہاں اور رام داس رانا کو مامور کیا۔ ان کی کوشش کے باوجود تنازع ختم کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب اس صورتحال کا علم ہوا تو پشاوَر تشریف لے گئے۔ آپ نے تنازع ختم کرا کر دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ (1)

دوران خاں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدت مند اور خدمت گزار تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ کوئی علاقہ فتح کیا۔ خوشی و مسرت کا مظاہرہ اور اظہار عقیدت کرتے ہوئے انہوں نے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دس ہزار روپے، بھاری مقدار میں غلہ اور دیگر تحائف بطور نذرانہ پیش کیے۔

آگرہ کے شاہی محلات میں چند روز بطور مہمان قیام کے دوران ایک دن حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا: عنقریب آگرہ میں فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ لہذا ہمیں یہاں سے جلدی روانہ ہونا چاہیے۔ آپ جہانگیر کی اجازت سے اپنے خدام کو لے کر لاہور تشریف لے آئے۔ آگرہ سے آپ کی روانگی کے بعد شہزادہ سلطان خسرو (جو

شہزادہ سلیم کا فرزند کلاں تھا) نے جہانگیر کے خلاف بغاوت کر دی۔ وہ پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ جہانگیر نے اس کے تعاقب کی کوشش کی۔ اس ہنگامہ کے دوران بہت سے لوگ مارے گئے۔ شہزادہ سلطان خسرو لاہور میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا ہم اپنے بزرگوں کے طریقہ کے خلاف فاتحہ نہیں پڑھتے ہم یہ بات ضرور کہیں گے کہ جس کی نیت اچھی ہے اور وہ محض رضائے الہی کے لیے کام کرنا چاہتا ہے وہی بادشاہ بننے کا حقدار ہے ورنہ فاتحہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ شہزادہ خسرو کے ایک ساتھی نے عرض کیا: حضور! آپ اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق ہی دعا فرمادیں۔ اس پر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ رخصت لے کر شہزادہ سلطان خسرو روانہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: یقیناً است کہ سلطان بادشاہ بنی شود۔ (ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ شہزادہ سلطان خسرو بادشاہ نہیں بنے گا) چند روز بعد لاہور کے باہر سلطان خسرو کا شاہی لشکر سے مقابلہ ہوا۔ جس میں انہیں شکست ہوئی۔ اپنی جان بچانے کیلئے وہ بھاگا لیکن دریائے چناب کے کنارے انہیں گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا گیا۔ (۱)

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا زمانہ:-

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اکبر کے آخری دور میں وارد ہندوستان ہوئے۔ اس دور میں اکبر بادشاہ نے اسلامی عقائد، عبادات اور اخلاقیات کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا تھا۔ مساجد کو گرا دیا، گائے کے ذبح کرنے پر پابندی عائد کر دی، مشائخ کی بیعت ممنوع قرار دی۔ اپنے آپ کو سجدہ ضروری قرار دیا، مشائخ کی جگہ خود بیعت لینے لگا، بطور شجرہ اپنی تصاویر دیتا تھا جس کا ادب و احترام لازمی تھا اور دیگر خرافات کا اجراء ہوا۔ اکبر کے اس الحادی دین کے خاتمہ کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تحریک کا آغاز کیا۔ آپ کی تحریک حقائق اور نیک نیتی پر مبنی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ اس تحریک کی

کامیابی کے لیے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ بلاول قادری، حضرت میاں میر قادری، حضرت شیخ الاسلام مفتی عبدالسلام سہروردی لاہوری اور حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی لاہوری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ علماء مشائخ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہا اور ہر اقل دستہ کا کردار ادا کیا۔ علماء مشائخ کی کوششوں سے اکبر بادشاہ، اکبری حکومت اور اکبری نظام کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔ اسلام کو فتح، عروج اور ترقی حاصل ہوئی۔ مساجد از سر نو تعمیر کروائی گئیں۔ غیر اللہ کو سجدہ حرام قرار دیا۔ گائے ذبح سے پابندی ختم کی گئی اور مشائخ کی بیعت بحال کی گئی۔ الغرض اسلامی عقائد، عبادات اور اخلاقیات کو اصل حال میں لایا گیا۔

دور جہانگیری اور دور شاہجہان میں علوم و فنون کو فروغ حاصل ہوا، اور ان ادوار میں علماء و مشائخ نے خانقاہیں آباد کیں۔ مساجد کا جال بچھا دیا، مرکزی شہروں سے لے کر چھوٹے دیہاتوں تک ہر آبادی میں اسلامی مدارس قائم کیے گئے۔ حکومت کی طرف سے باقاعدہ علماء، مشائخ، دینی مدارس، خانقاہوں اور اشاعت علوم اسلامیہ میں مالی معاونت کی گئی۔ شاہجہان علم و علماء کا قدردان تھا۔ انہوں نے حکومتی سرپرستی میں مدارس قائم کیے۔ لائبریریاں قائم کیں اور علماء و مشائخ کے وظائف مقرر کیے۔ اس طرح دور شاہجہان کو ”علوم و معارف“ کا دور کہا جاسکتا ہے۔

دور اکبری سے لے کر دور شاہجہان تک حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ طریقت، مبلغ اسلام، ممتاز مدرس اور مصنف ہونے کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ حق گوئی کے باعث آپ کی شخصیت اکبری بادشاہ کی آنکھوں کا کانٹا تھی۔

جہانگیر اور شاہجہان نہ صرف آپ سے انتہائی درجہ کی عقیدت و محبت رکھتے تھے بلکہ دیدہ راہ ثابت ہوئے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے حوالے سے آپ کی تاریخ ساز خدمات تاریخ اسلام کا ایک سنہرے باب ہے۔

عادات و اطوار:-

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ قطب الارشاد، صاحب حال و قال، مستجاب الدعوات، جامع کمالات ظاہری، پیکر جمال صوری و معنوی، عابد و زاہد، صاحب خوارق و کرامات اور مجسمہ صبر و تحمل تھے۔ آپ کے عقائد و افکار، عبادت و ریاضت، نشست و برخاست، وعظ و تبلیغ، گفتار و رفتار، حضور و سفر، خوراک و لباس اور لوگوں سے سلوک و معاملات سنت رسول ﷺ کے مطابق تھے۔

آپ اسوۂ رسول ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔ اپنے ذاتی معاملات میں کسی پر ناراض نہ ہوتے۔ خلاف شرع کسی کو کوئی کام کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتے تو ناراض ہو جاتے۔ آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلتے: ”حیف کہ شمشیر خواجہ درغلاف بود“۔ (افسوس ہے کہ خواجگان کی تلوار ابھی تک میان میں ہے)۔

علماء و مشائخ کا آپ احترام کرتے۔ ان کی مجلس میں نشست و برخاست کو پسند فرماتے۔ علماء و مشائخ سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ بلاول قادری، حضرت میاں میر قادری، حضرت شیخ الاسلام مفتی عبدالسلام سہروردی لاہوری اور حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی لاہوری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا دلی احترام فرماتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”تحریک احیاء دین“ میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ اہم کردار ادا کیا۔ سفر دہلی کے دوران حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو ان کے علمی مقام سے بہت متاثر ہوئے۔ اور اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کی شاگردی میں پیش کیا۔

اسی طرح حضرت میاں میر قادری، حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی لاہوری اور

شاہ بلاول قادری رحمہم اللہ تعالیٰ سے شریعت و طریقت کے مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے افکار کے مطابق آپ ”ہمہ از اوست“ اور ”وحدت الشہود“ کے نظریہ کے قائل تھے۔

”ہمہ اوست“ اور وحدت الوجود کا نظریہ اپنانے والوں کی آپ سرزنش کرتے تھے۔ ان مسائل میں دیگر مشائخ کے علاوہ حضرت میاں میر قادری رحمہم اللہ تعالیٰ سے آپ کی مراسلت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ہمہ وقت آپ کی خانقاہ سے قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی صدا ائیں بلند ہوتی تھیں۔ اپنی درسگاہ میں شریعت کا، خانقاہ میں طریقت اور مسجد میں شریعت و طریقت دونوں کا درس دیتے تھے۔ آپ کی توجہ ظاہری و باطنی سے متوسلین و مریدین اور تلامذہ توحیدی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ آپ کی تدریس اور نظر فیضان سے طلباء افاضل بنے، مبلغین بنے اور اولیاء بنے۔ سری نگر (کشمیر) میں آپ کی تعمیر کردہ خانقاہ اور مدرسہ کی عمارات کے آثار و کھنڈرات آج بھی دکھائی دیتے ہیں۔

آپ مہمان نواز اور صاحب شفقت بزرگ تھے۔ آپ کی نوازشیں اپنوں اور بیگانوں سب پر یکساں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت شیخ محمد امین بدخشی رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۰۲۰ھ کو بدخشان میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام شیخ علی بدخشی رحمہم اللہ تعالیٰ تھا جو ”بدخشان“ کے خاص صوفیاء میں سے ایک تھے۔ تعلیم و تربیت والد گرامی سے حاصل کی۔ حضرت شیخ سلطان محمد فرخاری رحمہم اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر مرید ہوئے۔ والد گرامی کو اشارہ ملا کہ عنقریب ”بدخشان“ تباہ ہونے والا ہے۔

یہ اشارہ پاتے ہی آپ حرمین شریفین کے ارادے سے کابل، جلال آباد اور پشاور آئے۔ ۱۰۴۰ھ میں اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کی زیارت اور کسب فیض کے لیے لاہور تشریف لائے۔ اس دوران وہ حضرت ایشاں رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

شیخ محمد امین بدخشی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی حاضری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

صوفیاء کرام مشائخ عظام کی زیارت کیلئے میں ایک مہینہ تک لاہور میں ٹھہرا رہا۔ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت عیسیٰ ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی شفقتیں اور مہربانیاں دیکھنے میں آئیں۔ میرے ساتھ ۱۰۴ھ کو حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلی ملاقات میں ازراہ شفقت آپ مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر مجھے بٹھایا۔ پر تکلف کھانا اور شربت منگو کر اپنے دست اقدس سے مجھے کھلانے اور پلانے لگے۔ خانقاہ میں موجود صوفیاء کرام اس صورتحال سے بہت متعجب ہوئے اور انہوں نے کہا:

آپ جو مہربانیاں اس نوجوان پر کر رہے ہیں اس سے قبل ہم نے نہیں دیکھیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ دراصل صوفیاء کرام نے محبت باطنی کو ظاہر پر قیاس کیا تھا۔ اس کی تفصیل لمبی ہے۔ (۱)

اس سے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے حسن اخلاق، مہمان نوازی اور محبت خلق معلوم ہوتی ہے۔ یہ اوصاف صرف ولی کامل اور عالم ربانی کے ہو سکتے ہیں۔

آپ نے اپنی تدریسی، تبلیغی، تصنیفی اور رشد و ہدایت کی خدمات کے ذریعے لوگوں میں دینی ذوق کی روح پھونک دی۔ لوگوں میں مذہبی شعور پیدا کیا۔ لوگ قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے۔

آپ طلباء کی نہ صرف تعلیم و تدریس پر توجہ فرماتے بلکہ ان کی روحانی تربیت بھی فرماتے تھے۔ آپ کی کاوشوں سے تیار ہونے والے مبلغین روم، شام، عراق، وسط ایشیاء، کشمیر، گلگت اور تبت وغیرہ ممالک اور علاقہ جات کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ اس طرح آپ کے روحانی فیض سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو دنیا میں فروغ حاصل ہوا۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت:-

حضرت ایشاں ممدوح سلاطین تھے۔ اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے ادوار میں حکومتی سطح پر آپ کو امتیاز حاصل تھا۔ طریقت کے مسائل میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نظریہ سے آپ متفق تھے۔ دوسرے علماء مشائخ کے نظریہ سے آپ کو اختلاف بھی تھا۔ مجموعی طور پر صوفیاء و مشائخ آپ کی رائے کو فائق تصور کرتے۔ حکمران، مشائخ، علماء اور مصنفین آپ کو خراج تحسین پیش کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں: خواجہ خاوند محمود پیرزادہ مائند و جذبہ موروٹی دارند: (حضرت خواجہ خاوند محمود) حضرت ایشاں (ہمارے پیرزادہ ہیں اور جذبہ موروٹی رکھتے ہیں)۔ ایک مقام پر آپ کے بارے میں ”مشخیت پناہ“ کے الفاظ بھی تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت ملا بدرالدین ابراہیم سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ”نخبۃ الابرار“ کے لقب سے آپ کو یاد کیا ہے۔ محمد صالح کمبوہ نے شاہجہاں نامہ میں آپ کے بارے میں ”بزرگوار عزیز الوجود“ کے الفاظ لکھے ہیں۔ علماء مشائخ، متوسلین، مریدین اور تلامذہ آداب کے پیش نظر آپ کو ”حضرت ایشاں“ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ عوام میں بھی اسی لقب سے مشہور ہوئے۔ (یہاں تک کہ آپ کے مزار اقدس واقع باغبانپورہ لاہور کے قرب وجوار کی آبادی اسی لقب کی نسب سے ”حضرت ایشاں کالونی“ ہے) محمد صادق دہلوی کشمیری ہمدانی آپ کی شخصیت کے بارے میں تفصیلاً لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ خاوند محمود (حضرت ایشاں) دامت برکاتہم العالیہ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے بزرگ اور فضیلت کے حامل ہیں۔ عبادت و ریاضت کے آثار چہرہ انور سے نمایاں ہیں۔ ماوراء النہر، بدخشاں اور کشمیر کے بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

انہوں نے آپ میں علم و دانش، کشف و کرامات اور ہدایت و پیشوائی کی علامات دیکھیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے۔ کشمیر (سری نگر) میں انہوں نے خانقاہ قائم کی اور اس میں خلق خدا کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت فرمائے۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

جلال الدین اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے ہاں آپ (حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کو عظیم مقبولیت حاصل تھی۔ حتیٰ کہ شاہی بیگمات اور خواتین (آپ کے مقام کے پیش نظر یا عقیدت یا باپ کا درجہ دیتے ہوئے) آپ سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔

نسبت طریقت کے حوالے سے ایک اعتراض اور اس کا جواب:

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دوستانہ مراسم تھے۔ دونوں بزرگ ایک دوسرے کا دلی احترام کرتے تھے۔ شریعت و طریقت کے مسائل میں بھی گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دفعہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے سرہند تشریف لے گئے۔ راستہ میں لوگوں سے سنا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سلسلہ بیعت جاری رکھے ہوئے تھے۔ حضرت مجدد پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے تو اس صورتحال کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا: یہ بات مبالغہ پر مبنی ہے۔ حضرت باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت خواجہ خواجگی ملنگی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یقیناً اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکتوب شکل میں جواب درج ذیل ہے:

میرے مخدوم و مکرم! جو کچھ ہمارے خواجہ محمد باقی علیہ الرحمۃ سے ان پیروں مولانا کے اسمائے گرامی کی تحقیق میں ہم تک پہنچا ہے وہ یہ کہ حضرت مولانا خواجہ ملنگی اور

حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان بزرگ گزرے ہیں، ایک (حضرت خواجہ ملنگی رحمہ اللہ تعالیٰ) کے والد گرامی حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ جو حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ماموں ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ مشیخت پناہ خواجہ خاوند محمود رحمہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے پہلی ہی ملاقات میں حضرت مولانا مذکور (درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ) کا ذکر شروع کر دیا اور فرمایا کہ وہ کسی سے مجاز نہ تھے۔ اسی وجہ سے وہ شروع میں مرید نہ کرتے تھے، لیکن آخر میں انہوں نے شیخی (پیری مریدی) شروع کر دی (جواب میں) کہا گیا وہ بزرگ تھے، اور ماوراء النہر کے تمام لوگ ان کی بزرگی کے قائل تھے۔ وہ ہرگز اس بات کو پسند نہیں کر سکتے تھے کہ ابتدا یا آخر (عمر) میں بغیر اجازت کے کسی کو مرید کریں۔ اس قسم کا عمل خیانت میں داخل ہے۔ ایک کم درجے کے مسلمان پر بھی اس قسم کا گمان نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ اکابرین پر (ایسا گمان کیا جائے)۔

اس کے بعد خواجہ خاوند محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک روز مولانا (درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ) خواجہ کلاں وہ بیدی (مضافات سرگند) کی خدمت میں تشریف لے گئے (اس وقت) وہ خر بوزہ کھا رہے تھے۔ مولانا نے (بھی) خر بوزہ کی خواہش کی۔ انہوں نے فرمایا: آپ کا خر بوزہ تمام (یعنی پختہ) ہو گیا۔ مولانا نے فرمایا: آپ گواہی دیتے ہیں کہ ہمارا خر بوزہ تمام ہو چکا (یعنی درجہ کمال کو پہنچ چکا)۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا خر بوزہ تمام ہے۔ اس وقت مولانا نے مرید کرنا شروع کر دیے۔ یہ نقل بھی بعید از قیاس معلوم ہوئی ہے کہ صرف اس بنیاد پر مولانا اپنے آپ کو شیخ تصور کریں اور مرید کرنے کے درپے ہو جائیں۔ اس کے بعد خواجہ خاوند محمود نے فرمایا کہ ان دو بزرگوں کے نام جو حضرت مولانا (درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ) اور (حضرت خواجہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ) کے درمیان نقل کیے جاتے ہیں۔ اور دو نام بتائے جاتے ہیں، درست نہیں ہے۔ دوسرے نام بھی بتائے اور یہ بھی کہا کہ

مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ماموں سے کوئی نسبت حاصل نہیں بلکہ کسی دوسرے شخص سے ہے۔

ان کی ان باتوں سے بہت تعجب ہوا (اس لئے) مجبوراً آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ ان دو بزرگوں کے ناموں کی تحقیق کر کے لکھیں کہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے، اور اجازت کے واقعہ کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے ان کی بزرگی ہی معتبر گواہ ہے۔ تاہم اگر (اجازت کے متعلق بھی) لکھیں تو بہتر ہے تاکہ طعنہ دینے والوں کی زبان بند ہو جائے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ خواجہ خاوند محمود کا ان پریشان کن باتوں سے کیا مقصد تھا؟ اگر ان کا مقصد ان بے سرمایہ فقراء کی زوردار طریقے پر نفی کرنا تھی، کیونکہ پیر کی نفی سے مرید کی نفی لازم آتی ہے تو ہم بے سرو سامان فقیروں کی نفی کے بہت سے طریقے ہیں۔ اس کی کیا ضرورت تھی کہ ان بزرگوں کی نفی کی جائے۔ اگر ان کا مقصد کچھ اور تھا اور صرف ان ہی دو بزرگوں کی نفی کی جائے۔ اگر ان کا مقصد کچھ اور تھا اور صرف ان ہی دو بزرگوں کی نفی مقصود تھی تو بھی غیر مستحسن ہے جیسا کہ یہ بات ادنیٰ سمجھ رکھنے والے پر بھی پوشیدہ نہیں۔ رہنا لا تقواخذنا انالینا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس مختصر تحریر میں بہت سے مسائل حل فرمادیئے مثلاً:

☆ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرتبہ و مقام کو واضح کرتے ہوئے ”مشنیت پناہ“ اور ”پیرزادہ ماند“ (ہمارے شیخ محترم کے نور نظر) کے الفاظ استعمال فرمائے۔

☆ خوبصورت انداز میں اپنے مشائخ سلسلہ پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا دفاع کیا اور اظہار عقیدت کی انتہاء کر دی۔

☆ علم و دانش کی گہرائی، قوت استدلال اور تاریخ مشائخ سلسلہ کی گہرائی ظاہر و باہر ہے۔

☆ اخلاق و آداب کو نظر انداز کیے بغیر احقاق حق اور ابطال باطل کا اسلوب قابل تحسین اور

قابل ستائش ہے۔ اس مکتوب میں آپ نے واضح کر دیا کہ حضرت خواجہ امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ بزرگ تھے۔ ماوراء النہر کے لوگ ان کی بزرگی کو تسلیم کرتے تھے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے مرشد کی اجازت و خلافت کے بغیر آخری عمر میں سلسلہ رشد و ہدایت شروع کر دیا تھا۔ کیوں کر ایسا کر سکتے تھے؟ حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ مرید و خلیفہ حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں جو رشتہ میں آپ کے ماموں بھی ہیں۔ حضرت مولانا محمد زاہد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ مادرزاد ولی اللہ، اسم بامستی اور جامع کمالات و مقامات تھے۔ مشہور بزرگ حضرت عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت و بزرگی کی شہرت ”حصار“ (نام قصبہ) میں پہنچی۔ آپ ”حصار“ سے خواجہ کی زیارت کے لئے ”سرقت“ کی طرف روانہ ہوئے۔ سرقت کے محلہ ”وانسرائے“ کے سرسبز و شاداب مقام پر فروکش ہوئے۔ روحانی طور پر حضرت خواجہ کو جب آپ کے آنے کا علم ہوا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ جو صاحب حال و قال اور جامع محاسن صوری و معنوی ہیں، کے استقبال کے لیے جانا چاہیے۔ گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت خدام کو اونٹ لانے کا حکم دیا۔ خدام نے تعمیل ارشاد میں اونٹ پیش کر دیا۔ اونٹ پر سوار ہو کر چل دیئے۔ خدام بے خبر ہیں کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ محلہ ”وانسرائے“ میں پہنچ کر رک گئے۔ جہاں حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی آمد کا انہیں علم ہوا تو دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ کے دست اقدس پر اعزاز بیعت حاصل کیا اور خلوت و صحبت اختیار کی۔ پہلی ملاقات میں حضرت خواجہ کی طرف سے اجازت و خلافت سے بھی نوازدیئے گئے۔ خدام نے تعجب و حیرت کی نظر سے دیکھا کہ پہلی حاضری پر ہی اتنی عنایات و نوازشیں؟ حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے صورت حال کو محسوس کر کے لوگوں سے فرمایا: مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ چراغ، شیل اور بتی لے کر میرے پاس آیت تھے۔ ہم نے

صرف اسے روشن کر کے واپس کر دیا۔“ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصنفین، مورخین اور تذکرہ نویسوں کے مطابق حضرت مولانا محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ افکار و نظریات، عبادات و ریاضت، خلوت و تفرّد، وعظ و تبلیغ، معرفت و تصرف، کشف و کرامات، رشد و ہدایت تھے۔ آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم، حضرت مولانا درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیر و مرشد اور حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی ہیں۔ اصلاح عوام، تربیت خواص اور فروغ سلسلہ کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔

حسن اخلاق:-

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اخلاق و عادات کا عملی نمونہ تھے۔ اپنوں اور بیگانوں سے حسن سلوک کا برتاؤ کرتے تھے۔ خلوص و نیک نیتی سے گفتگو فرماتے کہ حاضرین عیوب سے تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے۔ شرعی احکام و مسائل میں اپنے معاصر علماء سے متفق تھے۔ فقہ حنفی کی تدریس و تبلیغ فرماتے اور اس پر خود بھی عامل تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد و معتقد تھے۔ تاحیات درس و تدریس، رشد و ہدایت، وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ آپ کی تعلیمات اور افکار و نظریات حقائق پر مبنی تھی جو آپ کی تالیفات سے واضح ہوتی ہے۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ طریقت تین واسطوں سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ جو یوں ہے: حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت اسحاق ولی دہ بیدی، مخدوم اعظم حضرت خواجہ خواجگی کاشانی دہ بیدی، حضرت مولانا قاضی احمد اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کے مشہور معاصر ولی کامل حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ طریقت چار واسطوں سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہے۔ جو یوں ہے:

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت محمد خواجگی امکنگی، حضرت مولانا درویش محمد، حضرت مولانا محمد زاہد خواجہ عبید اللہ احرار رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سلسلہ طریقت کے لحاظ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت شیخ طریقت حضرت عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں۔ شاید اسی منصب قربت کے باعث حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں ”مشیت پناہ“ کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔ طریقت کے نقطہ نظر سے یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ ”امکنگی سلسلہ“ (حضرت خواجہ کے مرشد کامل حضرت محمد خواجگی قصبہ ”امکنگ“ کے رہنے والے تھے اس لیے وہ امکنگی کہلاتے اور ان کے سلسلہ کو نسبت کی بنا پر امکنگی سلسلہ کہا جاتا ہے) لے کر ہندوستان میں تشریف لائے جبکہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ ”سلسلہ دہ بیدی“ (آپ کے مرشد طریقت حضرت خواجہ اسحاق ولی رحمہ اللہ تعالیٰ گاؤں ”دہ بید“ نزد سرگند کے رہنے والے تھے۔ اس لئے انہیں ”دہ بیدی“ اور ان کے سلسلہ کو ”سلسلہ دہ بیدی“ کہا جاتا ہے) لے کر وارد ہندوستان ہوئے۔ البتہ آپ کی شہرت مورث اعلیٰ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے سبب ہوئی۔ علاوہ ازیں آپ ان کے روحانی فیض یافتہ بھی تھے بلکہ تشنگان معرفت کو آپ کے فیضان سے سیراب کرتے تھے اور کم رہے ہیں۔ سلسلہ امکنگی اور سلسلہ دہ بیدی دونوں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی شاخیں ہیں۔

سلسلہ طریقت میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ مشائخ جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہم اللہ تعالیٰ تک واسطہ بن رہے ہیں ان کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

﴿1﴾ حضرت خواجہ اسحاق ولی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ مخدوم اعظم حضرت خواجہ احمد کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند تھے۔ والد گرامی کے وصال (۹۳۹ھ) کے وقت کمسن بچے تھے۔ مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفہ مجاز حضرت مخدوم اعظم کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ) کی نگرانی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ کثیر الکرامات بزرگ تھے۔ آپ اہل

قبور کو حیاتِ نو عطا فرمادیتے تھے۔ مریدین کی تعداد کثیر تھی جو جانثاری کا مظاہرہ کرتے اور اظہارِ عقیدت و محبت کرتے تھے۔ حضرت مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے داماد تھے۔ آپ کا احوال و آثار کشف و کرامات اور تعلیمات پر دو کتابیں لکھی گئی ہیں: (1) ”ضیاء القلوب“ مصنف محمد عوض (متوفی ۱۰۱۲ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اور (2) ”مقامات شیخ اسحاق“ جامع شریعت و طریقت تھے۔ والد گرامی سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ حضرت مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ظاہری اور والد گرامی سے روحانی فیوض و برکات حاصل کیے۔ آپ کی تبلیغ اور تصرف سے کثیر کفار و دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کی شخصیت اور تعلیمات سے متاثر ہو کر حاکم کا شاعر جناب محمد خان بن عبدالکریم خاں بن عبدالرشید بن تغلق تیمور خان آپ کی ارادت میں داخل ہوا۔ انہوں نے اظہارِ عقیدت کرتے ہوئے کافقہ کے خدام و وظائف مقرر کیے۔ حاکم وقت عبدالמוمن خاں نے آپ کی حق گوئی اور تبلیغی سرگرمیوں کی مخالفت شروع کر دی۔ انہوں نے آپ کو سمرقند سے بلج جانے کے لیے مجبور کر دیا۔ اس موقع پر آپ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ جو اس طرح ہے کہ حاکم وقت کے مجبور کرنے پر جب آپ ”سمرقند“ سے ”بلج“ کی طرف ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو آپ کے سفر کی رفتار سست تھی۔ ساتھیوں نے متعجب ہو کر عرض کیا: حضور! آپ تیز رفتاری میں سفر کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے جواب دیا: عنقریب ہم سمرقند میں واپس پلٹنے والے ہیں، لہذا ہمیں زیادہ دیر نہیں جانا چاہیے۔ راستہ میں ہی قافلہ کو اطلاع موصول ہو گئی کہ ظالم حکمران عبدالمومن خاں دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ اسی مقام سے آپ سمرقند واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے طویل عمر پائی۔ ۱۰۰۸ھ کو سمرقند میں انتقال ہوا۔ آپ کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

﴿2﴾ مخدوم اعظم حضرت خواجہ خواجگی احمد کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ: والد گرامی کا اسم گرامی جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ تھا۔ آپ ”کاشان“ (نام قصبہ) میں پیدا ہوئے۔ پیدائش نسبت سے کاشانی کہلاتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید خلیفہ

مجاز تھے۔ سمرقند بخارا وغیرہ ممالک میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خوب اشاعت کی۔ ”کاشان“ سے ”دہ بید“ تشریف لائے۔ یہاں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے۔ حضرت امیر سید عالم رحمہ اللہ تعالیٰ سے علوم فنون حاصل کیے۔ روحانی علوم حضرت عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کیے۔ حضرت مخدوم اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان کی مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (1) شرح غزل عبید اللہ خان (2) شرح رباعیات عبیدی (3) اسرار الزکاح وغیرہ۔ یہ سب کتب تاشقند کی لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ کے ایک معاصر مصنف نے آپ پر ”سلسلۃ الصادقین و انیس العاشقین“ کے نام سے کتاب لکھی۔ یہ بھی تاشقند کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان کے حکمران سلطان ابراہیم لودھی کے زمانہ میں بابر بادشاہ نے ہندوستان کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ دونوں بادشاہوں کی افواج کا مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں خوب خونریزی ہوئی۔ بابر بادشاہ کے کمانڈر نے اپنی افواج کو مقابل افواج کے سامنے کم ہمت خیال کیا۔ اس نے اپنے ذہن میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلیہ کا تصور باندھا اور اسے ادکا خواہاں ہوا۔ انہیں ایک سفید گھوڑا اور اس پر سفید لباس کا سوار دکھائی دیا۔ وہ دشمن کی فوج میں داخل ہوا اور جنگ کے خوب جوہر دکھانے لگا۔ اس سے مخالف افواج میں شور و بزرگ کا حلیہ لکھ لیا اور وہ حلیہ لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ سننے والوں نے بتایا کہ یہ حلیہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے بلکہ مخدوم اعظم حضرت خواجگی احمد کاشانی دہ بیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ کمانڈر نے اپنے ایک وزیر کو تحریر حلیہ کو اور بہت سے تحائف دے کر خانقاہ کی طرف روانہ کیا۔

حضرت مخدوم اعظم جامع شریعت و طریقت، مبلغ اسلام اور صاحب کرامات ولی کامل تھے۔ آپ نے ۲۱ محرم الحرام ۹۳۹ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے افکار، تعلیمات اور علمی جوہر سے مستفیض ہونے کیلئے آپ کی تصانیف

کا مطالعہ فائدہ مند رہے گا۔ البتہ شائقین کے تکمیل ذوق کے لیے علم و حکمت سے لبریز آپ کے چند اقوال ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ میں عبادت و ریاضت میں اس قدر مستغرق ہوا کہ میری ہڈیوں اور گوشت کا رشتہ ختم ہو گیا۔ بارہ سال تک میں نے کسی آدمی کو اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیا تاکہ اس کی باتوں سے غفلت اور پریشانی کا شکار نہ ہو جاؤں۔

سلوک کے ابتدائی زمانہ میں، میں ذکر الہی میں اس قدر مستغرق ہوا کہ بازار، مجالس اور دوسرے مقامات پر جہاں بھی آمد و رفت ہوتی تھی تو ذکر الہی کے بغیر میرے کانوں میں کوئی آواز داخل نہیں ہوتی تھی۔

﴿3﴾ حضرت مولانا قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ تصوف و معرفت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر ۱۲۸۰ء میں شرف بیعت حاصل کیا۔ مرشد کامل سے اظہار عقیدت و محبت کرتے ہوئے ”سلسلۃ العارفین“ کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں مرشد گرامی کے احوال و آثار، مکشوفات و کرامات، عادات و اطوار، معلومات و تعلیمات کو خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ اپنے بزرگوں کے آنکھوں دیکھے حالات، واقعات اور بیانات کو خصوصیت سے کتاب میں درج کیا۔ احکام شریعت اور اسرار طریقت بیان کرتے وقت حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخاطب آپ ہی ہوا کرتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے کمالات، مقامات، محاسن، شمائل اور اوصاف دوسروں کے سامنے شکرانہ نعت کے طور پر بیان کرتے تھے۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خرقہ خلافت حاصل تھا۔

موضع ”کمان گرون“ میں سفر آخرت سے قبل حضرت خواجہ احرار الاولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کثیر مریدین و خلفاء سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم سب لوگ اپنے اپنے مزاج کے مطابق جو چیز چاہو مجھ سے حاصل کرلو، ان خدام میں حضرت مولانا قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی

موجود تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: آپ کیا چیز پسند کریں گے؟ عرض کیا: حضور! جو چیز آپ کو پسند ہے، وہ غلام کو بھی پسند ہے۔ فرمایا: مجھے تو فقر پسند ہے۔ حضرت قاضی احمد نے عرض کیا: ۵ بُشریٰ لَنَا یہ تو ہمارے لیے خوشخبری ہے اور ہمیں بھی یہی پسند ہے۔ آپ نے خدام کو حکم دیا کہ قاضی صاحب کو بھاری رقم جمع کرادیں تاکہ وہ اس رقم کو فقراء اور درویشوں پر صرف کر سکیں۔ حضرت قاضی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ستر سال کی عمر میں ۹۲ھ میں وصال فرمایا۔ تاشقند میں مدفون ہوئے۔ مزار مرجع خلائق ہے۔

﴿4﴾ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ ماہ رمضان ۸۰۲ھ مطابق ۱۴۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام خواجہ محمود بن شہاب الدین تھا۔ ایام نفاس میں (چالیس دن تک) آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہ فرمایا۔ ایام نفاس پورے ہونے پر والدہ محترمہ نے غسل کیا تو دودھ نوش کرنا شروع کر دیا۔ اسم گرامی ”عبید اللہ“ تھا جبکہ لقب ”احرار“ تھا۔ 16 واسطوں سے آپ کا شجرہ نسب حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ فضل اللہ، حضرت خواجہ نظام الدین، حضرت سید قاسم تبریزی، حضرت شیخ سراج الدین عمر اور حضرت شیخ زین الدین خوانی رحمہم اللہ تعالیٰ سے علوم و فنون اور طریقت کا درس لیا۔ علاوہ ازیں ماوراء النہر تاشقند اور سمرقند کے ممتاز محدثین و فقہاء سے بھی علمی استفادہ کیا۔

حضرت خواجہ یعقوب چرخنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف و شمائل سن کر ان کی عقیدت و محبت دل میں گھر کر گئی، مقام ”بلغور“ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ سے فرمایا: طالب کو مرشد کے پاس اسی طرح جانا چاہیے جس طرح خواجہ عبید اللہ احرار، تیل، بتی سب کچھ لے کر آئے۔ اب صرف آگ لگانے کی ضرورت ہے۔ مرشد گرامی کے فیض سے درجہ کمال حاصل ہوا۔ مرشد گرامی کی طرف سے اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے۔ شریعت کے معلم اور

طریقت کے امام تھے۔ ماوراء النہر اور خراساں کے لوگ آپ سے جان نثاری کی حد تک عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ کثیر النکرات اور ولی کامل تھے۔ عاشق رسول حضرت امام عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے عقیدت تھی۔ انہوں نے اپنی تصانیف کو آپ کے اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سات سال تک سیاحت پر رہے۔ مختلف ممالک میں مختلف فقہاء و مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور شریعت و طریقت کے علوم کا استفادہ کیا۔ سیاحت کے بعد اکتیس (29) سال کی عمر میں اپنے وطن تاشقند واپس آئے تو دو نیل خرید کر ایک صاحب تقویٰ آدمی کی شراکت سے زراعت کا کام شروع کر دیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ دولت و نقدی حساب سے باہر ہو گئی۔ آپ پوری دولت غرباء، یتیموں اور درویشوں میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپ کی اراضی (واقعہ سمرقند) کی آمدنی کا اس سے حساب لگایا جاسکتا ہے کہ اجناس سے اسی (80) ہزار من صرف عشر نکالا جاتا تھا۔

آپ کی تصانیف مبارکہ سے ”انفاس نفیہ“ مشہور ہے۔ اس کتاب میں آپ نے شریعت و طریقت کے تمام احکام اختصار و جامعیت سے بیان کیے ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اسے طریقت کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جاسکتا ہے۔ اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری، فاتحہ خوانی اور اکتساب فیوض و برکات آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

حاکم سمرقند، بخارا سلطان ابوسعید تیموری آپ کا عقیدت مند تھا۔ امور سلطنت میں آپ سے مشاورت کرتا تھا۔ ان کا فرزند ارجمند سلطان احمد بھی آپ کا نیاز مند تھا۔ اکثر آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرتا تھا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۹، ربیع الاول ۸۹۵ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۴۹۰ء میں وفات پائی۔ سمرقند میں مدفون ہوئے۔ مزار اقدس مرجع خلافت ہے۔
آپ کی تعلیمات سے آگاہی کے لیے آپ کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے

اہل ذوق کے استفادہ کے لیے آپ کے چند اقوال ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:
☆۔ اے درویش و طالب حقیقت! تجھے لازم ہے کہ فرائض و سنن ادا کرنے کے بعد ذکر الہی میں مشغول رہے۔

☆۔ اے درویش! اس بات کی کوشش کر کہ تو نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرے کیونکہ نماز باجماعت ادا کرنا سنت موکدہ ہے اور اسے بلا عذر ترک کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔

☆۔ اے درویش! جب تو نماز مغرب سے فارغ ہو تو چھ رکعت نماز ادا کر۔ اس نماز کو ”صلوۃ اوائین“ کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرنے کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔

☆۔ اے درویش! اس کے علاوہ ایک اور وظیفہ اور کم گوئی ہے کیونکہ زیادہ باتیں کرنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

☆۔ اے درویش! تجھے لازم ہے کہ با وضو رہے۔ دن رات با طہارت رہے اور با طہارت ہی سوئے۔ دائمی وضو کے بے شمار فوائد ہیں۔ وضو کرتے وقت باتوجہ ہوا اور تجھے وضو کے فرائض، سنن، اور مستحبات کے علم کے علاوہ عمل بھی ہو۔ خاص کر مسواک کو کبھی ترک نہ کرنا۔

☆☆☆

چوتھا باب

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد تبلیغ، تدریس اور تصنیف کا سلسلہ شروع کیا جو تاحیات جاری رہا۔ اسلاف کے طرق اور خاندانی مشائخ کے حکم کی تعمیل میں آپ نے سیاحت کا راستہ بھی اپنایا۔ دوران سیر و سیاحت بھی یہ خدمات انجام دیتے رہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے حفظ قرآن اور تمام علوم و فنون سے فراغت حاصل کی۔ اپنی تبلیغی و تدریسی خدمات کا آغاز بخارا سے کیا۔ پھر ابتدائی سالوں میں بلخ، سمرقند اور ہرات میں خدمات انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں قندھار، کابل اور کشمیر سے ہوتے ہوئے لاہور (پنجاب، ہندوستان) تشریف لائے۔

خٹکان کے مشہور شہر ”وخش“ میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں ایک شیخ کامل کا بڑا شہرہ تھا۔ وہ نماز جمعہ کے بعد ذکر الہی کی خصوصیت سے محفل منعقد کرتے تھے۔ جس میں دیگر صوفیاء کرام کے علاوہ حضرت خواجہ کلاں دہ بیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مریدین بھی شامل ہوتے تھے۔ افادہ و استفادہ فیض کے لئے حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی اس محفل میں شامل ہونا شروع کر دیا۔ (۱)

۹۹۳ھ میں تیس سال کی عمر میں قیام ”وخش“ کے دوران یہ پریشان کن حادثہ بھی پیش آیا کہ ”دہوی حصار“ (ایک دیہات کا نام ہے جو سمرقند کے قریب واقع ہے۔ جہاں وہ رہائش پذیر تھے) سے والد گرامی کی طرف سے گرامی نامہ موصول ہوا۔ جس میں تحریر تھا کہ اے بیٹا! دنیا سے رخصت ہونے کا میرا آخری وقت ہے۔ لہذا آپ آئیں، آپ آخری ملاقات اور آخری دیدار کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ”دہوی حصار“ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے وہاں پہنچنے سے چند روز قبل والد گرامی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ سے والد گرامی کے ترکہ سے کوئی چیز

وصول نہ فرمائی بلکہ اپنا حصہ ہمشیر گاہ میں تقسیم کر دیا۔ ”دہوی حصار“ میں چند روز قیام کرنے کے بعد آپ ”وخش“ شہر میں تشریف لے آئے۔

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ ”کابل“ تشریف لائے۔ جمعۃ المبارک کے دن آپ نے ”جامع مسجد“ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطاب اس قدر علمی، روحانی اور پر تاثیر تھا کہ ایک بات سامعین کے اذہان و قلوب میں اترتی گئی۔ سامعین پر رقت طاری ہو گئی، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سب لوگ آپ کے عقیدت مند بن گئے۔ امراء و وزراء اور عام لوگوں میں اسلام کی ترقی کے لئے جا شاری کا جذبہ موجزن ہو گیا۔ حاکم کابل نے ارادت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ یہاں آپ نے تبلیغ و تدریس پر خوب محنت کی جس کے نتیجے میں مبلغین کی جماعت تیار کی۔ جن کو حجاز، عراق اور ایران وغیرہ ممالک کی طرف روانہ فرمایا۔ کابل میں کثیر لوگوں نے آپ سے علمی و روحانی فیضان حاصل کیا۔

کابل سے آپ کشمیر تشریف لائے۔ نواب عبدالرحمن کے ہاں قیام کیا۔ نواب صاحب ہر دلعزیز اور مقبول ترین شخصیت کے مالک تھے۔ وہ آپ کے والد گرامی کے مرید صادق تھے۔ اپنے عقیدت مند جناب عوض بیگ سلمانی کے ہاں بھی قیام پذیر رہے۔ وقت کا ممتاز ترین شاعر ملاشرابی جو مشہور شاعر ملاوٹنی کا ہم عصر بھی تھا، آپ کی ارادت میں داخل ہوا۔ دیگر علماء فضلاء اور شعراء کی طرح ملاشرابی بھی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی علمی و روحانی محافل میں حاضر ہوتے۔ اور اکتساب فیض کرتے تھے۔ وہ صاحب دیوان شاعر تھے۔ ان کی شاعری قصائد اور مثنوی طرز کی تھی۔ قصائد گوئی میں شاعر خاقانی کا انداز اختیار کیا۔ وہ حضرت خواجہ سے دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ جس کا اظہار گاہے بگاہے اپنی شاعری میں کرتے رہتے تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے آپ سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے یوں کہا:

خواجہ عالی نسب خاوند محمود آنکہ ہست

در جہان معرفت صاحب دلاں را پیشوا

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا حسب و نسب (سادات گھرانے اور روحانی کمالات کے سبب) بہت بلند و بالا ہے۔ معرفت و طریقت کی دنیا میں مشائخ کے بھی قائد و راہنما ثابت ہوئے ہیں۔

کشمیر میں تشریف آوری کے بعد حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خانقاہ اور ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ انقلابات زمانہ اور صدیوں کا زمانہ بیت جانے کے باوجود وہ عمارات آج بھی محفوظ ہیں۔ جو آپ کی علمی و روحانی جلالت کا مظہر ہے۔ آپ کی خدمت میں طلباء اور متلاشیان حق حاضر ہوتے۔ چند سالوں میں آپ کے علمی و روحانی فیضان سے مالا مال ہو کر واپس پلٹتے۔ اپنے علاقہ جات میں درس و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیتے۔

شمالی کشمیر، تبت اور کابل کے علاقوں میں اہل تشیع کے مراکز تھے۔ اہل تشیع جو روز بروز اپنے باطل عقائد و نظریات میں ترقی کر رہے تھے، آپ نے اہل تشیع کی سرکوبی کے لئے خصوصی توجہ فرمائی۔

آپ نے حضرت ملا ابوالحسن اور ملا داؤد کشمیری رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کو ان علاقہ جات میں تبلیغ دین اور فروغ عقائد اہل سنت کے لیے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل، آپ کے تصرف اور دونوں علماء کی جہد مسلسل سے مذکورہ علاقہ جات میں شاتمان صحابہ کا جنازہ نکل گیا اور عقائد اہل سنت کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ اکثر لوگوں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ ہونے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت ملا ابوالحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے شمالی کشمیر کے علاقہ میں ایک خوبصورت اور وسیع و عریض مسجد تعمیر کروائی۔ علاقہ کی مشہور شخصیت شیر خاں کے لڑکے ابدال خاں کو زیور تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے اپنی ارادت میں قبول کیا۔ پھر اسی مرکزی مسجد کا امام و موزن تعینات کیا۔ احناف کے طریق کے مطابق خطبہ جمعہ المبارک میں پہلی مرتبہ اظہار عقیدت و محبت اور حصول خیر و کف کے لیے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء گرامی لیے جانے لگے۔

مسجد میں باقاعدہ نماز پنجگانہ ہونے لگی۔ علاقہ کی کسی شخصیت میں قوت نہیں تھی کہ وہ یہ بابرکت نام استعمال کرنے سے روک سکتے۔ اہل سنت و جماعت کو مزید ترقی و عروج حاصل ہونے پر مذکورہ مسجد میں دو موزن تعینات کیے گئے۔ حضرت ملا ابوالحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی واپسی پر ابدال خاں نے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے اظہار عقیدت و محبت کرتے ہوئے کچھ تحائف اور ایک خط ارسال کیا تھا۔ (۱)

کشمیر میں آنے کے بعد حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسلاف کے طریق کے مطابق ۱۰۱۲ھ میں اپنی خانقاہ اور مدرسہ کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔ جس پر پچیس ہزار روپے خرچ آئے تھے۔ خانقاہ کا نام ”فیض پناہ نقشبندیہ“ رکھا گیا۔ لیکن اہل کشمیر اسے ”خانقاہ نقشبندیہ“ کے نام سے پکارتے تھے۔ محلہ کا نام ”سکندر پور“ تھا لیکن اہل عقیدت آپ کی نسبت سے اسے ”بازار خواجگان“ کہتے، بعد میں اس کا نام ”خواجه بازار“ مشہور ہو گیا۔ (۲)

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خانقاہ، مدرسہ اور مسجد میں شبانہ روز درس و تدریس، تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہزاروں لوگوں کو ظاہری و باطنی علوم و معارف کے زیور سے آراستہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو فروغ عطا فرمایا۔ اولیاء کرام کے طریق کے خلاف عقائد و نظریات رکھنے والے کو غیر سنی قرار دیا جاتا تھا۔

حضرت خواجہ یعقوب چرخنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ بات واضح رہے کہ حضرت خواجہ خضر اور حضرت خواجہ الیاس علیہما السلام اور دیگر حاضر و غائب تمام اولیاء کرام اہل سنت سے متعلق ہیں۔ (۱)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہمارے طریق کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے: (۱) اہل سنت کے عقائد پر استقامت (۲) دوام آگاہی (۳) عبادت۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی انحراف کرنے والا اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”انسان کے اہل سنت و جماعت کے

عقائد رکھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اسے آخرت کی کامیابی اور نجات کا پروانہ حاصل ہو۔ اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے۔ موت اور دائمی عذاب کا باعث ہے۔ کسی کے عمل میں نقص ہو تو نجات کی امید ہو سکتی ہے لیکن عقیدہ میں نقص ہو تو اس کی بخشش کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔“

اکابر و مشائخ کے ان ارشادات سے جہاں اہل سنت و جماعت اور عقائد اہل سنت کی اہمیت و افادیت واضح ہوتی ہے وہاں یہ بات بھی عیاں ہو رہی ہے کہ ”صراط مستقیم“ پر صرف اہل سنت ہی ہیں۔ یہی انبیاء کرام، صحابہ عظام، اور صالحین کا راستہ ہے۔ اس راستہ سے ہٹ کر کوئی شخص نہ روحانی ترقی کر سکتا ہے، نہ دینی بن سکتا ہے اور نہ جنتی بن سکتا ہے۔

شیعہ فسادات اور مذہبی و سیاسی کشمکش سے کشمیر کا امن تباہ ہو گیا تھا۔ ایسے حالات میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تہائی کشمیر میں امن و آشتی کی فضا قائم کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ اس سلسلے میں سیاسی شخصیات کو مفید و نافع مشوروں سے نوازتے تھے۔ ان شخصیات میں اکثر آپ کے عقیدت مند تھے۔ چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں: ملا عثمان مستو، شمس گنائی، حاجی طوسی، محمد جان بیگ، ملا ابراہیم، ملا عبدالنبی، ملا عبداللہ غازی اور عبداللہ بیگ وغیرہ۔ ان حضرات کی خواہش کے مطابق آپ سیاسی مشوروں سے نوازتے تھے۔ ایک دفعہ حاکم کشمیر نے حسین شاہ چک گرفتار کر لیا۔ اس صورتحال سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ لوگ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حاکم کشمیر کی رہائی کے لیے دعا کرنے کے بارے میں درخواست کی۔ آپ نے ان کی دلی خواہش کے مطابق دعا کی تو اسے رہائی حاصل ہو گئی۔

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختصر عرصہ تک ”آگرہ“ میں بھی قیام کیا۔ حسب معمول آپ نے وہاں بھی درس و تدریس، تعلیم و تربیت، وعظ و تبلیغ، رشد و ہدایت اور فروغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لیے شانہ روز کوشاں رہے۔ کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور آپ کی اردات میں داخل ہوئے۔ یہاں اردات میں داخل

ہونے والی اہم شخصیات کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندی، حضرت شاہ بیگی اور حضرت صوفی شاد مان وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے نہ صرف آپ سے روحانی تربیت حاصل کی بلکہ خرقہ خلافت حاصل کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔

خان اعظم مرزا عزیز بھی آگرہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اردات میں داخل ہوا۔ وہ اکبر بادشاہ کا ہم عصر بلکہ رضاعی بھائی تھا۔ ان کی والدہ کی وفات پر اکبر غمزدہ ہوا اور تابوت کو خود کندھا بھی دیا۔ انہیں اکبر کی مخالفت کا سخت سامنا کرنا پڑا تھا۔ خان اعظم کی طرف سے نظریاتی و عقائد کے حوالے سے مخالفت کی بات اکبر بادشاہ تک پہنچی تو وہ نرم لہجے میں یہی جواب دیتا: میاں من و خان اعظم دریائے شیر خاں است۔“ (میرے اور خان اعظم کے درمیان انتقامی کارروائی سے دودھ کا رشتہ نفع ہے۔) حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور خان اعظم کے درمیان بھی کھل کر سیاسی گفتگو نہ ہوتی کیونکہ ہمہ وقت اکبر کے جاسوس موجود رہتے تھے۔ البتہ سیاسی گفتگو کا دائرہ صرف کشمیر پر اکبر کی فوج کشی اور باغیوں کی سرکوبی تک محدود رہتا تھا۔“ قیام کشمیر کے دوران کثیر تعداد میں لوگ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ درس میں داخل ہوتے اور معارف ظاہری و باطنی کا استفادہ کرتے۔ علمی استفادہ کرنے والوں میں زیادہ مشہور دو شخصیات ہیں۔ (1) ابوالفقراء بابا نصیب الدین غازی (2) خواجہ نور محمد کلوکا شوری رحمہما اللہ تعالیٰ۔

کشمیر میں ایک اہل ثروت ”پنڈت خاندان“ تھا۔ یہ خاندانی فیاضی، سخاوت اور مہمان نوازی کے باعث شہرت رکھتا تھا۔ اس خاندان کے اکثر لوگ آپ کی ارادت میں داخل تھے۔ آپ سے نہایت درجہ کی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ انہوں نے آپ سے روحانی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ کشمیر چھوڑ جانے یا آپ کے وصال کے بعد وہ آپ کے لخت جگر و جانشین حضرت سید معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض و برکات سمیٹتے رہے۔ خواجہ اتر پنڈت خانقاہ کے حوالے سے آپ کا ہمایہ تھا۔ وہ آپ سے عقیدت

رکھتا تھا اور آپ کی بھی ان پر بے شمار عنایات اور شفقتیں تھیں۔ اسی خاندان کے ایک مشہور بزرگ عطار پنڈت رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، جو حضرت بابا داؤد خاکی کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں شمار ہوئے تھے۔

شاہجہاں کو حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے خاص عقیدت و محبت تھی۔ لاہور میں بھی حسب معمول خانقاہ، مدرسہ اور مسجد تعمیر کروائی۔ پھر درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور فروغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مصروف ہو گئے۔ لاہور شہر کے علماء فضلاء اور مشائخ آپ کے حلقہ میں شامل ہو کر علمی و روحانی فیضان حاصل کرنے لگے۔ جمعۃ المبارک کے موقع پر بھی آپ علمی و روحانی اور تربیتی خطاب فرماتے۔

شاہجہاں علم و علماء کا قدردان تھا۔ انہوں نے اپنے دور میں علوم اسلامیہ کو فروغ دیا اور ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے دینی مدارس کے قیام کی سرپرستی کی۔ بقول محمد صدیق دہلوی کشمیری ہمدانی (مصنف طبقات شاہجہاں) لاہور سے پشاور تک ہر گاؤں میں دینی مدرسہ قائم تھا۔ جن میں دین کی آزادانہ تعلیم دی جاتی تھی۔

اس دور میں فروغ علوم و معارف کے لیے جن مدارس نے لاہور کی سرزمین پر خدمات انجام دیں ان کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

﴿1﴾ مدرسہ دانی لاڈو: لاڈو شاہجہاں کی دایہ تھی۔ صوم و صلوة کی پابند اور متقیہ خاتون تھیں۔ مشہور بزرگ حضرت شیخ سلیم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ارادت میں داخل تھیں۔ لاہور کے محلہ ”تلہ“ کے محلات میں رہائش پذیر تھیں۔ موجودہ دور میں اسی محلہ کا تعین ”بھارت بلڈنگ“ ”میو ہسپتال“ ”سرائے رتن چند“ کے علاقہ جات کو ملانے سے کیا جاسکتا ہے۔ مرشد گرامی کی تربیت کا اثر تھا کہ مائی لاڈو نے ایک خوبصورت مسجد بنوائی اور مسجد سے متصل ایک مدرسہ بنوایا۔ مدرسہ کے ساتھ ایک باغ بھی تھا۔ مدرسہ کے مہتمم شیخ عصمت اللہ صاحب تھے۔ جو صدر مدرس کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ ناظم لاہور نواب زکریا خاں کے زمانہ تک یہ

مدرسہ قائم رہا۔ سکھوں کے قابض ہونے پر مدرسہ شہید کر دیا گیا۔ ۱۸۵۶ء میں اپنی حویلی کی تعمیر کے وقت رئیس لاہور تن چند داڑھی والے اس تباہ شدہ مدرسہ کی اینٹیں اپنے استعمال میں لاتے رہے۔

﴿2﴾ درس میاں وڈا: یہ مدرسہ محلہ ”تیل واڑہ“ لاہور میں قائم کیا گیا۔ یہ محلہ مغل شہزادوں کے باغات اور محلات کا علاقہ تھا۔ اس کے بانی حضرت میاں محمد اسماعیل سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ جو حضرت شیخ عبدالکریم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب تصرف و کرامت بزرگ تھے۔ تاحیات نہایت خلوص و محبت سے تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس ادارہ میں قرآن، حدیث، فقہ، اصول حدیث اور دوسرے علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ۱۶۳۰ء میں حضرت میاں محمد اسماعیل سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات پائی۔ مدرسہ کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئے۔ مدرسہ کے کمرے اب تک موجود ہیں۔ اس وقت ”درس میاں وڈا“ محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

﴿3﴾ مدرسہ میانی صاحب: چوہدری، لاہور سے چند فرلانگ کے فاصلے پر برب فیروز پور روڈ (نزد مرنگ) لاہور میں میانی صاحب کا قبرستان ہے۔ حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفہ مجاز حضرت مجدد الف ثانی) نے اس قبرستان میں ”مدرسہ میانی صاحب“ کے نام سے قائم کیا۔ جو عرصہ دراز تک فروغ علوم و فنون معارف کی خدمات انجام دیتا رہا۔ حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ خود اس مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ انہوں نے ۱۶۳۰ء میں وصال پایا، مدرسہ سے متصل قبرستان میں مدفون ہوئے۔

﴿4﴾ مدرسہ خیر گڑھ: اکبر اعظم کے زمانہ میں ”شاہو گڑھی“ (علامہ اقبال روڈ، لاہور) کے علاقہ کو ”شیخو گڑھی“ کہا جاتا تھا۔ جسے شہزادہ سلیم کے نام سے آباد کیا گیا تھا۔ اسی علاقہ میں

مدرسہ ”خیر گڑھ“ قائم کیا گیا۔ اس کے بانی علامہ ابوالخیر بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ اس ادارہ میں خود تدریس و تبلیغ کی خدمات انجام دیتے رہے۔ عرصہ دراز تک یہ مدرسہ فروغ علوم و فنون و معارف میں مصروف رہا۔ ۱۲۳۱ء میں علامہ ابوالخیر بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات پائی۔

﴿5﴾ مدرسہ ابوالحسن ترمذی: علاقہ مغلیہ لاہور میں یہ مدرسہ واقع تھا۔ دو شاہجہاں میں نواب الحسن خان وزیر اعظم تھے۔ وہ دینی و مذہبی ذوق رکھتے تھے۔ اشاعت دین و اسلام میں ذاتی دلچسپی لیتے تھے۔ ۱۲۳۱ء میں انہوں نے وفات پائی۔ نواب صاحب نے بہت سی جائیداد بطور وراثت چھوڑی، نواب صاحب کی بیوی ”بیگم خدومہ جہاں“ کے نام سے مشہور تھیں۔ وہ اسلامی علوم و معارف میں مہارت تامہ رکھتی تھیں۔ وہ علم و علماء کی قدردان تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر کی روح کو ایصال ثواب کرنے کی غرض سے یہ مدرسہ قائم کیا۔ اس مدرسہ میں علامہ حامد علی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ درس و تدریس کی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ ان کے وصال کے بعد حافظ رحمت اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اب یہ مدرسہ ”ریلوے سٹور“ کی چار دیواری میں گھرا ہوا ہے۔

﴿6﴾ مدرسہ شیخ بہلول: مشہور بزرگ حضرت بہلول قادری رحمہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کے بانی تھے۔ جو درس و تدریس کی خدمات خود انجام دیتے تھے۔ قاضی اسلم ہراتی اور ان کے صاحبزادے میرزا ہدای مدرسہ کے فیض یافتہ تھے۔ عرصہ دراز تک یہ مدرسہ علوم و فنون کی درس و تدریس میں مصروف رہا۔ یہ مدرسہ تھل پورہ، لاہور کے قریب واقع تھا۔ جو انقلاب زمانہ کی نذر ہو گیا۔

﴿7﴾ مدرسہ ملا فاضل قادری: مشہور ولی کامل حضرت ملا فاضل قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ ملا فاضل قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تاحیات اس میں تدریس فرماتے رہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے شاگرد رشید مولانا شاہ شرف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی درس

دیتے رہے۔ یہ ادارہ مدت دراز تک فروغ و اشاعت علوم و معارف میں مصروف رہا۔ استاد شاگرد دونوں کے مزارات مدرسہ سے متصل ہیں۔

﴿8﴾ مدرسہ جان محمد سہروردی: ”چوبچہ گزورام رائے اور گنبد نصرت جنگ“ لاہور کے درمیان ایک خوبصورت مسجد اور مدرسہ موجود ہے۔ اس مسجد کو ”قصاب خانہ“ کی مسجد کہا جاتا ہے۔ علامہ جان محمد سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے بانی تھے۔ جو تاحیات تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ وہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے متعلق اور فیض یافتہ تھے۔ یہ مدرسہ صدیوں تک علوم و فنون کی اشاعت میں سرگرم رہا۔ علامہ نے ۱۶۱۷ھ میں وفات پائی۔ مدرسہ سے متصل مدفون ہوئے۔

﴿9﴾ مدرسہ وزیر خاں: حضرت حکیم علیم الدین انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۰۴۴ھ میں ”مسجد وزیر خاں“ لاہور کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے ۱۰۵۱ھ میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ لاہور کا مرکزی مدرسہ تھا۔ جس میں سینکڑوں طلباء کی خوراک، رہائش اور دیگر ضروریات کا اہتمام تھا۔ نواب وزیر خاں نے مسجد کے اخراجات پورے کرنے کے لیے بے پناہ جائیداد وقف کر رکھی تھی۔ یہ مدرسہ تاحال قائم ہے لیکن طلباء اور اساتذہ میں پہلے جیسا ذوق باقی نہیں رہا۔

﴿10﴾ مدرسہ خواجہ بہاری: یہ مدرسہ اندرون دہلی دروازہ، لاہور میں قائم ہوا۔ نواب سعد اللہ خاں اسی مدرسہ کے فیض یافتہ تھے۔ علامہ ملا فاضل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی ادارہ سے علمی فیضان حاصل کیا۔ پھر حضرت میاں میر قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کر کے ولی کامل بنے۔ حضرت ملا خواجہ بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ بیک وقت مفسر، محدث، فقہیہ اور شیخ طریقت تھے۔

ان مدارس کے علاوہ سرزمین لاہور میں کثیر تعداد میں مدارس تھے لیکن حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ (بیگم پورہ، لاہور) کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ آپ علوم و فنون کی

تعلیم کے ساتھ طلباء کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی توجہ سے طلباء نہ صرف علماء بننے بلکہ اولیاء بن کر تبلیغ تدریس میں مصروف ہو جاتے۔ حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے لوگوں کو بھی آپ قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر اور دیگر علوم کی تعلیم دیتے تھے۔

اس بات پر جتنا بھی اظہار افسوس کیا جائے کم ہے کہ مورخین نے آپ کے مدرسہ کی انقلاب آفرین خدمات کو نظر انداز کر دیا۔ جس سے آپ کے علمی و روحانی فیض یافتگان کے اسمائے گرامی، ان کے قائم کردہ دینی مدارس کے ناموں، ان کی تدریسی خدمات کی تفصیل اور ان کی تصانیف مبارکہ کے بارے میں معلومات سے آج ہم عاری ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے مدرسہ کا احیاء عمل میں لایا جائے، اس میں علوم وفنون کی تدریس کا آغاز کیا جائے اور آپ کے شرعی و صحیح جانشین آگے بڑھ کر آپ کے روحانی فیضان سے تشنگان معرفت کے دلوں کو سیراب کریں۔ یہ انقلابی اقدام مکملہ اوقاف بھی کر سکتا ہے اور آپ سے عقیدت و ارادت رکھنے والی اہم شخصیات بھی کر سکتی ہیں۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ مورخین اور تذکرہ نویسوں کی غفلت کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے سامنے آپ کی تحریری خدمات کی تفصیل موجود نہیں ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق ”رسالہ محمودیہ“ آپ کی مشہور تصنیف لطیف ہے۔ یہ ۱۲۵۵ھ میں تصنیف کی گئی۔ یہ کتاب آپ کے معمولات، افکار اور حضور اقدس ﷺ تک شجرہ مبارک پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا ضمیمہ بھی تصنیف کیا گیا۔ اس کا سال تصنیف ۱۲۶۱ھ ہے۔ حضرت خواجہ محمد بن خواجہ وفائی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف ہیں۔ مصنف نے اس ضمیمہ میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے لے کر اپنے زمانہ تک خانودہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر مگر جامع احوال و آثار لکھے ہیں۔

آپ عالم ربانی شیخ طریقت اور مناظر اسلام تھے۔ اہل تشیع سے چند ایک مناظرے

بھی کیے جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔ آپ نے روشنییت کے حوالے سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ جو انقلاب زمانہ کی نذر ہو گئی اور اب وہ نایاب ہے۔ آپ خطاطی میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ سلطان الاولیاء حضرت سید علی بن عثمان المعروف داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے آپ کی تصنیف لطیف ”کشف المحجوب“ کی کتابت فرمائی۔ اس کے حاشیہ پر علامہ عبدالغفور لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرح کشف المحجوب کی بھی کتابت فرمائی۔ اس نسخہ کی کتابت یک شنبہ ربیع الثانی ۱۲۰۱ھ بوقت دوپہر مکمل ہوئی۔ یہ مخطوط خوشنما اور دیدہ زیب ہے۔ 495 صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر انیس (19) سطریں ہیں اور تقطیع 6x7 ہے۔ ابتدائی صفحات نقش و نگار سے مزین ہیں۔ کتاب کی خوبصورتی برقرار رکھتے ہوئے تمام ابواب، فصول اور عنوانات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ مخطوط نادر خطاطی کا نمونہ ہے۔ اس کے آخری صفحہ کے اختتام پر سال کتابت بایں الفاظ درج ہے۔ تمام شد بتاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۰۱ھ بروز یک شنبہ بوقت دوپہر۔ (اس کتاب کی کتابت بتاریخ ربیع الثانی ۱۲۰۱ھ بروز یک شنبہ دوپہر کے وقت مکمل ہوئی) اسی صفحہ کے بائیں کونے پر بطور کاتب اپنا مکمل نام مع اسماء والد گرامی و مرشد کامل بایں الفاظ فرمائے: ”کاتب کتاب کشف المحجوب بندہ ضعیف خواجہ خاوند محمود ابن خواجہ شریف است، مرید قطب العالمین خواجہ محمد اسحاق قدس سرہ“۔ (قطب العالمین حضرت خواجہ محمد اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرید ناچیز خواجہ خاوند محمود ابن خواجہ شریف کتاب ”کشف المحجوب“ کا کاتب ہے)۔ اسی اختتامی صفحہ کے دائیں کونے پر عربی کا یہ شعر درج ہے:

یلوح الخط فی قرطاس دھرا

وصاحبہ رمیم فی الترابی

(کاغذ پر تحریر جگمگاتی رہے گی جبکہ اس کا کاتب سپرد خاک ہو چکا ہوگا)

کاش اہل سنت کا کوئی اشاعتی ادارہ اس نسخہ کی بازیافت اور اشاعت کا اہتمام کرے۔

اس طرح علمی و روحانی ورثہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے قرآن کریم کی بھی خطاطی فرمائی۔ پندرہ پارے نسل بعد نسل مشہور ولی کامل حضرت شاہ عبدالقدوس کنگو ہی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۲۵ھ) کے خاندان میں محفوظ تھے۔ انہوں نے حصول برکت کے لیے وہ اپنی دختر کے جہیز میں دیئے تھے۔ اس خاندان نے باقی پندرہ پاروں کی بازیافت کے لیے خوب کوشش کی۔ اس سلسلہ میں وہ آستانہ عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ بیگم پورہ، لاہور میں بھی حاضر ہوئے لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی۔

پانچواں باب

حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب بزرگ تھے۔ آپ کی کرامات کثیر ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

بارانِ رحمت کا نزول: آپ کی دعا سے صاف و شفاف آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش کا نزول ہوا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدام اور احباب کے ہمراہ سرزمین کشمیر سے ”روستاق“ تشریف لے جا رہے تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ شدید گرمی کے سبب ساتھیوں کو روزہ کے باعث بھوک اور پیاس خوب پریشان کر رہی تھی۔ خدام نے آپ کے حضور عرض کیا، کہ دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمادے تاکہ ہمیں سکون حاصل ہو جائے اور گرمی سے نجات مل جائے۔ آپ نے دعا فرمائی تو فوراً بادل چھا گئے۔ خوب بارش ہوئی اور مغرب تک آسمان پر بادل چھائے رہے حتیٰ کہ مسافر قافلہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا۔

حیاتِ نو حاصل ہونا:-

آپ کی دعا اور توجہ باطنی سے حیاتِ نو حاصل ہو گئی۔ ایک دفعہ آپ کا خادم شرف

بیگ کابل روانہ ہونے کے لیے حصول اجازت کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اجازت دینے کے ساتھ ساتھ ایک کام بھی ذمہ لگا دیا۔ جس کے کرنے میں ان سے غفلت ہو گئی۔ جس سبب حضرت کو دلی پریشانی ہوئی۔ واپسی پر شرف بیگ بخارا کا شکار ہو گیا اور تین مہینے مسلسل علاج کروانے کے باوجود صحت یاب نہ ہو سکا۔ ان کا بھائی عوض بیگ دعا صحت کرانے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اگر خدا نے چاہا تو شفاء ہو جائے گی۔“ خدام نے خیال کیا کہ آپ نے دعا صحت نہیں فرمائی۔ شرف بیگ کی رہائش گاہ آپ کی خانقاہ کے پڑوس میں تھی۔ رات کے وقت اچانک رونے کی آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز شرف بیگ کے انتقال کے سبب تھی۔ متوفی کا بھائی عوض بیگ دوبارہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ کے قدموں میں گر کر رو دیا۔ عرض کیا: حضور! حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند مردوں کو زندہ کر دیتے تھے، آپ بھی میرے بھائی کو زندہ کر دیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا: عوض بیگ! گھر جاؤ شاید شرف بیگ زندہ ہو۔ آپ کے فرمانے پر رونے کی آواز اچانک بند ہو گئی۔ اطلاع ملی کہ شرف بیگ اٹھ کر بیٹھ گیا ہے اور اس کا مرض بھی مکمل طور پر ختم ہو گیا۔

گستاخی کی عبرتناک سزا:-

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کے گستاخ کو عبرتناک سزا دیتا ہے تاکہ آئندہ دوسرے لوگوں کو ایسی حرکت کی جرات نہ ہو۔ آپ کے گستاخ حاکم شہر ”وخش“ باقی بیگ کو بھی گستاخی کی عبرتناک سزا ملی۔ ایک مرتبہ آپ بخارا سے ”وخش“ تشریف لے گئے اور حاکم ”وخش“ کی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ باقی بیگ (حاکم و خش) عظمت اولیاء کا منکر اور گستاخانہ ذہنیت کا مالک تھا۔ مجلس میں جب اس کی نظر آپ پر پڑی تو وہ گستاخانہ لہجہ میں آپ سے یوں مخاطب ہوا: ”یہ لوگ جو خواجہ زادہ کہلاتے ہیں وہ درحقیقت لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ان کے ناک کان کاٹ کر تشہیر کرنی چاہیے۔ میں باقی بیگ نہیں اگر ایسا نہ کروں۔ آپ نے برسرِ محفل اس گستاخ سے

مخاطب ہو کر یوں فرمایا: ”مجھے اُمید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تیرے ناک، کان، کانٹے جائیں گے۔“ ولی کامل کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات پورے ہوئے۔ وہ اس طرح کہ شہر بخارا کے حاکم عبداللہ خاں کا میر شکار شاہی باز لے کر ”وخش“ میں آیا اور اس سے کوئی حرکت سرزد ہو گئی۔ جس کے سبب باقی بیگ نے اسے خوب پٹوایا اور شاہی باز کو مروادیا اور ذلیل و خوار کر کے ”وخش“ سے نکال دیا۔ جب اس حادثہ کی اطلاع حاکم بخارا تک پہنچی تو وہ غصہ میں آ گیا۔ اپنے آدمیوں کے ذریعے باقی بیگ (حاکم و خش) کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اس کی ناک اور کان کانٹے کا حکم دیا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ملکہ نور جہاں کا صحت یاب ہونا:-

آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے لاعلاج مریض کو شفاء عطا فرمائی۔ ایک دفعہ جہانگیر کی بیوی ملکہ نور جہاں شدید علالت کا شکار ہو گئی۔ علاج معالجہ کے باوجود صحت یاب نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ بچنے کی اُمید ختم ہو گئی اور جہانگیر بھی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا صحت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے جہانگیر کے جواب میں فرمایا:

”دونوں میں سے ایک اچھا ہو جائے گا۔“ آپ کی دعا سے ملکہ نور جہاں فوراً صحت یاب ہو گئی، جبکہ بادشاہ چند دنوں بعد وفات پا گیا۔

دل کے راز پر مطلع ہونا:-

اولیائے کرام خدام کے رازوں پر مطلع ہو کر ان کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کشف صریح کے ذریعے خدام کے مجمع میں ایک خادم کے دلی راز کو ظاہر فرمادیا۔ کشمیر کے مشہور شاعر ”ملاؤذنی“ کا بیان ہے کہ ۱۶۱۶ء میں جب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشمیر میں اپنی خانقاہ کی بنیاد رکھی تو اس موقع پر میں نے ”قطعہ تاریخ تاسیس“ تحریر کیا۔ وہ قطعہ جیب میں ڈال کر سنانے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، خدام اور عقیدت

مندوں کی کثرت کے باعث ”قطعہ تاریخ“ سنانے کا موقع نہ ملا۔ پھر اس خیال سے کہ آئندہ حاضری کے موقع پر قطعہ سنانے کی سعادت حاصل کروں گا۔ آپ سے رخصت لے کر واپس روانہ ہوا۔ میں چند قدم چلا تھا کہ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر بلند آواز سے یوں فرمایا: اے اخواند! جیب میں جو تو نے رکھا ہوا ہے وہ مجھے کیوں نہ دیا۔ اس وقت سے بہتر اور کونسا موقع ہوگا؟ میں خوشی سے واپس پلٹا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں قطعہ تاریخ پیش کر دیا۔ آپ سن کر بہت خوش ہوئے اور ظاہری و باطنی دعاؤں سے خوب نوازا۔ وہ تاریخ یہ ہے:

حضرت خواجہ آں شاہ دین دار	کز اں یافت دولت سرمد
مر طرفہ شاہ ہے کہ دادش ایزد پاک	از فنا تاج و از بقائے مسند
ذات قدس کہ زندہ می دارد	دین یزداں و سنت احمد
در ہم کار و در ہم حالت	یابد از شاہ نقش بند مد
خانقاہ ہے لطیف کرد بنا	کہ بر آں می برد ہر حسد
آسمان گل کش و قضا معمار	نخش از قرض مہر دماہ سزد
در فضائش کہ نو بہار صفا است	بوئے صدقش نسیم مہر وزد
گفت تاریخ سال آن ذہنی	”خانقاہ ہے عجب لطیف آمد“

حضرت خواجہ (حضرت ایشاں) رحمہ اللہ تعالیٰ دین کے بادشاہ ہیں کیونکہ انہوں نے شروع ہی سے دائمی دولت پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اشارہ فرمایا کہ فنا سے تاج اور بقا سے مقام۔ ان کی پاک ذات اللہ کا دین اور سنت مصطفیٰ ﷺ رکھتی ہے۔ ہر کام اور ہر حالت میں وہ شاہ نقشبند حضرت خواجہ سید علاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے ایسی خوبصورت خانقاہ تعمیر کی ہے جس پر آسمان بھی رشک کرتا ہے۔ آسمان اس پر پھول برساتا ہے اور تقدیر اس کی ترقی چاہتی ہے۔ اس کی اینٹیں چاند اور سورج کی حقدار ہیں۔ اس کی صفات بیان سے باہر ہیں۔ اس کی صداقت کی خوشبو باونسیم (صبح کی خوشبودار ہوا) ہے۔ ملاؤذنی

(نام شاعر) نے تاریخ سال تعمیر خوبصورت بتائی ہے ۱۰۱۶ھ۔

ملا صالح لاہوری کا دنیا سے با ایمان رخصت ہونا:-

حضرت خواجہ معین الدین ہادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے قیام لاہور کا واقعہ ہے کہ آپ نماز عید ادا کرنے کیلئے عید گاہ میں تشریف لے گئے۔ لاہور کا ممتاز عالم دین ملا صالح لاہوری (جو ”ابر“ کے لقب سے مشہور تھے) نماز عید پڑھانے والے تھے۔ حاکم لاہور کی آمد کے انتظار میں نماز عید کی ادائیگی میں تاخیر ہو گئی۔ لوگوں میں گفتگو شروع ہو گئی کہ نماز عید کا آخری وقت کب تک ہے؟ آپ ولی کامل اور عالم ربانی تھے۔ اس لیے آپ نے جواب دیا: نماز عید کا آخری وقت زوال تک ہے۔ آپ کے جواب سے ملا صالح لاہوری غضبناک اور اپنے آپ سے باہر ہو کر بے ادبی اور گستاخی پر اتر آئے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ملا ابر! تم اپنی زندگی کے سورج کو موت کے ابر (بادل) کے نیچے آجانے سے کیوں نہیں ڈرتے؟ ملا صالح لاہوری نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں گھوڑے کا پاؤں پھسلنے پر وہ گھوڑے سے گر گئے اور ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ بڑی تکلیف و مشقت سے گھر تک پہنچے۔ انہوں نے اس پریشان کن حادثے کو حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی گستاخی کا نتیجہ خیال کیا۔ انہوں نے اپنے دور فقہاء نور الدین قاضی لاہوری اور امیر حسین شیخ الاسلام کو آپ کی خدمت میں معافی کی غرض سے بھیجا۔ دونوں علماء نے حاضر خدمت ہو کر ملا صالح لاہوری کی طرف سے بے ادبی معاف کرنے کی درخواست کی اور ان کی صحت یابی کے لیے دعا کرنے کی التجاء کی۔ آپ نے جواب میں فرمایا تیرکمان سے باہر نکل چکا ہے جواب واپس نہیں آسکتا۔ میں اگر راضی بھی ہو جاؤں تو خواجگان راضی نہیں ہوتے۔ پس ہمیں صرف ”ملا“ کی سلامتی کے لئے فاتحہ خوانی کرنی چاہیے۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ نے فاتحہ خوانی کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فاتحہ خوانی کی۔

پھر آپ نے فرمایا:

”ملا صالح دنیا سے سلامت گئے ہیں۔“

دوسرے ہی دن ملا صالح لاہوری دنیا سے رخصت ہو گئے۔

آپ پر خون بہا کا دعویٰ:-

جہانگیر کی وفات کے بعد شاہجہان براجمان تخت ہوا۔ جہانگیر کی طرح وہ بھی صوفیاء کرام بالخصوص حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے معتقد اور خدمتگار تھے۔ البتہ ان کے درباری حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے، پریشان کرنے کے منصوبے بناتے اور عداوت و دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ درباری دلی کدورت و کینہ پروری کے سبب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر مختلف قسم کے الزامات عائد کرتے، اعتراضات کرتے اور ذہنی طور پر پریشان رکھنے کے لیے نئے نئے حربے استعمال کرتے۔ حتیٰ کہ آپ کی شان کے خلاف گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے۔ آپ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ آپ ٹھنڈے دل سے یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے لیکن جب معاملہ حد سے تجاوز کر گیا تو آپ کی طبیعت میں بھی جلال کا انقلاب رونما ہوا۔ مخالفین کا سرغنہ محمد حسن (جو ممتاز عالم تھا اور اولیاء کرام کا گستاخ و بے ادب بھی) زمین پر منہ کے بل گر کر ہلاک ہو گیا۔ اس حادثہ سے مخالفین نے موقع پا کر آپ کو قاتل قرار دے دیا اور آپ پر خون بہا کا دعویٰ کر دیا۔ درباریوں کی کینہ پروری اور مخالفت کی تمام وجوہات تو واضح طور پر شاہجہاں تک نہ پہنچ سکیں لیکن کچھ شکایات ان تک پہنچ گئیں۔ شاہجہاں کو جب اس صورتحال کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو باعزت بری کرنے کا اعلان کر دیا۔

گستاخی کے نتیجے میں عبرتناک سزا ملنا:-

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں

رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد شاہجہاں عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے مزار پر عظیم الشان اور خوبصورت دربار بنانے کے بعد کشمیر روانہ ہو گیا۔ نواب خان دوران حاکم لاہور مقرر ہوا۔ جو مذہباً شیعہ تھا اور حضرت خولجہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عداوت و بغض رکھتا تھا۔ (کیونکہ حضرت خولجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشمیر سے لے کر لاہور [پنجاب] تک شیعیت کا تعاقب کیا تھا اور اہل تشیع مجاہدین کو مناظروں میں بار بار شکست دیکر ذلت و خواری کی نیند سلا دیا تھا)۔

حکومتی منصب سنبھالتے ہی اس نے بطور انتقام آپ کے دربار عالیہ کو شہید کرنے کا پختہ منصوبہ بنالیا۔ اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مجھے اپنے پاس طلب کیا اور کہا: قبل ازیں اولیاء نقشبندیہ کے کسی مزار پر اس نوعیت کا دربار نہیں بنایا گیا۔ تم اپنے اسلاف کے طریقہ کے خلاف عمل کرتے ہوئے اپنے والد گرامی کے مزار پر دربار تعمیر کرا دیا ہے۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ میں اسے سہارا کر دوں۔ میں نے انہیں جواب دیا، میں نے کہا: ”صاحب دربار کو تم مردہ خیال نہ کرو۔ اگر تم میں طاقت ہے تو دربار عالیہ کو گرا دو“۔ اس گفتگو کے چند دن بعد نواب خان دوران لاہور سے سوار ہو کر اپنی دیہاتی جاگیر کی نگرانی کے لیے روانہ ہوا۔ دوپہر کے وقت شمالا مارباغ، لاہور کے پاس ٹھہرا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خانقاہ کے ایک خادم نے خانقاہ کے باغ سے کچھ انگور بطور تحفہ نواب خان دوران کو پیش کیے۔ اس نے عداوت و بغض کے سبب گور خود نہ کھائے اور درباریوں اور نوکروں میں تقسیم کر دیئے۔ اس نے ازراہ طنز خادم سے کہا:

خولجہ معین الدین پسر خولجہ خاوند محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ صاحب مزار مردہ نہیں ہیں۔ اگر وہ مردہ نہیں ہیں تو ان کی تدفین عمل میں کیوں لائی گئی؟ خادم جواب دیئے بغیر واپس خانقاہ میں آ گیا۔ دوسرے دن خان دوران دوپہر کے وقت سوار ہو کر ہوشیار خاں کے تالاب کے قریب پہنچا تو اس کے اپنے ہی لڑکے، نے جو اس سے دلی عداوت رکھتا تھا، موقع پا کر اسے قتل کر ڈالا۔

آپ کی عزت اور سلطان کشمیر کی ذلت میں اضافہ ہونا:-

سیاحت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سرزمین کشمیر میں پہنچے۔ عبدالرحمن نواب کے ہاں آپ قیام پذیر ہوئے۔ کیونکہ ان کے والد گرامی آپ کے پدر بزرگوار کے مرید خاص تھے۔ پیغام حق کے سبب آپ کی شہرت دور و اکناں میں پہنچی اور بے شمار لوگ حاضر خدمت ہو کر آپ کی ارادت میں داخل ہونے لگے۔ کشمیر کے اہل تشیع بہت متعصب تھے۔ وہ صورتحال دیکھ کر آپ کی مخالفت پر اتر آئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ اگر آپ کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا تو شیعیت کا جنازہ نکل جائے گا اور سب لوگ اہل سنت و جماعت بن جائیں گے۔ انہوں نے باہمی اتفاق سے آپ کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی کے لیے دشواری پیش آرہی تھی۔ انہوں نے سلطان کشمیر محمد حسین جو اہل تشیع تھا، کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ آپ کو کشمیر سے نکال دے۔ سلطان کشمیر نے آپ کو اپنے پاس طلب کیا اور آپ سے کہا: آپ نے تمام اہل تشیع کو اہل سنت بنا دیا ہے اور آئندہ کے لیے بھی آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ آپ کا یہ پروگرام ہمارے لیے قابل قبول نہیں۔ لہذا کشمیر سے نکل جائیں، ورنہ آپ کی جان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے سلطان کشمیر کو جواب دیا: جان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے وہ جب چاہے اسکو لے سکتا ہے لیکن تم جان کو نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اگر تم کشمیر سے ہمارے نکلنے پر مضر ہو تو بہت اچھا ہے کیونکہ ہم بھی کسی اہل تشیع کی حکومت کے زیر سایہ رہنا پسند نہیں کرتے۔ البتہ یہاں سے روانگی کے لیے مجھے ایک مہینہ کی مہلت ضروری ہے۔ ایک مہینہ کے بعد از خود ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے۔ سلطان کشمیر ایک مہینہ کی مدت گزارنے کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی پندرہ روز گزرے تھے کہ قاسم خاں کی قیادت میں اکبر بادشاہ کی فوج کشمیر کے قریب پہنچ گئی اور سلطان کشمیر اپنی فوج بھی لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ دونوں فوجوں کا ”بارہ مولا“

پر مقابلہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں سلطان کشمیر کو شکست فاش ہوئی۔ اس کا بیٹا قتل ہو گیا اور خود پہاڑوں پر جا کر چھپ گیا۔ قاسم خاں نے اس کی گرفتاری کے لیے فوج روانہ کر دی۔ خطہ کشمیر پر قابض ہو کر اس کا نظام چلانے کے لئے ذاتی دلچسپی سے اہتمام و انصرام کیا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ تصرف دیکھ کر اہل کشمیر کی آپ سے عقیدت میں مزید اضافہ ہوا۔

گستاخ کا نائب ہونا:-

خطہ کشمیر میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجود اہل تشیع کے لئے پیغام موت تھا۔ اس لیے ان کے دل آپ کے خلاف عداوت، کدورت اور بغض سے معمور تھے۔ وہ لوگ آپ کو شہید کرنے کے منصوبے تیار کرنے لگے۔ نعمت علی نامی ایک شخص تھا جو بظاہر سنی کہلاتا تھا اور آپ کی خدمت میں عقیدت سے حاضر بھی ہوتا تھا لیکن حقیقت میں وہ شیعہ تھا۔ اس نے اہل تشیع سے کہا: اگر تم مجھے بطور انعام دس ہزار دینار دو تو میں آپ کو شہید کر سکتا ہوں۔ انہوں نے چندہ کر کے دس ہزار دینار جمع کیے اور ایک صراف (سار) کے پاس جمع کرا دیئے۔ تاکہ مقصد کی تکمیل کے بعد نعمت علی کو پیش کر دیئے جائیں۔ نعمت علی نے آپ کی خدمت میں زیادہ آمد و رفت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دلی طور پر وہ چاہتا تھا کہ اگر آپ اکیلے ملیں تو حملہ آور ہو کر آپ کو شہید کر دوں۔ ایک دن شام کے وقت آپ دولت خانہ زنانہ کی طرف اکیلے تشریف لے جا رہے تھے تو اچانک نعمت علی بھی آگیا۔ اس نے اپنے مذموم مقصد کے حصول کا ارادہ کیا۔ اسے پردہ سے خنجر نکالتے آپ نے دیکھ لیا۔ اپنے تصرف سے فوراً آپ نے زمیندار کی شکل اختیار کر لی۔ اس نے حملہ آور ہونے سے قبل غور سے آپ کو دیکھا تو آپ نہیں تھے بلکہ ایک زمیندار معلوم ہوئے۔ اس نے حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ نے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور فوراً اپنی اصل شکل میں آگئے، اور اس سے مخاطب ہو کر کہا: اے نعمت علی! اب بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ چاہو تو تمہیں قتل کر دوں؟ یہ بات سن کر نعمت علی آپ کے قدموں میں گر گیا، معافی کا خواستگار ہوا اور

بدعقیدگی سے تائب ہو کر آپ کا مرید بن گیا۔

گستاخی کے باعث کو تو ال کشمیر کو پھانسی کی سزا ہونا:-

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا وجود مسعود کشمیر کے اہل سنت و جماعت کے لیے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور تھا جبکہ اہل تشیع کے لئے حلق کا کانا تھا۔ اہل تشیع نے آپ کو راستہ سے ہٹانے اور شہید کرانے کی تحریک جاری رکھی۔ انہوں نے شیخ سکندر نامی کو تو ال کشمیر کے ہاتھوں آپ کو شہید کرنے کی کوشش کی اور دس ہزار دینار بطور انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے اپنے مذموم مقصد میں کامیابی کی یقین دہانی کراتے ہوئے بڑی بہادری سے کہا: اس کام کو میں سرانجام دوں گا۔ اس نے نہایت رازداری سے آپ کے معمولات کا جائزہ لیا۔ آپ صبح معمول ایک رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کے لیے بیدار ہوئے اور وضو فرمانے لگے۔ شیخ سکندر پھرتی سے خانقاہ میں داخل ہوا۔ اس نے آپ پر تلوار سے حملہ کرنے کی کوشش کی تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا اور اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ اس پر خانقاہ میں سوئے ہوئے خدام بیدار ہو گئے۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور رات بھر اسے خانقاہ میں قید رکھا۔ صبح ہونے پر اسے مجرم کی حیثیت سے حاکم کشمیر کے سامنے پیش کیا گیا۔ حاکم کشمیر کے حکم سے بطور سزا اسے پھانسی دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد کشمیر میں شیعہ کئی فساد برپا ہوا۔ جس کے باعث بہت سے لوگ مارے گئے۔ سلطان جہانگیر کو اس صورتحال کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس بلایا اور آپ کا روزینہ بھی مقرر کر دیا۔

پندرہ دن قبل وصال کی خبر دینا:-

اولیاء کرام بعض اوقات اپنے وصال کی خبر پیشگی دے دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خدام، متوسلین اور مریدین کی مجلس میں پندرہ روز پہلے اپنے وصال کی خبر دے دی تھی۔ جو نبی مقرر کردہ سن اور وقت آیا تو آپ کا

وصال ہو گیا۔

غسل کے وقت عریانی حالت سے بچنا:-

وصال کے بعد آپ کو غسل کے لیے تختہ پر لٹایا گیا تو غسل عدم توجہ کا شکار ہو گیا اور قریب تھا کہ آپ کا تہبند شرمگاہ سے اٹھ جاتا اور عریانی حالت پیدا ہو جاتی لیکن آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چادر کو پکڑ لیا اور عریانی کیفیت پیدا نہ ہونے دی۔ موقع پر موجود لوگوں نے جب یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو سب بیک زبان پکار اٹھے کہ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُوْنَ یعنی اللہ کے ولی واقعی مرتے نہیں ہیں۔ جب آپ کو قبر میں لٹایا گیا تو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہونٹ حرکت کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی کے وصال کے حوالے فرماتے ہیں کہ میں والد گرامی (حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کی زندگی کے آخری دنوں میں کشمیر (سری نگر) میں مقیم تھا ۲۴، رجب ۱۰۵۲ھ کو آپ کا خط موصول ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ ”تراو فرزند ان ترا بعد اسپر دم“ (ہم آپ کو اور آپ کی اولاد کو خدا کے سپرد کرتے ہیں)۔ پڑھ کر بہت پریشان ہوئے۔ چٹھی رساں سے آپ کی صحت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: جب ہم لاہور سے روانہ ہوئے تو آپ بالکل تندرست اور بصحت تھے۔ اس کے آٹھ دن بعد معلوم ہوا کہ آپ علیل ہو گئے ہیں۔ اسکے آٹھ دن بعد آپ سال ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کا دن قریب آیا تو آپ نے اپنے خادم و مرید نواب افتخار الدین خاں سے فرمایا: پندرہ دن بعد ہم دار فانی سے دار بقاء کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ اس ارشاد عالیہ کے سہو میں دن غروب آفتاب کے وقت فرمایا: وقت تنگ ہے۔ نماز مغرب کا وقت ہونے پر نماز

ادا کی۔ نماز مغرب اور عشاء کی درمیان چند مرتبہ حضرت علامہ عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ شعر پڑھا:

الہی غنچہ امید بکشا
گلے از روضہ جاوید بنما

(اے اللہ! میرا اصلی مقصد پورا کر۔ تو مجھے دائمی گلشن کے پھول کی خوشبو سے سرفراز فرما)

اکامی (81) سال عمر پا کر ۱۲ شعبان المعظم ۱۰۵۲ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۶۴۲ء بروز بدھ حالت سجدہ میں آپ نے وصال فرمایا۔ خدام کی ایک جماعت نے غسل دینے کا قصد کیا۔ آپ کو خوشبو دار تختہ پر لٹایا گیا۔ لوگوں کی بے احتیاطی اور عدم توجہ کے سبب قریب تھا کہ عریانی (بے پردگی) کی حالت پیدا ہو جاتی۔ سب لوگوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی چادر (تہبند) مضبوطی سے تھام لی۔ سب نے کہا: یہ بات حق ہے کہ اولیاء کرام مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ حضرت مفتی غلام سرور لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے قطعہ تاریخ یوں بیان کیا:

حمد اللہ کہ در جنت مکان کرد
ولی بے ریا خاوند محمود
بسرور گفت رضوان ارتحاش
کہ ”قطب الاصفیاء“ خاوند محمود

آپ کی وفات کے وقت سلطان عصر شاہ جہاں لاہور میں موجود تھا۔ وصال کی اطلاع پاتے ہی انہوں نے میراں سید جلال الدین صدر الصدور رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی تجہیز و تکفین کے لیے بھیج دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین ہادی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ صدر الصدور حضرت میراں سید جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ) کو لحد میں لٹا کر چہرہ انور سے کپڑا ہٹا کر زیارت کی تو ہونٹ حرکت کر رہے تھے یعنی آپ کچھ پڑھ رہے تھے۔ مصنف تاریخ لاہور کے مطابق دربار نواب زکریا خاں بہادر نے تعمیر کروایا تھا۔ یہ

مصنف تاریخ لاہور کے مطابق دربار نواب زکریا خاں بہادر نے تعمیر کروایا تھا۔ سید محمد لطیف مصنف ہسٹری آف لاہور کے مطابق حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دربار عالیہ خود تعمیر کروایا تھا۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور رشد و ہدایت کو چھوڑ کر اپنے دربار کی تعمیر کروانے میں مصروف ہونا ایک ولی کامل کی شایان شان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دربار عالیہ اور گنبد نواب سعد اللہ خاں (وزیر شاہجہاں) نے اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا تھا۔

آپ کے مزار اقدس پر نصب شدہ تختی کی عبارت درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہو الباقی

مزار معلیٰ

جانب زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، حبیۃ الکاملین، امام العارفین۔
حضرت سید خواجہ خاوند محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

المشہور

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ وفات: ۱۲ شعبان المعظم ۱۰۵۲ھ

دربار عالیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کی جانب مشرق محلہ نیگم پورہ (باغبان پورہ لاہور) میں عظیم الشان۔ کشادہ اور فلک بو ہے۔ جس میں چوتھے پرتین بڑے مزارات ہیں۔ جانب مغرب آپ کا مزار ہے۔ جانب مشرق دو مزار ہیں۔ ایک حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور دوسرا حضرت سید محمود آثار رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

دربار عالیہ ہشت پہلو بحرانی شکل اور قدیم طرز تعمیر کا ہے۔ دربار عالیہ کے گنبد پر جانے کے لئے ایک زینہ ہے۔ دربار عالیہ کے نیچے ایک تہ خانہ ہے جس میں جانے کے لیے

ایک زینہ ہے۔ اب وہ بند ہو چکا ہے۔ تہ خانے میں قبور ہیں جن کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ دربار عالیہ میں داخل ہوتے ہی زائرین ایک خاص کیفیت محسوس کرتے ہیں۔ دربار عالیہ کے دروازے کے دونوں اطراف میں امراء کابل اور چند عقیدت مندوں کی قبور ہیں۔ جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں: بابا میاں محمد دین (باورچی)، مولوی حاکم علی (سابق پرنسپل اسلامیہ کالج، لاہور)، مہر محمد دین کاچھو، مہر جلال الدین کاچھو، میاں کریم بخش، منشی اللہ بخش، بابا غلام محمد، میاں عبدالرشید (متولی)، مرزا غلام احمد اور مرزا غلام نقشبند وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سکھوں کے دور حکومت میں جہاں دیگر تاریخی مقامات مقدسہ کو برباد کیا گیا وہاں دربار عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ، آپ کی خانقاہ اور مسجد کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ سنگ مرمر اتار لیا گیا اور اینٹیں اکھاڑ لی گئیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں دربار عالیہ کے پاس سردار گلاب سنگھ پھوونڈیہ نے چھاؤنی بنائی۔ اس نے باغ برباد کر دیا۔ علاوہ ازیں خانقاہ اور مسجد کی چار دیواری گرا دی۔ مزارات کی اینٹیں اکھاڑ لیں اور تعویذات اتار لیے گئے۔ سردار گلاب سنگھ نے دربار عالیہ کا فرش کھود کر بارود بھر کر تالا لگا دیا۔ انگریز حکومت قائم ہونے پر انہوں نے بارود نکلو کر دریائے راوی میں پھینکوا دیا۔

حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت خواجہ احمد کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کشمیر سے تشریف لائے۔ انہوں نے مزارات، دربار عالیہ اور مسجد کی مرمت کروائی۔ پھر محمد بخش صحاف لاہوری کو متولی (نگران) بنا کر کشمیر واپس چلے گئے۔ بعد ازاں ۱۸۵۳ء میں انگریز حکومت نے رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجینئر کی نگرانی میں مرمت کروائی۔

پھر ۱۹۰۰ء میں حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اور دربار عالیہ کی مرمت کروائی۔

منشی محمد دین فوق کے مطابق انگریز دور میں مسلمانوں نے دربار عالیہ کو حکومتی تحویل سے واگذار کرانے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں خاں بہادر محمد برکت علی خاں صدر انجمن

اسلامیہ پنجاب زیادہ متحرک تھے۔ مسلمانوں کی جہد مسلسل رنگ لائی ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء میں ٹاؤن ہال لاہور خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر ڈوئی سابق کمشنر نے یوں اعلان کیا: ”خانقاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب جو محکمہ نزول میں چلی آتی تھی، گورنمنٹ نے مہربانی فرما کر چودہ ایکڑ اراضی نزول سمیت خانقاہ مسلمانان پنجاب کے حوالے کر دی ہے“ اس پر مسرت اعلان کے موقع پر خاں بہادر برکت علی خاں، میاں شاہ دین، ہمایوں جج چیف کورٹ (والد گرامی میاں بشیر احمد سابق سفیر ترکی) اور دیگر رہنماؤں نے شکریہ ادا کیا۔

دربار عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی تولیت کی خدمات مختلف ادوار میں مختلف شخصیات کے حصہ میں آئی۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور میں سجادہ نشین اور تولیت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ لاؤلد تھے اس لیے وصال کے بعد خدام کے متفقہ فیصلے کے مطابق آپ کا خادم و منظور نظر بابا کامل دین رحمہ اللہ تعالیٰ متولی بنے جبکہ انتظام و انصرام کی خدمات مرزا غلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ انجام دیتے تھے۔ روزانہ صحن مسجد میں ختم خواجگان پڑھا جاتا تھا۔ وہ مسجد اور دربار عالیہ کی نگرانی و مرمت میں دلچسپی لیتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد مولوی حاکم علی رحمہ اللہ تعالیٰ متولی بنے۔ انہوں نے دربار عالیہ کے گنبد پر شیشے کے ٹکڑوں کا ایک خوبصورت کلس لگوا دیا۔ جس سے دن کے وقت اور چاندنی رات میں شعاعیں منعکس ہوتی تھیں۔ آپ مہمان نواز، عابد و زاہد محبت خلق خدا تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی حضرت میاں عبدالرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کو متولی بنانے کا اعلان کر دیا تھا۔

صدر ایوب خان کے دور میں محکمہ اوقاف کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے ذمہ اولیائے کرام کے دربار، تاریخی و قدیمی مساجد اور مقامات مقدسہ کی مرمت و حفاظت تھا۔ محکمہ اوقاف نے دربار حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور متصل مسجد کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔ نہایت ذمہ داری اور عقیدت سے دربار عالیہ کی مرمت کروائی۔ مسجد کی مرمت کروائی اور ایک خوبصورت برآمدے کا اضافہ بھی کیا۔ اس طرح زائرین اور نمازیوں کی مشکلات دور ہو گئیں۔

اس دور کے چند عقیدت مندوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: میاں محمد حسین باغبانپوری، مرزا غلام محمد، مخدوم صدر دین، مخدوم شیر شاہ، مخدوم راجن شاہ، مخدوم رضا شاہ، میاں عبد المجید باغبانپوری، مولوی حاکم علی، مولوی باقر علی، میاں جلال الدین کاچھو، مولوی فیروز دین، میاں عبدالصمد، میاں شمس الدین، پیر آغا جان، میاں نذیر احمد کاچھو، میاں کریم بخش، میاں بشیر احمد کاچھو، سید ولی شاہ، اور میاں جمال زین وغیرہ۔ مقبرہ کے اندرونی حصہ کے نقش و نگار جو اپنی زرق برق کھو گئے تھے۔ انہیں دوبارہ نمایاں کیا۔ بیرونی حصہ کی گاہے بگاہے مرمت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مقبرہ سے متصل جانب جنوب ایک گراسی پلاٹ ہے جسے پھولدار پودوں اور درختوں سے مزین کیا گیا ہے۔

مزار اقدس پر ہمہ وقت زائرین کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۲ شعبان المعظم کو منعقد ہوتا ہے۔ عرس کی تقریبات میں قرآن خوانی، نعت خوانی، تقاریر علماء کرام ختم خواجگان اور درود و سلام کے پروگرام ہوتے ہیں۔ ان تقریبات میں ہزاروں زائرین شمولیت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ مزار اقدس سے متصل مسجد کے دامن میں ایک حجرہ ہے جس میں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اعتکاف و عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ حجرہ قدیمی طرز تعمیر اور محرابی شکل کا ہے۔ اس کی پیشانی پر یہ الفاظ تحریر ہیں: ”حجرۃ اعتکاف شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ“۔ اس حجرہ میں داخل ہونے والا اب بھی خاص کیفیت محسوس کرتا ہے۔ اب اس حجرہ میں ”حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ لاہری“ قائم کی گئی ہے۔ جس میں علمی، ادبی، فقہی اور اصلاحی کتب رکھی گئی ہیں۔

وہ منبر جس پر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہو کر خطبہ جمعہ المبارک ارشاد فرماتے تھے ”عہد انگریز“ تک محفوظ رہا۔ دربار عالیہ کے قریب تسبیح خانے بھی تھے۔ جن میں دیگر اوقات و تواریخ کے علاوہ جمعرات کو خدام، متوسلین اور غنیمت مند حاضر ہوتے۔ اس ہفت روزہ محفل میں قرآن خوانی، ختم خواجگان اور پند و نصائح کے پروگرام ہوتے تھے۔ علاوہ

ازیں غرباء، مساکین اور یتیموں کی مالی امداد بھی کی جاتی تھی۔ سکھوں کے دور حکومت میں یہ عمارات برباد کر دی گئیں جن کے آثار و کھنڈرات کھدائی کے وقت اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ لاہور میں تشریف آوری سے قبل آپ کے کسی بزرگ کے تذکرہ اور احوال و آثار میں ”ارشادات و تعلیمات“ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے ”تعلیمات“ کے ذریعے ان کے مشن، پیغام اور تبلیغ کا تعین ہوتا ہے۔ اس سے استفادہ کر کے مریدین، متوسلین اور عقیدت مند اپنی زندگی میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ تعلیمات ان کی زندگی کا آئینہ دار، اہل سلسلہ کے لیے دستور العمل اور عوام کے لیے قیمتی سرمایہ ہوتا ہے۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے روشناس ہونے کے لیے آپ کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کافی ہے لیکن گردش زمانہ کے ہاتھوں آپ کی تصانیف ناپید و نایاب ہو گئی ہیں۔ لہذا ان سے استفادہ ممکن نہیں رہا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نے حصول فیوض و برکات، قلوب اذہان کو پاک و صاف رکھنے اور بامقصد زندگی گزارنے کیلئے گیارہ اصول بیان کیے ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ لوگوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں وہ یہ ہیں۔

﴿1﴾ ہوش دوام (بہ وقت اللہ کی طرف متوجہ رہنا)

﴿2﴾ نظر بر قدم

﴿3﴾ سفر و وطن (حصول مقصد کے لیے کوشاں رہنا)

﴿4﴾ خلوت و انجمن (مجلس میں بھی قلبی میلان اللہ تعالیٰ کی طرف رہنا)

﴿5﴾ یاد (ذکر الہی میں مشغول رہنا)

﴿6﴾ بازگشت (اپنے ہر عمل کے نتیجے پر نظر رکھنا)

﴿7﴾ وقوف زمانی (فنا اور بقاء کی طرف رجوع کرنا)

﴿8﴾ وقوف قلبی (وصال الہی میں دل کا سکون پانا) اور

﴿9﴾ وقوف عددی (اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگنا)

ان میں سے پہلے آٹھ اصول حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی کے ہیں جبکہ آخری آٹھ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ حضرت خواجہ علی رامیتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سالک طریقت کے لیے ضروری ہے کہ وہ دس اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے:

﴿1﴾ ہمیشہ باطہارت (با وضو) رہے۔

﴿2﴾ زبان کو خاموش رکھے۔

﴿3﴾ خلوت اور عزالت (لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر یاد الہی میں مصروف رہے)

﴿4﴾ روزہ سے رہے (اس سے فرشتوں کیساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے)

﴿5﴾ ذکر الہی (کلمہ طیبہ اور درود ابراہیمی بہترین وظائف ہیں)

﴿6﴾ خیالات کی نگہداشت (غیر کے خیال سے نکل کر یاد الہی میں گم ہونا)

﴿7﴾ حکم خداوندی پر راضی رہنا (ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا)

﴿8﴾ نیک لوگوں کی صحبت (اولیاء کرام کی محفل میں حاضر ہو کر اکتساب علم و فیض کرنا)

﴿9﴾ بیداری شرط ہے (احکام الہی پر عمل کرنے سے غفلت نہ کرنا) اور

﴿10﴾ نگہداشت لقمہ (کھانا حلال و پاک ہو)۔

حضرت ابو یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کی صحبت اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو۔ اگر کسی کو اللہ کی صحبت میسر نہ آئے تو وہ اس شخص کی صحبت اختیار کرے جسے اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرنے کا مرتبہ حاصل ہو۔ بقول حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ یہ منزل فنا کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صحبت حاصل نہ ہو تو تم اہل فنا کی صحبت اختیار کرو۔

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو شخص صحیح اعتقاد و

محبت سے اولیاء کرام کے احوال و اقوال پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرتا ہے اور اولیاء عظام کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ ان سے ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ عبداللہ غجدوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صاحبزادہ کا ہاتھ اپنے دست اقدس میں لے کر وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

”خدمت خلق میں کوشاں رہنا، اپنی جان و مال کی پرواہ نہ کرنا، اولیاء کرام کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھنا، ان کے افعال کا انکار نہ کرنا، اپنے دل کو ہمیشہ پریشان رکھنا، باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنا، فقہ اور حدیث کا علم حاصل کرنا، جاہل صوفیاء سے احتراز کرنا، اپنی شہرت کو پسند نہ کرنا، سماع میں تاخیر نہ بیٹھنا، زیادہ گفتگو سے بچنا، کم کھانے کا طریقہ اختیار کرنا اور عوام سے جلوت کی بجائے خلوت کو اختیار کرنا۔“

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سالک طریقت کیلئے صحیح العقیدہ، اہل سنت و جماعت ہونا اور اتباع شریعت شرط اول قرار دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

”طریقت تابع شریعت ہے نہ کہ شریعت تابع طریقت ہے۔ شریعت کی تکمیل اور اس پر عمل کا نام طریقت ہے۔ طریقت اور شریعت دونوں الگ الگ چیزیں نہیں۔ طریقت و تصوف کا بنیادی مقصد صحیح معنی میں مسلمان بننا ہے۔“

اہل محبت کے استفادہ کے لیے حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند مختصر مگر جامع اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ سالک کے لیے درج ذیل چار اصولوں پر کمر بستہ ہونا ضروری ہے:

- (1) یادداشت (ہر وقت ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا)، (2) نگاہداشت (ہر لمحہ یاد الہی میں گزارنا)، (3) خلوت در انجمن (مجلس میں بھی یاد الہی سے غفلت نہ برتنا)، (4) سفر و وطن (حصول مقصد کے لیے کوشاں رہنا)۔

☆ سالک طریقت مراقبہ پر توجہ دے کیونکہ مراقبہ تمام صفات کا جامع اور تمام نقائص سے پاک

عمل ہے۔ ذکر الہی کی کثرت کرے اور خواب و بیداری میں اس سے غافل نہ ہو۔

☆ سنت مطہرہ کی پیروی میں جو شخص جتنا فعال اور اتباع سنت مصطفیٰ ﷺ میں جتنا زیادہ جذبہ رکھتا ہو، وہ اتنا ہی روحانیت اور بزرگی میں افضل ہوگا۔

☆ طالب مولیٰ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دن میں ستر بار استغفار کرے اور نماز عصر سے نماز مغرب تک ذکر الہی میں مشغول رہے۔ دنیاوی گفتگو سے بچنا اور ہمہ وقت فکر مند رہنا بھی عبادت میں شامل ہے۔

☆ سالک طریقت کے لئے ضروری ہے کہ نماز عصر کے بعد بیٹھے۔ اپنے اقوال، افعال اور انفس کا خود محاسبہ کرے۔ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک بارہ ساعت (گھنٹے) ہیں۔

ان بارہ گھنٹوں میں ہمارے مرتبہ سانس اندر جاتا ہے اور باہر آتا ہے۔ ہر سانس ایک عظیم نعمت ہے اور ہر نعمت کا زبان سے شکر ادا کرنا واجب ہے۔

☆ ایک دفعہ کسی خادم نے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ جب کسی مرشد کا وصال ہو جائے تو مریدین اور عقیدت مندوں کو اپنے ایمان کے تحفظ و سلامتی کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ”ایسی صورت میں اپنے شیخ (یا سلسلہ کے دیگر مشائخ) کے احوال و تعلیمات پر مشتمل کتاب کے آٹھ صفحات کا روزانہ مطالعہ کریں تاکہ ایمان سلامت رہے۔“

☆ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اولیاء کرام کے اقوال اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں ایک لشکر ہے۔ ان کے مطالعہ سے احوال کو استحکام اور مشتاقین کے ذوق میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ ظاہری و باطنی اعتبار سے ہمارے مشائخ کا طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسا ہے۔ جو شخص ضمیر کی پروا نہیں کرتا اس پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔

ولادت باسعادت حضرت سید میر جان کابلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ:-

تذکرہ نویسوں نے حضرت سید میر جان کابلی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سن پیدائش نہیں لکھا۔ تاہم آپ کے حالات زندگی پر گہری نظر ڈالنے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ آپ 1800ء کے پہلے یا دوسرے عشرے میں کابل (افغانستان) کے سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مولد کی نسبت سے آپ کابلی کہلائے۔

نام و شجرہ نسب:-

والدین کریمین نے آپ کا نام: ”سید میر جان“ رکھا۔ لقب مبارک ”بڑے شاہ صاحب“۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی سید میر حسن رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ نخیال کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ تک آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے:

تعلیم و تربیت:-

آپ سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے اور گھریلو ماحول خالصتاً ہی تھا۔ اس لیے قرآن پاک سے تعلیم کا آغاز کیا۔ علوم اسلامیہ اور تربیت کی تکمیل اپنے والد گرامی حضرت سید میر حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو معارف شریعت اور اسرار طریقت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

تبلیغ و تدریس:-

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ نے موثر انداز میں تعمیری بنیادوں پر سلسلہ تبلیغ و تدریس شروع فرمادیا۔ چونکہ قرآن، حدیث اور فقہ وغیرہ میں دسترس حاصل کر چکے تھے۔ اس لیے تبلیغی مساعی اور تدریسی جدوجہد میں تیز رفتاری سے ترقی کی منازل طے کرتے گئے۔

آپ کی تبلیغی جدوجہد کے نتیجے میں کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں اعمال بد سے تائب ہوئے اور بے شمار لوگ روحانی فیضان سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

سیر و سیاحت:-

قانون خداوندی ہے: ”قُلْ سَيُوفِي الْأَرْضَ“ (اے محبوب! آپ فرمادیں کہ تم زمین کی سیر کرو) کے مطابق اولیاء صالحین اور صوفیاء کرام سیر و سیاحت کا راستہ اختیار فرماتے ہیں۔ جوان کا طرہ امتیاز ہے۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے والد گرامی سے تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد سلسلہ تبلیغ و تدریس شروع کرتے ہی سیر و سیاحت کا آغاز کر دیا۔ آپ مزارات اولیاء اور مقامات مقدسہ سے کسب فیض کرتے ہوئے محبوب رب العالمین ﷺ کی بارگاہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔

ایک دفعہ آپ سفر میں تھے کہ ایک مقام پر قیام کیا۔ وہاں عجیب چیز یہ ملاحظہ فرمائی کہ ایک سید صاحب تھے۔ جو اپنے پاس موجود آگ کی بھٹی میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور آگ کے اندر اشرفیاں نکال کر مسکینوں، مسافروں اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے انہیں عنایت فرماتے تھے۔ آپ نے جب وہاں سے کوچ کرنا چاہا تو سید صاحب موصوف نے آپ سے تصویر حیرت بن کر دریافت کیا: حضور! سب لوگ اشرفیاں طلب کر کے اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ لیکن آپ نے کوئی چیز بھی طلب نہیں کی؟ آپ نے جواب دیا: آپ کے لیے بہتر یہ تھا کہ مسجد بناتے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔

زیارت حرمین شریفین:-

زیارت حرمین شریفین کی نیت سے آپ حجاز مقدس پہنچے۔ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ طیبہ پہنچے۔ اسی دور میں حجاز مقدس پر ترکوں کی حکومت تھی۔ ترک لوگ عاشق رسول ﷺ

تھے۔ مدینہ طیبہ میں آپ کی ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو ”کابلی“ کی نسبت سے آپ کا ہمسایہ تھا۔ حجاز مقدس کا حاکم سادات کرام کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر وظیفہ مقرر کر دیتا تھا۔ آپ اور کابلی ہمسائے کے درمیان مسئلہ ”سید“ پر کشمکش شروع ہو گئی۔ ہمسایہ صرف وظیفہ خوری کے لالچ میں اپنے آپ کو ”سید“ قرار دیتا اور آپ کے ”سید“ ہونے کا انکار کرتا۔ آپ حسنی و حسینی ”سید“ ہونے کا اعلان کرتے تھے مگر ہمسایہ کے ”سید“ ہونے کا انکار نہیں کرتے تھے۔ بلکہ خاموشی اختیار کرتے تھے۔ ہمسایہ کا مقصد آپ کو وظیفہ سے محروم رکھنا تھا۔ یہ تنازعہ بادشاہ وقت تک پہنچ گیا۔ سلطان وقت نے فیصلہ کیا کہ دونوں شخصیات میں سے جس کی دعا سے روضہ رسول ﷺ کے دروازے کا تالا از خود کھل کر زمین پر گر جائے۔ وہ صحیح النسب ”سید“ ہوگا۔ جس کی دعا سے تالا از خود کھل کر نہ گرے وہ صحیح النسب ”سید“ نہیں ہوگا۔ سلطان وقت کے کہنے پر ہمسایہ نے دعا کی جس پر تالا کھل کر نہ گرا۔ حاکم نے اعلان کیا: آپ جھوٹے ہیں لہذا میں تمہیں ابھی قتل کرتا ہوں۔ جب آپ نے دعا کی تو از خود تالا کھل کر زمین پر گر گیا۔ جو اس بات کی علامت تھی کہ آپ صحیح النسب ”سید“ ہیں۔ بادشاہ نے آپ سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے کا اعلان کر دیا۔ حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلطان سے فرمایا: آپ ہمارے ہمسائے کا قتل نہ کریں کیونکہ وہ بھی ”سید“ ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ وہ والدہ کی طرف سے غیر سید اور والد کی طرف سے ”سید“ ہیں۔ سلطان نے حسب وعدہ اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ دوسری طرف آپ کے ہمسایہ کو بھی معاف کر دیا۔

سفر بمبئی:-

بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری کے بعد سفر بمبئی کا اشارہ ملا تو بمبئی کی طرف عازم سفر ہو گئے۔ اس سفر میں آپ کے دونوں صاحبزادے اور زوجہ محترمہ ساتھ تھیں۔ جدہ سے بمبئی جانے والے بحری جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا جب ایک مقام

پر پہنچا تو طوفانی لہروں کا شکار ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں جہاز اور سوار سب کے سب طوفانی لہروں کی زد میں ڈوب گئے لیکن قدرت نے آپ کی غیبی مدد کی کہ ایک پھٹے پر سوار ہو گئے۔ وہ پھٹے آپ کو لے کر معجزانہ طور پر بمبئی کی بندرگاہ کے کنارے پر پہنچ گیا۔ آپ کے صاحبزادے اور بیوی صاحبہ بھی دوسرے سواروں کی طرح طوفانی لہروں کی نذر ہو گئے۔ یہ حادثہ 1865ء میں پیش آیا۔

بیعت و خلافت:-

علوم ظاہری کی تحصیل کو نا کافی تصور کرتے ہوئے علوم باطنی اور تصوف کی طرف متوجہ ہوئے۔ تلاش مرشد کے لیے کوشاں ہوئے۔ حصول مقصد کے لیے امرتسر میں پہنچ گئے وہاں کوشش رنگ لائی کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت علامہ سید احمد یار بخاری اوجی ثم امرتسری خلیفہ حجاز حضرت شیخ محمد شریف قندھاری نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ مرشد کامل کی خدمت میں ٹھہر کر نہایت قلیل عرصہ میں منازل سلوک طے کیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ، سلسلہ عالیہ مداریہ، سلسلہ عالیہ قلندریہ، اور سلسلہ عالیہ سروریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔

لاہور میں تشریف آوری کا سبب:-

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لاہور تشریف لانے کا مقصد کیا تھا؟ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ لاہور میں تشریف لانے اور قیام کرنے کی بڑی دو وجوہات تھیں:

(1) حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسب فیض کرنا۔ اور (2) حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ کی تولیت کا شرف حاصل کرنا کیونکہ نکھیاں کی طرف سے آپ کا رشتہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔

قیام گاہ کا انتخاب:-

لاہور میں تشریف لانے کے بعد اونچی مسجد، سریانوالہ بازار، اندرون دہلی دروازہ، لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ سلسلہ تبلیغ و تدریس اور رشد و ہدایت شروع فرمادیا۔ آپ کے علم و عرفان اور فیض و برکات سے مستفیض ہونے کیلئے لوگ جوق در جوق حلقہ درس و تربیت میں حاضر ہونا شروع ہو گئے۔

حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت:-

اندرون دہلی دروازہ لاہور کی اونچی مسجد کے زمانہ قیام میں آپ ہر روز صبح کو پاپیادہ باغبانپورہ میں حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضر ہوتے، مراقبہ کرتے، فاتحہ خوانی کرتے اور فیوض و برکات سمیت کرشمہ کو مسجد میں تشریف لے آتے۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ جس سے حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ سے آپ کی والہانہ عقیدت و محبت کا پتہ چلتا ہے۔

پہلا مرید:-

ورود لاہور کے بعد سلسلہ رشد و ہدایت شروع فرمادیا۔ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والا پہلا خوش قسمت انسان مرزا غلام محمد صاحب رئیس لاہور تھا۔ جو اس وقت اونچی مسجد، اندرون دہلی دروازہ لاہور کا متولی و منتظم اعلیٰ تھا۔

سفر کشمیر:-

لاہور میں مختصر قیام کے بعد آپ سرزمین کشمیر میں اولیاء کرام سے کسب فیض، رشد و ہدایت اور سیاحت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ دیگر اولیاء کرام کے مزارات عالیہ پر حاضری و کسب فیض کے علاوہ سلطان الاولیاء حضرت سریشی بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ کشمیر میں آٹھ سال تک قیام فرمایا۔ اس قیام کے دوران کثیر لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔

استنبول اور بغداد کا سفر:-

اولیاء اللہ سے کسب و فیض اور تبلیغ کی غرض سے کشمیر سے فراغت پر استنبول (ترکی) تشریف لے گئے۔ جہاں تین سال تک قیام فرمایا اور تبلیغ و رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ بغداد شریف میں بھی تشریف لے گئے۔ جہاں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علماء و مشائخ کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور کسب فیض فرمایا۔

لاہور میں دوبارہ تشریف آوری:-

حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ مختلف مقامات مثلاً کشمیر، بغداد شریف اور استنبول وغیرہ میں مختصر قیام کے بعد دوبارہ لاہور میں تشریف لے آئے۔ یہاں مستقل طور پر قیام پذیر ہو کر تبلیغ و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ وسیع پیمانے پر شروع فرمادیا۔ جو تاحیات جاری و ساری رہا۔

درگاہ بڑے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ پر حاضری:-

حاجی شمس الدین (جو کہ میاں محمد حسین صاحب کے بیٹے تھے) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے درس بڑے میاں، مغل پورہ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ آپ کا خیال تھا کہ وہاں جا کر ختم خواجگان پڑھیں گے اور چائے کچے تقسیم کریں گے۔ پس مریدین ساوا اور پیالے ساتھ لے کر چل دیئے۔ حاضری کے لیے پیدل چل رہے تھے کہ پاؤں کو ٹھوکر لگنے سے میں گر گیا اور پیالے ٹوٹ گئے۔ عبدالرشید صاحب مجھ سے ناراض ہوئے لگے۔ حضرت میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ سب سے آگے تھے۔ آپ نے ناراض ہونے سے منع فرمایا۔ آپ نے دس روپے عنایت فرمائے اور حکم دیا کہ مزید پیالے لے آؤ۔

میں باغبانپورہ سے پیالے لے کر ”درس بڑے میاں“ پہنچ گیا۔ آپ اسوقت ختم خواجگان پڑھ رہے تھے۔ ختم کے اختتام پر دعا ہوئی اور چائے کچھ تقسیم ہوا۔ آپ نے وہاں مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا: حضرت حافظ اسماعیل المعروف بڑے میاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہاں ایک اور بزرگ ہیں، وہاں بھی حاضری دو۔ پھر وہاں گئے۔ فاتحہ خوانی کی اور فرمایا: یہ بھی اللہ کے ولی ہیں۔

بطور شاعر:-

اللہ تعالیٰ نے حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان میں سے ایک شاعری ہے۔ آپ کبھی کبھی فارسی زبان میں اشعار کہا کرتے جو زبان و بیان اور ادب کا شاہکار ہوتے۔ آپ کے کہے ہوئے چند اشعار بھی ہیں جو اپنے چھوٹے بھائی کی وفات پر اپنی ہمشیرہ کے نام تحریر فرمائے تھے۔ (مسجد میں داخل ہوتے ہی میں نے ایک بیمار نوجوان پڑا ہوا دیکھا۔ میں نے اس کا سراپنی ران پر رکھا۔ میں نے اس کی پیشانی پر باپ کی طرح بوسہ دیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ اے نوجوان! تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں خراساں شہر کا باسی ہوں۔ میں نے پوچھا:

اے نوجوان! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا نام ”سید تراب جان“ ہے۔ میں نے سوال کیا: اے نوجوان! تیرے دل میں کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا: میرے دل میں بہت سے راز پوشیدہ ہیں۔ اے ہمشیرہ! تو سن کر میرے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس بات پر مسکین کا بھائی زار و قطار رو دیا۔

عشق رسول ﷺ کا غلبہ:-

حضرت حاجی فضل احمد شرقیوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی حضرت حاجی فضل الہی شرقیوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو

حضور نبی اکرم ﷺ سے بڑی محبت تھی۔ عشق رسول کا ان پر غلبہ تھا۔ وہ ضعیف العمر اور کمزور ہونے کی وجہ سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت اپنے گھٹنے کھڑے کر کے کمر اور زانوں کے گرد کپڑا لپیٹ لیتے تھے اور گھٹنوں پر قرآن شریف رکھ کر تلاوت فرماتے تھے لیکن جب سرکارِ دو عالم ﷺ پر درود پاک پڑھنا ہوتا تو کمال ادب اور محبت کی وجہ سے دوزانوں بیٹھ کر پڑھتے۔ سبحان اللہ! میر جان کابلی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نماز میں جماعت کی امامت عموماً خود کیا کرتے تھے۔ جب قرات پڑھتے وقت حضور ﷺ کا اسم گرامی آجاتا تو نماز کی حالت میں ہی بے ساختہ اونچی آواز میں پکاراٹھتے: صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت شیر ربانی شرقیوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر حاضری کی کیفیت:-

حضرت حاجی فضل احمد شرقیوری رحمہ اللہ تعالیٰ درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر حضرت میاں صاحب شرقیوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حاضری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب کبھی وہاں جاتے میر جان صاحب آپ سے بڑی محبت کرتے۔ آپ نے خود فرمایا کہ آپ ایک دن حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ میر جان صاحب مسجد کے صحن میں حوض کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے۔ اس وقت وہاں کا ماحول کچھ عجیب سا تھا۔ ایک آدمی کو وجودِ ہور ہاتھ ایک پاس بیٹھا تلاوت کر رہا تھا، ایک مراقبہ میں مشغول تھا اور ایک آدمی آکر حوض میں نہانے لگا۔ آپ فرماتے ہیں:

”مجھے بڑی غیرت آئی اور میں اٹھ کر حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ کے اندر چلا گیا۔“

وہاں سے آواز آئی:

”اندر کیا لینے آئے ہو ایشاں صاحب تو باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔“

آپ فرماتے ہیں: ”میں باہر آ گیا لیکن برداشت نہ کر سکا اور اٹھ کر چلا آیا۔ اندر سے پھر وہی آواز آئی اور میں باہر آ گیا۔“ تین بار ایسے ہی ہوا۔ آخر میر جان صاحب نے مسکرا کر کہا: ”اے میرے عزیز! وہ اپنا کام کر رہے ہیں تم اپنے خیال میں لگن رہو۔“ پھر مجھے تسکین ہو گئی۔

خدمت کے سبب حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے

دعاؤں کی بارش:-

حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت میر جان کا بلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت بتاتی ہیں کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور ہیں۔ حضرت حاجی فضل احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ:

ایک دفعہ میر جان صاحب کا ایک خادم غلام محمد انہیں دبار ہاتھ اور میر صاحب لیٹے ہوئے تھے کہ سرکار میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لے آئے۔ اور غلام محمد کے پاس چپ چاپ بیٹھ گئے۔ آپ نے غلام محمد کو اشارہ سے فرمایا کہ وہ دبانا چھوڑ دے اور آپ میر صاحب کو مٹھیاں بھریں۔ غلام محمد نے اپنا ایک ہاتھ اٹھایا تو آپ نے اپنا ایک ہاتھ میر صاحب کی ران پر رکھ دیا غلام محمد نے دوسرا ہاتھ اٹھایا تو حضور نے دوسرے ہاتھ سے دبانا شروع کر دیا۔ اسی طریقے سے آپ نے غلام محمد کی جگہ لے لی اور غلام محمد اٹھ کر کسی دوسرے کام کو چلا گیا۔ حضرت صاحب قبلہ کافی وقت میر جان صاحب کو مٹھیاں بھرتے رہے۔ جب غلام محمد واپس آیا تو میر صاحب نے اس سے کہا: ”غلام محمد دیکھو! یہ شخص بڑا کمال ہے۔ اس کی شہرت سارے ملک میں پھیلے گی۔ یہ شیعہ ہدایت بن کر چمکے گا اور ان کی ضیا پاشیاں تاریک دلوں کی سیاہی

دور کر کے لوگوں کو نور اور روشنی عطا فرمائیں گے۔ لوگ چاروں گ عالم سے کھچ کھچ کر آئیں گے اور اس چشمہ ہدایت سے فیض یاب ہو کر جائیں گے۔ یہ شخص اس دور الحاد میں سنت رسول اللہ ﷺ کو از سر نو اجاگر کرے گا۔“

معمولات مبارکہ:-

حضرت سید میر جان کا بلی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کامل اور عالم ربانی تھے۔ معرفت باری تعالیٰ کے حصول کا جذبہ زمانہ بچپن سے موجزن تھا۔ علوم اسلامیہ کے حصول سے اس میں کمی نہ آئی بلکہ اضافہ ہوا۔ فیضانِ نگاہ مرشد نے درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ سلسلہ رشد و ہدایت شروع کر دیا۔ تشنگان معرفت خانقاہ میں حاضر ہونے لگے۔ طالبین آپ کے چشمہ معرفت سے فیض یاب ہونے لگے۔

علماء مشائخ، امراء، اور عوام سب حاضر خدمت ہوتے اور فیض یاب ہوتے۔ آپ مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہمہ وقت متوسلین کا جہوم رہتا۔ مسجد کے شبلی حجرہ میں تشریف فرما ہوتے۔ (جواب شہید ہو چکا ہے) طلباء کو قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ اور تصوف وغیرہ کی تعلیم دیتے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ تربیت کی طرف بھی توجہ فرماتے۔ آپ کی شبانہ روز محنت کے نتیجے میں بیگم پورہ، لاہور علوم و فنون کا مرکز اور روحانیت کا محور تھا۔ خانقاہ سے متصل آبادی مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ خطبہ جمعۃ المبارک بھی خود ارشاد فرماتے تھے۔ آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خصوصیت سے درس دیتے تھے۔

موسم گرما میں آپ کشمیر تشریف لے جاتے۔ وہاں اپنی آبائی خانقاہ ”خانقاہ فیض نقشبندیہ“ میں قیام کرتے۔ وہاں بھی طلباء، خدام اور عوام کا جہوم ہوتا تھا۔ حسب معمول درس و تدریس، رشد و ہدایت اور تبلیغ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہتا۔ موسم گرما ختم ہونے پر آپ لاہور تشریف لے آتے۔ آپ نے درگاہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے متصل زمین کا کچھ حصہ

وقف کیا۔ جس پر ”قبرستان حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ“ ہے۔ اُس قبرستان میں خدام، متوسلین اور دیگر لوگوں کی قبور ہیں۔

اسلاف کے طریقے کے مطابق حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد، خانقاہ اور مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ انہیں پایا تکمیل تک پہنچایا اور انہیں نہایت کامیابی کے ساتھ پُر رونق بنایا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعمیر شدہ مسجد شہید ہو چکی تھی۔ دربار عالیہ کی زرق برق ختم ہونے کو تھی اور کنویں کا نام و نشان بھی ختم ہو چکا تھا۔

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مزار اقدس پر قیام کے بعد مسجد کی تعمیر نو کی، غیر آباد کنویں کو آباد کیا، دربار عالیہ کی مرمت کروائی اور مسجد کے صحن میں عظیم الشان حوض بھی بنوایا (جواب ختم ہو چکا ہے)۔ تعمیر مسجد سے لے کر تاحال روز بروز مسجد کی رونق میں اضافہ ہوتا رہا اور ہر باہر ہے۔ مسجد سے متصل آپ نے حجرے بھی تعمیر کروائے تھے جو اب تک بوسیدہ اصل حالت میں موجود ہیں۔ ان حجروں میں مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا تھا۔

وصال مبارک:-

آپ نے تاحیات قال اللہ وقال الرسول کا درس دینے، رشد و ہدایت کا فریضہ سر انجام دینے، مریدین و متوسلین کی تہذیب نفوس و اصلاح فرمانے اور قطب الاقطاب حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر عاطف تیس سال تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ و ترویج فرمانے کے بعد یکم شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ، مطابق 13 نومبر 1901ء میں دارفانی کو خیر آباد کہہ کر دار بقا کی طرف کوچ فرمایا۔

آپ کا مزار لاہور میں انجینئرنگ یونیورسٹی کی مشرقی جانب محلہ بیگم پورہ (باغبانپورہ) میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی اور ولی کامل حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے برادر اصغر حضرت سید محمود آغا (متوفی 1882ء) اور مزار حضرت ایشاں کے درمیان موجود ہے۔

عبارت لوح مزار:-

آپ کے مزار اقدس پر سنگ مرمر کی جو تختی نصب کی گئی ہے اس پر درج ذیل عبارت کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مزار

حضرت سید میر جان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ وفات: یکم شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ

کاملاں رانور دیدہ جان جانان عارفان نور چشم خواجگان نام پاکش میر جان (کاملاں کی آنکھوں کا نور، عارفوں کی روحوں کی جان اور خواجگان کی آنکھوں کی روشنی ہیں جن کا نام حضرت سید میر جان رحمہ اللہ تعالیٰ ہے)۔

عرس مبارک:-

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 2 شعبان المعظم کو مزار اقدس سے متصل مسجد بیگم پورہ لاہور میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں قرآن خوانی اور تقاریر علماء کی تقریبات کا اہتمام ہوتا ہے۔

ارشاد گرامی:-

حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص اپنے مرید کو خلافت دیتا ہو۔ وہ اسے ہر قسم کے اسلحہ سے لیس کرتا ہے یعنی وہ خود تو بھوک برداشت کر لیتا ہے لیکن مہمانوں کو بھوکا نہیں رہنے دیتا۔

اہل تولیت اور اہل علاقہ کی صدری روایات کے مطابق حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کثیر کرامات ہیں۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

شیروں پر تصرف:-

حضرت سید میر جان کاہلی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اپنی والدہ محترمہ سے کچھ عرصہ دور رہے۔ والدہ صاحبہ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بڑے بھائی کو تلاش کر کے لائیں۔ وہ ہندوستان کے مختلف شہروں مثلاً بمبئی، لدھیانہ، فیروز پور، دہلی اور لاہور وغیرہ میں گئے۔ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ پھر وہ کشمیر پہنچے۔ حضرت سید علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ وہاں حضرت سید میر جان کاہلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خادم سے ملاقات ہوئی۔ جن سے معلوم ہوا کہ آپ کشمیر میں ہی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے خادم کے ذریعے ملاقات کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔ خادم نے عرض کیا: آپ چلہ کشتی کر رہے ہیں۔ لہذا تین دن بعد ملاقات ہو سکتی ہے۔ انہوں نے خادم سے فرمایا: آپ جا کر عرض کریں کہ آپ کے چھوٹے بھائی ”کاہل“ سے ملاقات کرنے اور والدہ محترمہ کا ایک پیغام لے کر آئے ہیں۔ خادم نے آپ کی خدمت میں جا کر بھائی کا پیغام دیا تو آپ فوراً تشریف لے آئے۔ دونوں بھائیوں میں ملاقات ہوئی۔ چھوٹے بھائی کی مہمان نوازی کی۔ حضرت سید میر جان کاہلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے سینے سے لگایا۔ جس سے حضرت سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کو وجد ہو گیا۔ وہ زمین پر گر پڑے اور وجد کی حالت میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ پھر وہ بے خودی کی حالت میں جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ تین سال بعد حضرت سید میر جان کاہلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بلند و بالا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر آواز بلند پکار کر اپنے چھوٹے بھائی کو واپس آنے کا کہا۔ ان کے حکم کی تعمیل میں وہ واپس آ گئے۔ واپس پر ان کے ساتھ دو شیر بھی تھے۔ بڑے بھائی نے شیروں کو واپس جنگل بھیجنے کا حکم دیا۔

انہوں نے چھوٹے شیر کو جنگل کی طرف بھیج دیا جبکہ بڑے شیر کو اپنے پاس رکھ لیا۔

گناہوں کی معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے صدقے ہمارے گناہ معاف کرے۔ آمین! ثم آمین! پھر مزدلفہ میں مشعر حرام کی زیارت کی۔ میدان منی میں مسجد خیف کی زیارت کی، میدان منی وہ مبارک میدان ہے۔ جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لیے منہ کے بل لٹایا تھا۔ قرآن کریم میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا:

يا بنی انی ارى فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا ترى قال یابن افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین فلما اسلما وتلا للجبین و نادینہ ان یا ابراہیم قد صدقت الروء یا۔ (الصفت ۱۰۲ تا ۱۰۵)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نور نظر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو فرمایا: اے پیارے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تیری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے میرے باپ! جلدی کرو جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ وہ کر گزرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو منہ کے بل لٹایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت کا حال مت پوچھو فرشتے رو رہے تھے، زمین، آسمان، پہاڑ اور درخت تمام رو رہے تھے، ہم نے ندا دی: اے ابراہیم علیہ السلام! تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اللہ تعالیٰ نے ذبح کے لیے جنت سے دنبہ بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ثواب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو عطا کر دیا۔ اس کے بعد جمرہ اولیٰ، جمرہ اوسط، اور جمرہ کبیرہ کو دیکھا۔ پھر جنت معلیٰ میں سیدنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور سلام عرض کیا۔ غار حرا کو دیکھا۔ جہاں ہمارے مصطفیٰ کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد حرم شریف میں آ گئے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر طواف کیا۔ شام کی نماز پڑھ کر حاجی محمد لطیف، حاجی محمد نذیر، حاجی حسن دین، میاں تاج دین، حاجی محمد شفیع اور احقر محمد جمیل نے اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر کا طواف کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت بار بار نصیب

فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

آج بارہ (12) دسمبر 1991ء بروز جمعرات ہے۔ آج تہجد کی اذان سے پہلے تقریباً چار بجے طواف کیا۔ تہجد کی اذان ہونے پر نماز تہجد ادا کی۔ اس کے بعد فجر کی اذان ہونے پر فجر کی نماز ادا کر کے مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے ٹیکسی کی 35 ریال آمد و رفت کا کرایہ ادا کیا۔ میاں تاج دین، حاجی محمد شفیع، صفیہ بی بی، حاجی حسن دین، احقر محمد جمیل اور حاجی محمد نذیر نے عمرہ کے لیے احرام باندھا۔ مسجد میں نوافل ادا کیے، اس کے بعد حرم شریف میں آگئے۔ طواف کر کے نوافل پڑھے۔ سبحان اللہ! ابائیل بھی طواف کر رہے ہیں۔ پھر آب زم زم پیا۔ اس کے بعد 40 منٹ تک صفہ و مروہ کی سعی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان الصفا والسمروۃ من شعائر اللہ (البقرہ ۱۵۸) صفہ اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی ولیہ کاملہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑیں۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا دوڑنا پسند آگیا۔ عمرہ اور حج کرنے والوں سب کے لیے ضروری قرار دیا، کہ یہاں دوڑیں۔ عمرہ کرنے کے بعد حجامت کرائی۔ اس کے بعد نکلیں کنفرم کرائیں۔

آج تیرہ (13) دسمبر 1991ء بروز جمعہ ہے۔ نماز جمعہ مسجد حرام میں پڑھیں گے۔ پھر انشاء اللہ جدہ ایئر پورٹ میں جائیں گے۔ آج مغرب کی نماز پڑھ کر 37 میٹر حیان اتر کر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ سبحان اللہ! عجیب نظارہ ہے، کالے، گورے، عجمی، عربی، اور حبشی سب اللہ تعالیٰ کے دربار میں سر نیاز خم کیے ہوئے ہیں۔ کوئی رو رہا ہے۔ کوئی آواز داری کر رہا ہے۔ کوئی گناہ کی معافی مانگ رہا ہے۔ کوئی توبہ کر رہا ہے، کوئی محبت الہی کے جام پی رہا ہے، کوئی عشق و مستی میں مستغرق ہے۔ کوئی خوش قسمت دیدار خداوندی سے سرشار ہو رہا ہے۔ کوئی شراب طہور کے جام نوش کر رہا ہے۔ کوئی مراقبہ میں ہے۔ کوئی مشاہدہ میں ہے، کوئی خلوت میں ہے، کوئی خلوت میں ہے۔ غرض کہ ہر پھول کی مہک جدا ہے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بیز کاں بخشد کریم

میں نے سنا ہے، کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نیک کاروں کے صدقے بروں کو بخش دے گا۔ یا اللہ! یا رحمن! یا ستار! یا غفار! یا رحیم! یا کریم! ان نیک بندوں کا صدقہ کر کے ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو، ہر نیک تمنا پوری فرمادے، آمین!

آج ہمارا مکہ مکرمہ میں آخری دن ہے۔ یا اللہ! یا اللہ! بار بار حاضری نصیب فرما۔ آمین! ثم آمین! آج صبح پونے چار بجے (3:45) بوقت سحری طواف کیا۔ اللہ! اللہ! سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے دربار بیت اللہ شریف کی چوکھٹ کو یعنی ملتزم کو تھام لیا ہے۔ عجیب کیفیت ہے، اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ گناہ کی آلودگی، قلب کی تاریکی اور ساری عمر کا سب اعمال نامہ سامنے آگیا ہے۔ یا اللہ! تو ستار ہے۔ اور غفار ہے، ہمارے گناہ معاف کر دے۔ اپنے محبوب علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرمادے۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ بار بار حاضری نصیب ہو۔ اپنی رضا اور اپنے محبوب علیہ السلام کی رضا نصیب فرمادے، سرکار مدینہ، تاجدار عرب و محمد ﷺ کا عشق اور تڑپ ہمارے لوں لوں میں بھر دے، آپ علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا کر دے۔ آمین! پھر تہجد کی اذان ہوئی، نماز تہجد ادا کی۔ اس کے بعد فجر کی اذان ہوئی نماز فجر ادا کر کے حاجی محمد لطیف، محمد نذیر، حسن دین، میاں تاج دین، محمد شفیع، صفیہ بی بی اور احقر محمد جمیل احرام باندھ کر تنعیم میں مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں حاضر ہوئے۔ غسل کر کے دو رکعتیں عمرہ کی پڑھیں۔ لبیک اللہم لبیک، لبیک لا شعریک لک۔ (میں حاضر ہوں اے اللہ! اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں) اس کے بعد پچیس (25) میٹر حیان اتر کر آب زم زم پیا، پھر دعا کی، یہ عمرہ میں اپنی والدہ محترمہ کی طرف سے ادا کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس عمرے کا ثواب میری والدی محترمہ کی روح کو پہنچائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے، اور جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین! مسجد حرام میں آئے طواف کیا۔ اس کے بعد دو رکعت نوافل ادا کیے۔ اس کے بعد صفہ و مروہ کی سعی کی۔ پھر حجامت کرائی۔ اس سفر کا یہ آخری عمرہ تھا۔ جو ہم نے جمع ہو کر جمعہ مبارک کے روز کیا، پھر تقریباً

ساڑھے دس بجے (10:30) بجے آخری طواف یعنی طواف زیارت کیا۔ پھر مسجد حرام کی دوسری منزل پر بیٹھ گئے۔ بارہ بج کر پچیس منٹ (12:25) پر جمعہ کی اذان ہوئی۔ نماز جمعہ ادا کی۔ اس کے بعد اداس قلب و جان سے کعبۃ اللہ کے نورانی نظاروں سے محروم ہو رہے ہیں، اے کعبۃ اللہ! تیری عظمت کو سلام۔ مسجد حرام! تیرے نظاروں کو سلام! اے مسجد حرام کے نوری مینارو! تم کو سلام۔ مسجد حرام کے دروازوں کو سلام۔ کعبۃ اللہ کے مبارک غلاف کو سلام حجر اسود، رکن یمانی، ملترم، میزاب رحمت اور مقام ابراہیم کو سلام! یا اللہ! یا غفار! بار بار حاضری نصیب فرما۔ اے بیت اللہ! ہم پر نظر کرم رکھنا۔ یا اللہ! مکہ مکرمہ کی بے ادبیاں معاف کر دے۔ آمین! ثم آمین! اے مکہ مکرمہ کے جنت معلیٰ والو! تم پر لاکھوں سلام۔ مولد النبی ﷺ پر لاکھوں درود سلام، اہل مکہ مکرمہ پر لاکھوں سلام! تمام مقامات مقدسہ کو لاکھوں سلام۔

حجاز مقدس سے پاکستان واپسی کا سفر

دو ٹیکسیاں ایک سو ساٹھ ریال (160) کرایہ پر لیں ہیں۔ تقریباً دو بجے (2:00) جدہ کی طرف ہمارا قافلہ جارہا ہے، ڈیڑھ گھنٹہ (1:30) میں جدہ کے خوبصورت انٹرنیشنل ایئر پورٹ میں پہنچ چکے ہیں۔ ضروری کاغذات چیک کروانے کے بعد مسافر خانہ میں آگئے ہیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا جہاز جدہ سے لاہور کورات آٹھ بجے (8:00) چلے گا۔ ہمارا جہاز آٹھ بج کر پچیس منٹ پر (8:25) پر جدہ سے لاہور کی طرف اڑا، چار گھنٹے پچیس (4:25) منٹ میں لاہور کے ایئر پورٹ پر اترا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ خیر و عافیت سے سفر گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رحمت۔ سرور دو عالم ﷺ کا صدقہ کر کے بار بار حاضری باادب، باعشق اور بارضا عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

(حاجی) محمد جمیل نقشبندی

دو گنج ٹاؤن، نزد بنجر نہیڈ کواٹرز، غازی روڈ، لاہور کینٹ

cell:03224757685

دعا

یا اللہ! یا رحمن! یا رحیم! اپنے حبیب پاک ﷺ کے مقدس شہر مدینہ منورہ زاد اللہ شرفا اور مکہ مکرمہ کی بار بار باادب حاضری نصیب فرما۔ مدینہ شریف، مولاہ شریف، قدسین شریفین، میں صلوة سلام پڑھتے ہوئے موت نصیب فرما۔ جنت البقیع شریف میں مدفن نصیب کر۔

یا اللہ! یا رحیم! یا کریم! میرے سارے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرما۔ آستانہ عالیہ سیدی خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں، اعلیٰ حضرت شیر ربانی شریقی پوری، غوثِ دوراں و قیوم زمان حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری کیلانی، حضرت سید محمد باقر علی شاہ بخاری اور مرہبی و محترم حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شریقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سچی محبت عطا فرما۔

یا اللہ! میرے استاذ و مربی حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شریقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ فاروقیہ رضویہ، کی شکل میں جو پودا لگایا۔ اس سے تاقیامت فیضان علم و عرفان کا چشمہ جاری فرما، یا اللہ! اپنی معرفت عطا فرما، نور ایمان اور نور عرفان سے دل روشن فرما۔

یا اللہ! اپنے محبوب محترم ﷺ کے تصدیق اور وسیلہ جلیلہ سے اپنی سچی محبت عطا فرما، یا اللہ! حبیب محترم نور محمد ﷺ کے سچے عاشقوں کو جو عشق و دردملا ہے اس کا ایک قطرہ ہمیں بھی عطا فرما۔

جیہذا عشق رومی تے جامی نوں ملیا
او سانوں وی تے کر عطا کملی والے
خدایا! بدہ شوق ذات رسول
بروئے محمد مرا کن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار
ہمہ عمر در وصل احمد گزار

زبان تا بود دردِ حیاں جائے گیر

شائے محمد بود دلپذیر

یا اللہ! ملک پاکستان میں مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کرنے والا مرد قلندر عطا فرما۔ پاکستان کی حفاظت فرما، پاکستان کو امن کا گہوارہ بنا۔

یا اللہ! قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی، تالیفی، مذہبی اور سیاسی خدمات کو قبول فرما۔ اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ! ایمان پر خاتمہ فرما، نزع کے وقت پیارے آقا علیہ السلام کی زیارت نصیب فرما۔ آمین!

حاجی محمد جمیل، لاہور

﴿سلام بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہرِ یارِ ارم، تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسرئی کے دولہا پہ دائمِ درود
نوشہِ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چکا طیبہ کا چاند
اس دل افرو زساعت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

فہرست اولاد زینہ

میرے مرشد کامل حاجی محمد جمیل نقشبندی کیلانی کی دعا سے اولاد زینہ پیدا ہوئی۔

- 1- مولوی محمد امین صاحب ولد حاجی محمد رمضان - محمد طاہر (نواسہ)
- 2- مولوی یسین والن - لڑکا
- 3- شاہد بریدہ سعودی عرب - محمد انس
- 4- شہباز بریدہ سعودی عرب - محمد عمیر
- 5,6,7- مہر مجید - نواسے (تین لڑکے)
- 8,9,10,11- مہر رشید - نواسے (محمد اذان، محمد شایان، محمد دانیال، محمد معاذ، محمد انس صادق، محمد عبدالاحد، شہزاد، محمد مظہر صادق)
- 12,13- مہر انور - پوتے (دو لڑکے)
- 14,15- مہر ظہور دین محمد منیر - (دو لڑکے، محمد طاہر)
- 16- محمد رشید دو گنج - (محمد احمد)
- 17- محمد نوید (دھرم پورہ) - (ایک لڑکا)
- 18- سید اشفاق شاہ - ایک لڑکا (محمد قاسم)
- 19,20- عبدالوحید (دو گنج ناؤن) - دو بیٹے (محمد قاسم، محمد طاہر)
- 21- محمد علی (گوجرانوالہ) - ایک بیٹا (محمد قاسم)
- 22,23- عبدالجید - دو بیٹے (محمد طاہر، محمد طیب)
- 24- محمد عمران - ایک لڑکا (محمد قاسم)
- 25,26- ڈاکٹر فرحان - دو بیٹے (محمد طاہر، عبدالرحمن)

- 27- محمد طارق - ایک لڑکا (محمد طاہر)
- 28- پدری، جشید - ایک لڑکا (محمد طاہر)
- 29- محمد شفیع (جیندرا) - نواسہ (محمد طاہر)
- 30- حاجی لطیف (جیندرا) - (محمد طاہر)
- 31- واڑہ ستار - (محمد انس)
- 32- حاجی نذیر (دو گنج) - پوتا (محمد طاہر)
- 33- محمد یسین (دو گنج) - (محمد طیب)
- 34- حاجی لال دین (کوٹ عبدالملک) - (محمد قاسم)
- 35- ساجد محمود (دو گنج) - بیٹا (محمد اولیس)
- 36- پرویز (چوگنی) - ایک لڑکا (محمد طاہر)
- 37- ججویری ناؤن - (ایک لڑکا)
- 38- منشاء (گھوڑے شاہ) - ایک لڑکا (محمد طاہر)
- 39- ذوالفقار (صدر چھاؤنی) - ایک لڑکا (محمد طاہر)
- 40- چچا اسحاق (دو گنج) - ایک لڑکا (محمد قاسم)
- 41- سبحان - (محمد اعجاز)
- 42- محمد یونس نقشبندی ولد محمد شفیع (دو گنج) - (محمد طاہر)
- 43- محمد بلال (واں) - (محمد انس)
- 44- محمد آصف (دو گنج) - (محمد انس)
- 45- اوریس (دو گنج) - (ایک لڑکا)
- 46- آصف محمود (چکوال) - (محمد انس)
- 47- محمد کاشف (ہرنس پورہ) - (محمد حسین)

- 49,48- امجد (دوگچ)
 50- شاہد (منہالہ)
 51- حافظ محمد ثکلیل (دوگچ)
 52- چوگی امر سدھو معرفت سبحان (دوگچ)
 53,54,55- بریدہ سعودی عرب
 56- شاہد (چوگی)
 57,58- حاجی منیر (دوگچ)
 59- عبدالرحمن
 60- محمد جمیل (ہڈیارہ)
 61- شرقپور، کوٹ عبدالملک
 62- کاموگی
 63- میاں سنگھ
 64- یاسین (گوجرانوالہ)
 65- مہرا سحاق
 66- کوٹ عبدالملک
 67- اعظم (سلامت پورہ)
 68- عبدالوحید (دوگچ)
 69- سبحان (دوگچ)
 70- فریاد
 71- اشرف محمود ادا جان محمد (حیدری)
 72- محمد محمود
- (دولڑکے)
 (محمد احمد)
 (محمد انس)
 (محمد حمزہ)
 (تین لڑکے)
 (محمد عبداللہ)
 دونو اسے (محمد انس، محمد حسنین)
 ایک لڑکا (محمد بلال)
 ایک لڑکا (محمد بلال)
 ایک لڑکا
 ایک لڑکا
 ایک لڑکا
 ایک لڑکا
 نواسہ
 ایک لڑکا
 (محمد ابراہیم)
 (محمد حمزہ)
 (محمد حمزہ)
 ایک لڑکا
 (محمی الدین)

- 73- محمد شہزاد (دوگچ)
 74,75- فیاض
 76- سیالکوٹ
 77- اللہ رکھا دودھی (دوگچ)
 78- منہالہ
 79- حاجی مہر رفیق
 80- ندیم (دوگچ)
 81- عباس موٹا (دوگچ)
 82- یونس گھر کی (حبیب آباد)
 83- فیاض (دوگچ)
 84,85- حاجی شفیع (حیدری)
 86,87- گارد
 88,89- ذیشان (دوگچ)
 90,91- وقاص (چکوال)
 92- کاشف (ہرنس پورہ)
 93- حافظ عظمت (جوڑے پل)
 94- بلجینم
 95- مقصود احمد (حیدری)
 96- انضال (حیدری)
 97- حافظ شہزاد (حیدری)
 98- نعیم (سمن آباد)
- (محمد انس)
 دولڑکے (محمد انس، حمزہ)
 (محمد حمزہ)
 (محمد حمزہ)
 (محمد قاسم)
 نواسا (محمد فیضان)
 محمد زین
 محمد انس
 پوتا (محمد بلال) (محمد قاسم)
 ایک لڑکا
 دوپوتے (محمد انس، محمد قاسم)
 دولڑکے
 دولڑکے (محمد عمیر، محمد حمزہ)
 دولڑکے (محمد منیب، محمد آفتاب)
 (علی حسن)
 (محمد عمیر)
 (محمد عامر)
 (محمد طیب)
 (محمد انس)
 (محمد طاہر)
 لڑکا (نوفل)

- 99- حاجی صفدر (دوگج)
 100- عبدالعزیز (جیند ری)
 101- محمد اقبال (مل والی گلی)
 102- جمشید
 103- محمد عامر (لندن)
 104- محمد زاہد
 105- محمد اعظم (سلامت پورہ)
 106- محمد جمیل (ہڈیارہ)
 107- مہر نعیم (سمن آباد)
 108- محمد شہزاد (منظور کالونی)
 109, 110, 111, 112- محمد صادق (جھلاراں)
 113, 114, 115- شوکت علی (جھلاراں)
 116- محمد عظیم ہرنس پورہ
 117- سرفراز احمد خاں کراچی
 118- محمد ریاض کراچی
 119- فرحان لندن
 120- شفیق الرحمن
 121- لطیف سپاہی
 122- نثار شیخ پیر

- 123- عادل دودھی دوگج علی رضا
 124- فیاض محمد قاسم
 125- اتحاد ناؤن والد محمد مقبول حسین محمد قاسم
 126- مل والی گلی مبین درزی محمد حسین
 127- محمد سرور الطاف کالونی محمد بلال
 128- پدری محمد طاہر
 129- حاجی محمد سلیم دوگج (لڑکا) محمد جمیل
 130- محمد ندیم نھوکی (لڑکا) محمد قاسم
 131- محمد طیب محمد فیضان
 132- اصغر علی کوٹ عبدالمالک (لڑکا) محمد احمد
 133- عدیل دوگج محمد احمد
 134- وحید احمد دوگج محمد انس
 135- محمد صفدر بورے والہ محمد احمد
 136- محمد شریف بورے والہ (لڑکا) محمد احمد
 137- واڑہ ستار (لڑکا) محمد حسین
 138- حمزہ پڑھانہ (ایک لڑکا)
 139- والد فتح شیر دوگج (لڑکا) محمد جہانزیب

دعوتِ میت سے متعلق تین اہم فتوے

عبادتِ بدنی اور مالی سے میت کو ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔ ایصالِ ثواب کی آڑ میں میت کے تیجے، ساتویں، دسویں اور چالیسویں کے مواقع پر برادری کی دعوت کرنا (جیسا کہ دورِ حاضر میں بطور رسم اور ریاکاری کیا جاتا ہے) شرعی نقطہ نظر سے منع ہے کیونکہ دعوتِ خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی کے موقع پر۔ البتہ ایصالِ ثواب کی غرض سے صرف غرباء مساکین، یتیموں اور بیوگان کو کھانا کھلانا درست ہے۔ یہ بھی ورثا کی مرضی پر منحصر ہے۔ اکثر آئمہ مساجد و خطباء کم علمی بے عملی اور یا پھر ذاتی مفادات کے پیش نظر یہ مسائل بتانے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں۔ اس حوالے سے عوام الناس کی اصلاح اور استفادہ کے لیے سطور ذیل میں تین اہم فتوے پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلا فتویٰ:

پہلا فتویٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ فتویٰ سے قبل آپ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ 1856ء کو حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی۔ چودہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد مسند افتاء پر جلوہ افروز ہوئے۔ خانوادہ برکاتیہ میں شرفِ ارادت حاصل کیا۔ ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کیا۔ ”کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن“ کے نام سے پہلا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بارہ ضخیم جلدوں میں ”فتاویٰ رضویہ“ کے نام سے فقہی انسائیکلو پیڈیا پیش کیا جو یقیناً تجدیدی کارنامہ ہے۔ اس تاریخ ساز عظیم خدمت کے باعث ممتاز علماء عرب و عجم نے آپ کو ”مجدد عصر“ قرار دیا اور ممتاز علماء و مشائخ اہل سنت نے ”اعلیٰ حضرت“ کا معزز لقب پیش کیا۔ عاشقِ رسول، ولی کامل اور صاحبِ کرامت بزرگ

تھے۔ 65 علوم فنون میں ایک ہزار سے زائد علمی، فقہی اور تحقیقی تصانیف مبارکہ یادگار ہیں۔ حامی شریعت اور ماحی بدعت تھے۔ 1921ء میں وصال فرمایا۔ مزار اقدس بریلی شریف میں مرجعِ خلافت ہے۔

دعوتِ میت کی ممانعت کے حوالے سے امام اہل سنت۔ مجدد وقت، اعلیٰ حضرت، حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ نمبر ۱۸۹: از ایرایاں۔ محلہ سادات، ضلع فتچہ، مسئلہ حکیم سید نعمت اللہ صاحب۔ ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوم و دہم و چہلم میت کے کھانا جو پکتا ہے، اس کو برادری کو کھلا دے اور خود جا کر کھائے تو جائز ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ تین روز کے اندر میت کے گھر کا کھانا نہ کھائے بعد کو جائز ہے۔ یہ تفریق صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو وجہ ماہ الفرق ارشاد ہو؟ (۲) مقولہ: طعام المیت یمیت القلب (میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے) مستند قول ہے؟ اگر مستند ہے تو اس کے کیا معنی ہیں؟

الجواب:

(۱) سوم، دہم و چہلم کا کھانا مساکین کو دیا جائے برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھانا بے معنی ہے کما فی مجمع البرکات موت میں دعوت ناجائز ہے۔ فتح القدیر وغیرہ میں ہے: انھا بدعت مستقیمہ لانھا شرعت فی السرور و لانی الشرور (پیشک دعوت میت قبیح (بری بدعت) ہے کیونکہ دعوت تو خوشی کے موقع پر جائز ہے نہ کہ غمی کے موقع پر) تین دن تک اس کا محمول (رواج) ہے لہذا ممنوع ہے۔ اس کے بعد بھی موت کی نیت سے اگر دعوت کرے گا ممنوع (بدعت قبیحہ ہے جو حرام کے قریب) ہے (۲) یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طعام میت کے متنبی رہتے ہیں، ان کا دل مرجاتا ہے۔ ذکر و اطاعت الہی کیلئے حیات و چستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لیے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں۔

کی لذت میں شامل۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم ۲۲۳)

مزید ”دعوتِ میت“ کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے جائز ہے کیا؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت خرابیوں پہ مشتمل ہے (امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم قدیم ص ۱۳۸)۔

غریب لوگ بھی اگر دعوتِ میت سے احتراز کریں، تو ان کا یہ اقدام درست ہے۔ اس سلسلے میں حضرت مفتی محمد ظلیل خاں برکاتی لکھتے ہیں:

”بہت سے لوگ اگرچہ شرعاً غریب ہوتے ہیں سوم و چہلم وغیرہ کے موقعوں پر کی جانے والی دعوتوں میں شرکت سے گریز کرتے ہیں ان کا یہ اقدام صحیح ہے۔ انہیں برادری یا پنچایت کے قانون میں گھسنا مذموم حرکت ہے“ (علامہ مفتی محمد ظلیل خاں برکاتی: سنی بھتی زیور ص ۱۷۵) میت کے سوم کے چنوں کا حکم بھی طعامِ میت جیسا ہے یعنی صرف غرباء مساکین اور یتیموں کیلئے جائز ہیں۔ صاحبِ حیثیت، اغنیاء اور ان کے بچوں کے لیے منع ہیں۔ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فرماتے ہیں: (سوم کے) چنے فقراء ہی کھائیں، غنی کو نہ چاہیے۔ غنی بچوں کو ان کے والدین منع کریں۔ (امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم ص ۲۳۷) حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تاحیات سوم کے چنے نہیں کھائے۔ آپ فرماتے ہیں: ”(چنوں سے) احتراز پسندیدہ ہے اسی پر ہمیشہ سے فقیر کا عمل ہے“ (امام احمد رضا خاں قادری: فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم ص ۱۳۷)۔

چنے لانے سے احتراز کیا جائے تاکہ ممکنہ قباحت پیدا ہی نہ ہو۔ کلمہ طیبہ یا سورۃ اخلاص گٹھلیوں پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے

حضرت مولوی محمد شریف قندھاری، الہی بخت حضرت مولوی احمد یار بخاری امرتسری، الہی بخت حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ، الہی بخت حضرت سید سید محمود آغا برادر اور، حضرت سید میر جان کابلی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

کشف و کرامات

حضرت سید سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ صاحبِ کرامت ولی کامل تھے۔ آپ کی حُب سے بڑی کرامت شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہونا ہے۔

پرندوں پر تصرف:-

اہل اللہ کی پرندوں پر بھی حکومت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا: بھائی صاحب! آپ جلدی سے ہمارے لیے کبوتر لانے کا انتظام کریں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت سید سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کبوتر لے کر حاضر ہو گئے۔ دریافت فرمایا: اتنی جلدی میں کبوتر کہاں سے لے آئے اور انہیں کیسے شکار کیا؟ جواب میں عرض کیا: حضور! میں نے اپنی آنکھ کے اشارے سے کبوتروں کا شکار کیا ہے اور انہیں خدمت میں پیش کر دیا۔

وصالِ مبارک:-

ولی کامل حضرت سید سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ کا عالم شباب میں ۱۱ ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ مطابق 1882ء کو لاہور میں حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی پُرانوار خانقاہ میں وصال ہوا۔

وصالِ مبارک کے وقت اپنے برادر اکبر حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو وصیت فرمائی کہ جہاں میری تدفین عمل میں لائی جائے وہاں ساتھ ہی آپ کا مزار بھی بننا چاہیے۔ اس سلسلے میں وصال کے وقت اپنے خدام سے وصیت فرمائی۔ وصیت کے مطابق آپ کا مزار حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کی بائیں طرف بنایا گیا۔ دونوں

بزرگوں کے درمیان حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کے لیے جگہ چھوڑی گئی۔ تاکہ بھائی کی وصیت پر پورا پورا عمل ہو سکے۔ آپ کے وصال کے بیس سال بعد حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق مذکورہ دونوں مزاروں کے درمیان آپ کا مزار اقدس بنایا گیا۔

لوح مزار پر کندہ عبارت:-

آپ کے مزار اقدس کی لوح پر درج ذیل عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

هُوَ الْبَاقِي

مزار

جناب قدوة السالکین حضرت محمود رحمہ اللہ تعالیٰ

بتاریخ وفات: ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ

سالانہ عرس مبارک:-

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 21 ذی الحجہ کو دربار عالیہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ (بیگم پورہ، باغبانپورہ) سے متصل مسجد میں انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ جس میں قرآن خوانی، نعت خوانی اور تقاریر علماء کی تقاریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عرس مبارک کے اختتام پر حاضرین کی لنگر سے تواضع کی جاتی ہے۔

حضرت سیدہ بی بی جان کابلی رحمہما اللہ علیہما (ابتدائی حالات)

آپ حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی ہمشرہ محترمہ ہیں۔ آپ کے تفصیلی

حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ تذکرہ نگاروں نے سال ولادت بھی نہیں لکھا۔ آپ ولیہ کاملہ، عابدہ۔ زاہدہ، متقیہ، قائمۃ اللیل اور صائمۃ الدھر تھیں۔ زمانہ بچپن سے لے کر وصال تک پردے کا اہتمام فرمایا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ اور برادران گرامی سے اکتساب فیض کیا۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ خاندانی اکابر کی طرح بعد از وصال بھی آپ سے کرامات و تصرفات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

روحانی رابطہ اور لاہور میں آمد:-

حضرت سیدہ بی بی جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ ”افغانستان“ کے مشہور شہر ”کابل“ کی رہنے والی تھیں۔ شادی شدہ مگر لا ولد تھیں۔ شوہر کا وصال ہو گیا۔ اپنے بھائی حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ جو لاہور میں درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر مقیم تھے، سے روحانی طور پر مخاطب ہو کر عرض کیا: بھائی صاحب! کیا مجھے آپ کے پاس لاہور آنے کی اجازت ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ ہمارے پاس آ سکتی ہیں۔ اجازت ملنے پر آپ کابل سے بذریعہ گاڑی پشاور آئیں۔ پھر وہاں سے بذریعہ ریل کار لاہور تشریف لائیں۔ جب آپ لاہور ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے والی تھیں تو حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خادم خاص جناب کامل دین صاحب سے فرمایا: ابھی ہمارے ایک مہمان لاہور پہنچنے والے ہیں۔ لہذا ہمیں انہیں لانے کے لیے ریلوے اسٹیشن جانا ہے۔ خادم فوراً تیار ہو گیا۔ آپ خادم کو لے کر اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی کھڑی ہوئی دکھائی دی۔ جس سے تمام سواریاں اتر چکی تھیں لیکن ایک باپردہ خاتون گاڑی میں موجود تھیں۔ وہ حضرت بی بی جان صاحبہ رحمہما اللہ تعالیٰ تھیں۔ آپ انہیں لے کر درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ میں تشریف لے آئے۔ خانقاہ پر پہنچنے پر آپ نے ہمشرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: محترمہ ہمشرہ صاحبہ! یہ مکان آپ کی رہائش گاہ ہے، آپ اس سے باہر نہیں جاسکتیں۔ آپ کو ولایت سوچنی گئی ہے۔ آپ خواتین کی تربیت کریں اور انہیں فیض رسانی کریں۔ غیر مرد کا

داخلہ یہاں ممنوع ہے۔ آپ کا وصال بھی یہیں ہو گیا اور آپ کی آخری آرام گاہ بھی یہی مقام ہے۔ مرشد گرامی کے حکم کے مطابق خادم کامل دین صاحب نظریں جھکائے ہوئے حضرت بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر استعمال کی اشیاء دریافت کرتے اور مطلوبہ اشیاء لاکر پردے میں ہی پیش کر دیتے تھے۔ کوئی مرد آپ کے مزار اقدس پر حاضر نہیں ہو سکتا۔

البتہ حضرت علامہ حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ اجازت لے کر جاسکتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے انہیں اپنا متبہی (منہ بولا بیٹا) بنا رکھا ہے۔ حضرت حاجی صاحب موصوف اجازت لے کر دوسرے مرد کو بھی فاتحہ خوانی کے لیے آپ کے مزار پر ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ مزار اقدس پر لائٹ کا انتظام ہونے کے باوجود آپ کے تصرف سے بچی نہیں جلتی۔

روحانی تصرف:-

حضرت علامہ حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ حضرت سید آغا جان نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سید سید محمود آغا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برادر اکبر حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حضرت مادھو لال حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس مبارک پر حاضری کی اجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی۔ وہ عرس مبارک کی تقریب میں شامل ہوئے اور دربار عالیہ پر فاتحہ خوانی کی۔

دوران حاضری انہیں ایک بزرگ ملے جنہوں نے ان کی تمام جبین نوٹوں سے بھر دیں۔ گھر واپسی پر انہوں نے یہ واقعہ حضرت بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا:

نوٹوں سے آپ کی جبین بھرنے والے بزرگ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ اس واقعہ سے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی شفقت حضرت بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کی کمال ولایت اور تصرف کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

چور پر تصرف:-

ایک دفعہ ایک چور حضرت سیدہ صدیقہ جان رحمہا اللہ تعالیٰ کے گھر میں گھس آیا۔ آپ نے چور کو دیکھتے ہی اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ چور سے فرمایا:

میں سید زادی ہوں تم جو چیز بھی لے جانا چاہو لے جاسکتے ہو۔ ایک صندوق میں بی بی صاحبہ کی مختلف قیمتی اشیاء تھیں۔ چور نے صندوق اٹھالیا اور بڑے اطمینان کے ساتھ چل پڑا۔ متولی درگاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ جناب میاں عبدالرشید صاحب نے چور کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ انہوں نے چور کو صندوق کی گولی ماری جو اس کی ٹانگ پر لگی۔ چور سامان پھینک کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی ٹانگ سے بہنے والے خون کے قطرے اس کے راستے کی نشاندہی کرتے رہے۔ اس کا پیچھا کرنے سے وہ پکڑا گیا۔

وصال مبارک:-

حضرت سیدہ بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ نے 1914ء میں وصال فرمایا۔ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خانقاہ عالیہ سے متصل ایک بڑی حویلی کے مکان کے اندر خانہ کے ایک کمرے میں آپ کا مزار اقدس ہے۔ وہاں کسی مرد کا جانا کجا عورت بھی فاتحہ و زیارت مزار اقدس کے لیے نہیں جاسکتی۔

حضرت سیدہ بی بی جان رحمہا اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر چھت نہیں تھی۔ جامع شریعت و طریقت حضرت علامہ حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے اظہار عقیدت کرتے ہوئے آپ کے مزار پر چھت ڈلوائی ہے۔

علاوہ ازیں مزار اقدس کے کمرے میں خوبصورت قالین بچھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کی خدمت کو قبول فرمائے اور مزید ذوق عطا فرمائے۔ آمین!

سالانہ عرس مبارک:-

حضرت حاجی محمد جمیل نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ (دو گنج ٹاؤن، لاہور) کے زیر اہتمام ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق 13 جون 2010ء سے آپ کے سالانہ عرس مبارک کا آغاز ہو چکا۔ جو آئندہ ہر سال باقاعدگی سے 20 جمادی الثانی کو خانقاہ حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ میں بعد از نماز ظہر منعقد ہوا کرے گا۔ شرکاء و زائرین کیلئے وسیع پیمانے پر لنگر کا انتظام ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت سید میر آغا شاہ بخاری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

(یکے از فرزندان حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ)

دل حب الہی و عشق مصطفیٰ ﷺ سے معمور، ہمہ وقت درود شریف سے رطب اللسان، اصلاح خلق خدا مقصد حیات، چہرہ ابھرا ہوا، سینہ کشادہ، رنگ گندی، ڈاڑھی گھنی، قدمیانہ لباس مطابق سنت۔ رفتار و گفتار میں عجز و انکساری کا عنصر غالب اور اپنے اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر۔ یہ تھے حضرت سید میر آغا شاہ بخاری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خاندانی پس منظر:-

آپ سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ علاوہ ازیں یکے از فرزندان حضرت ایشاں رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے۔ آباء و اجداد ”کابل“ (افغانستان) کے باسی تھے۔ والد گرامی ”کابل“ کے قاضی تھے۔ پیر و مرشد کے حکم سے عہد قضاء سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ بارہ سال تک حرمین شریفین میں قیام پذیر رہے اور متعدد حج کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

ابتدائی حالات:-

آپ عالم ربانی اور ولی کامل تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شرف بیعت اور اعزاز

خلافت حاصل کیا۔ جامع شریعت و طریقت ہونے کے باوجود کسی کو مرید نہیں کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں دنیا میں پردیسی ہوں جبکہ مرید کا بوجھ پیر پر ہوتا ہے۔ ذریعہ معاش تجارت تھا۔ کوئٹہ میں خشک میوہ جات کی تجارت کرتے تھے۔ عرصہ دراز تک کوئٹہ میں مقیم رہے۔ زلزلہ کے باعث کوئٹہ تباہ ہو گیا تو آپ کے تمام افراد خانہ جام شہادت نوش کر گئے۔ البتہ آپ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ 1932ء میں کوئٹہ سے لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں مختصر قیام کے بعد منڈی فیض آباد (دھوکا منڈی) ضلع شیخوپورہ میں نقل مکانی کر گئے۔ آپ فیصل آباد، خانیوال اور منڈی وارثن میں بھی رہے لیکن زیادہ عرصہ منڈی فیض آباد میں رہائش پذیر رہے۔ آپ نے دو شادیاں کی تھیں۔

فیاضی و سخاوت:-

حضرت شاہ صاحب نجی، فیاض اور دریا دل تھے۔ کسی سائل کو محروم نہیں کرتے تھے۔ آپ کی سخاوت کرامت سے کم نہیں تھی۔ سخاوت دیکھ کر لوگ اظہار عقیدت کرتے کہ آپ کے پاس اتنی دولت کہاں سے آتی ہے؟

اولیاء کرام سے عقیدت:-

آپ کو اولیاء کرام سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس عقیدت کی بنا پر بے شمار اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی اور اکتساب فیض کیا۔ جن اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی، ان میں سے چند ایک اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خولجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید محمود آغا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید بھٹے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیر ربانی

کشف و کرامات

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حاجی محمد حنیف صاحب کا بیان ہے کہ حاجی نواز صاحب کے پاس ایک بھینس تھی جو پانچ کلو دودھ دیتی تھی، اس کا دودھ کم ہو کر دو کلو باقی رہ گیا تھا۔ وہ روزانہ ایک بڑا گلاس دودھ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دن دودھ کی کمی کے بارے میں آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: آپ بھینس کے کان میں کہیں کہ ہم تو تیری خدمت پوری کرتے ہیں۔ جبکہ تو دودھ کم دیتی ہے۔ تیرا کیا خیال ہے؟ اس ارشاد پر عمل کیا گیا آئندہ روز بھینس نے دو کلو کی بجائے پانچ کلو دودھ دینا شروع کر دیا۔

دو ماہ بعد بھینس کا دودھ پھر کم ہو گیا۔ دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے سورہ رحمان پڑھ کر بھینس کو پھونک مارنے کا حکم دیا۔ تعمیل ارشاد کی گئی بھینس نے دوبارہ پانچ کلو دودھ دینا شروع کر دیا۔

حاجی محمد حنیف صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حاجی محمد نواز صاحب کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے سامان اٹھا کر دوسری جگہ رہائش اختیار کر لی۔ ایک دن آپ نے فرمایا: ہم نے یہاں سے بھی چلے جانا ہے۔ ہم آپ کی بات نہ سمجھ پائے۔ آپ سے دریافت کیا: حضور! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آپ جہاں جائیں گے ہم وہاں آجائیں گے۔ جواب میں فرمایا: تم لوگ میرے پاس نہیں آ سکتے تمہارے لیے ابھی بہت وقت ہے۔ اگلے روز آپ کا وصال ہو گیا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور ولی کامل حضرت سید میر آغا شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھتیجے) کی خدمت (منڈی فیض آباد، ضلع

شیخوپورہ) میں عرصہ دراز تک حضرت حاجی محمد جمیل نقشبندی صاحب مدظلہ العالی حاضر ہوتے رہے۔

1977ء میں ان کی طرف سے آپ کو ”دلائل الخیرات شریف“ پڑھنے اور دیگر وظائف کی اجازت عنایت ہوئی۔ حضرت صوفی محمد صدیق نقشبندی مروروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حاجی صاحب کو مختلف وظائف اور تعویذات و دم کرنے کی اجازت ہے۔

وصال مبارک:-

آپ نے 31 اکتوبر 1979ء میں وصال فرمایا۔ حسب وصیت حضرت حاجی طفیل صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ منڈی فیض آباد میں مدفون ہوئے۔ مزار اقدس مرجع خلافت ہے۔

بعد از وصال مشائخ سے اکتساب فیوض و برکات کے مختلف طریقے ہیں، مثلاً

☆ درگاہ میں حاضری و فاتحہ خوانی کے ذریعے۔

☆ جب بھی چاہیں حسب طبیعت و طاقت ایصال ثواب کر کے۔

☆ سالانہ عرس مبارک کی شکل میں ایصال ثواب کر کے۔

☆ ختم خواجگان کے ذریعے۔

☆ ختم خواجگان جو ہمارے طریقے پر پڑھا جاتا ہے، سات بزرگوں کی طرف منسوب ہے:

(اول) حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمہ اللہ تعالیٰ (دوم) حضرت عارف ریوگری رحمہ اللہ

تعالیٰ (سوم) حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی رحمہ اللہ تعالیٰ (چہارم) حضرت خواجہ علی رامتی رحمہ اللہ

تعالیٰ (پنجم) حضرت خواجہ بابا ساسی رحمہ اللہ تعالیٰ (ششم) حضرت سید میر کمال رحمہ اللہ تعالیٰ،

(ہفتم) حضرت خواجگان شیخ طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مگر چونکہ تعداد

اسماء میں کسی قدر اختلاف ہے۔ اس لیے اس طرح بخش دینا چاہیے کہ الہی اس ختم کا ثواب ان

خواجگان کے لیے ہے۔

حضرت مہر دین چشتی صابری رحمہ اللہ تعالیٰ بن نبی بخش المعروف تھو سنیا را بہت بڑے ولی اکمل تھے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بابا فضل شاہ کلیامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہیں۔ آپ بابا فضل شاہ کلیامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اکبر ہیں۔ بابا فضل شاہ کلیامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نماز جنازہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے پڑھائی تھی۔ آپ کے فرزند اکبر محمد اسلام رحمہ اللہ تعالیٰ درود ابراہیمی کثرت سے پڑھتے تھے۔ ۲۷ رمضان المبارک کو درود پاک پڑھتے ہوئے وصل فرمایا۔ آپ کا مزار پر انوار حضرت سید پیر بہار شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ والے قبرستان کے قریب بہار شاہ روڈ پر واقع ہے۔ حضرت مہر دین رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے حضرت درویش افتخار راجا ۱۱ دسمبر ۱۹۸۳ء کو انتالیس برس کی عمر میں وصال فرما گئے۔ آپ کا مزار پر انوار ضرار شہید روڈ پر قبرستان غوثیہ میں واقع ہے۔

کلام درویش افتخار راجہ رحمۃ اللہ علیہ

قدم قدم ہو گئی ہے ساقی وہ لغزش انقلاب پیدا
جہاں چھلک جائے جام اپنا ہزار ہوں آفتاب پیدا
بہار قدموں پہ سر جھکائے حسین غنچے سلام بھیجیں
تجلیاں آپ در پہ آئیں نگاہ میں کر کے تاب پیدا
جو قرب و دوری کے درمیاں ہے وہ اک تعلق بڑا حسین ہے
ورائے حد وصال ہوتا ہے عالم صد حجاب پیدا
ہزار ہا منزلوں میں بڑھ کر ہمارے نقش قدم کو چوما
جدھر جدھر سے گزر گئے ہم ہوا نہ اپنا جواب پیدا
کبھی کبھی شام غم نے بخشی ہے زندگی کو عجیب مستی
کبھی کبھی آنسوؤں نے چھپ کر کیا ہے کیف شراب پیدا

(ماخوذ از سوچ رت، 1984ء، مصباح الحقیقت)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جان جانان عارفان حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ
میاں عبد اللہ ولد میاں ہاشم کو جناب سرکار حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ
کے دست حق پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت اور
امور لنگر خانہ کی خدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً 75 سال کی عمر میں مرشد کامل کی طرف سے
شادی کا حکم ہوا۔ تکمیل حکم کی خاطر اپنی منہ بولی بہن سے انتظام کی درخواست کی اس سے جواب
ملا کہ بھائی قبر تلاشنے کی عمر میں دلہن تلاش کرتے ہو۔ خاموش ہو رہے۔ مرشد کے پوچھنے پر
درخواست گزار ہوئے کہ حضرت لوگ شادی کے معاملہ میں میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ سن کر
حضرت نے فرمایا میاں اٹھو اور ابھی جاؤ کسی امیر وزیر چاہے کسی بادشاہ کی بیٹی ہو، کنواری ہو یا بیوہ
ہو پسند کر لو، میں آٹھ دن کے اندر تمہاری شادی کروں گا۔ بحکم مرشد میاں عبد اللہ اپنی ہمشیرہ کے
بہراہ ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں برج اناری اپنے تعلق داروں کے ہاں طالب رشتہ ہوئے۔
جب انہوں نے سنا کہ یہ ہماری جوان بچی کے لیے ایک بوڑھے کا رشتہ لے کر آئے ہیں تو بھڑک
اٹھے انہیں آگ بگولہ دیکھ کر بڑی مشکل سے جان چھڑائی اور واپس آ کر سارا قصہ حضرت کی
خدمت میں بیان کیا۔ حضرت سن کر مسکرائے اور فرمایا میاں جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے،
لہذا لڑکی کے باپ کو خواب میں کسی بزرگ نے اپنی لڑکی کا نکاح میاں عبد اللہ سے کرنے کا حکم
صادر فرمایا۔ بیدار ہونے پر اس نے اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کیا اور اپنی بچی کے ہمراہ حاضر خدمت
ہوا اور حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بچی کے نکاح کی درخواست کی۔ حضرت نے
خود نکاح پڑھایا۔

(1) بعد نکاح بچی کو تھپکی دی تو بچی بیہوش ہو گئی، تمام احباب پریشان ہو گئے، سب کو
پریشان دیکھ کر حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ ٹھیک ہے۔ یہ تھپکی اس کے لیے ایمان کی سلامتی

ہے میاں بوڑھا ہے اور یہ جوان کوئی غیر محرم نظر اسے دیکھ نہ پائے گی۔ ایسا ہی ہوا جب بی بی میاں کو گھر سے کھانا دینے آتی تو کوئی بھی دیکھ نہ پاتا، اور میاں سے پوچھتے کہ میاں کھانا کون دینے آیا تھا میاں عبداللہ کے بتانے پر سب حیران رہ جاتے۔

(2) ایک دفعہ کسی نے میاں عبداللہ کے گھر کو عداوت کی بنا پر آگ لگا دی تو میاں دوڑتے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت کنویں سے پانی نکال نکال کر اپنے پاؤں پر ڈال رہے ہیں میاں کو دیکھ کر فرمانے لگے میاں پریشان مت ہو آگ تو بجھ چکی ہے جب واپس لوٹ کر دیکھا تو آگ واقعی بجھ چکی تھی۔

میاں عبداللہ کی اولاد میں تین بیٹے ۱۔ امام دین ۲۔ حسن دین ۳۔ چراغ دین اور ایک بیٹی ۴۔ حسن بی بی تھیں، جو حضرت سید میر جان کا بی بی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعائے خاص سے ہوئیں۔

(3) حضرت سائیں چراغ دین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ:-

جو کہ سب سے چھوٹے تھے حضرت نے قبل از وقت ان کی پیدائش کی نوید سنائی اور چراغ دین نام تجویز کیا۔

(4) حضرت سید میر جان کا بی بی رحمہ اللہ تعالیٰ:-

اکثر میاں عبداللہ کے گھر تشریف لے جاتے آرام فرماتے اور اس گھر کو اپنا گھر بیان فرماتے۔ ایک دن تشریف لائے اور چھت پر چڑھ کر چار دیواری کے اوپر بمشکل دو تین اینٹوں کی بلند اور کچی تھی چلنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر میاں صاحب نے گزارش کی کہ حضرت دیواریں کچی ہیں۔ آپ برائے کرم نیچے تشریف لے آئیں تو حضرت نے فرمایا میاں جو ہم دیکھتے ہیں تم نہیں دیکھتے۔ اللہ تمہیں فرزند عطا فرمائے گا اس کا نام چراغ دین رکھنا وہ یہاں سے گرے گا مگر اسے چوٹ نہ آئے گی۔ ایسا ہی ہوا چند سال گزرنے کے بعد میاں عبداللہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے

فرزند عطا فرمایا جو حکم مرشدان کا نام چراغ دین رکھا گیا پھر وہ وہاں سے گرے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت سید میر جان کا بی بی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعائے خیر کی بدولت انہیں ہرگز چوٹ نہ لگی۔ جو بعد میں سائیں چراغ دین، سائیں چراغ شاہ کے نام سے جانے جاتے رہے۔ سائیں چراغ دین کو حضرت سید میر جان کا بی بی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے بے حد محبت و عقیدت تھی اکثر آپ کے مزار پر انوار پر درود و سلام کی غرض سے حاضر ہوتے۔

(5) ایک دن میاں عبداللہ درگاہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ سے گھر واپس جانے لگے تو حضرت سید میر جان کا بی بی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میاں کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا میاں گھر جا رہے ہو تو میرے بچوں کے لئے کچھ لیتے جاؤ وہاں ایک درخت کے پاس بڑی بڑی ٹانگوں والی بہت سی چیونٹیاں موجود تھیں۔ ایک بڑے سے رومال میں ڈال دیں اور گھر جانے کا حکم صادر فرمایا۔ وہاں سے رخصت ہو کر میاں عبداللہ نے سوچا کہ حضرت نے چیونٹیاں تمہاری اور کہا کہ بچوں کیلئے لے جاؤ اسی کشمکش میں دیکھنا چاہا کہ کیا حکمت ہے دیکھا تو ساری کی ساری چیونٹیاں مٹھائی بن چکی تھیں۔ تو میاں عبداللہ نے حضرت سید میر جان کا بی بی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس کرامت کو تمام احباب سے بڑے جوش و خروش سے بیان فرمایا اور حضرت کی محبت و عنایت پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔

☆☆☆☆☆

حضرت سید سید محمود برادر حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن حضرت سید سید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میاں عبد اللہ! ہمارے پاس بھی بیٹھا کرو۔ عرض کی سرکار! ہم اس لائق کہاں؟ کہ آپ کے پاس بیٹھیں۔ آپ فیض کا سمندر سنبھالے بیٹھے ہیں اور ہم اب تک پیاسے ہیں، ان کو فرمایا یہ بات ہے تو آؤ ہمارے سینے سے لگو، سینے سے لگنا تھا کہ باطن روشن ہو گیا اور درمیان کعبہ تمام حجاب اٹھ گئے جس نے جدھر دیکھا کعبہ ہی نظر آیا۔ تو رفع حاجت میں پریشانی ہوئی جس طرف دیکھتے سامنے کعبہ ہوتا، کھانا پینا چھوڑ دیا حاجت روک دی اور ایک چلتے کنویں میں اتر گئے۔ تو حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کنویں پر پہنچ کر آواز دی تو مرشد کامل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔ دیکھ کر حضرت میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میاں تھوڑی جگہ میں بہت زیادہ سامان رکھ دیا گیا ہے، یہ تو ہونا ہی تھا۔ سینے سے لگایا تو کسی حد تک سکون قلبی عطا فرمائی اور رفع حاجت سے فارغ ہو کر حاضر خدمت کا حکم صادر فرمایا۔ اور فرمایا میاں یہ جو کچھ بھی میں نے تم سے لیا ہے یہ میرے پاس تمہاری امانت ہے اگر میں تم سے پہلے دنیا سے چلا گیا تو تم میری قبر پہ ہاتھ رکھ دینا میں تمہیں عطا کر دوں گا۔ اگر تم مجھ سے پہلے چلے گئے تو میں تمہاری قبر پہ آکر تم کو عطا کر دوں گا۔

میاں عبد اللہ اپنے آخری وقت تک اپنے مرشد کامل کے طریق پر چلتے رہے۔ ایک دن کسی کام کی غرض سے امرتسر گئے وہاں عشاء کی اذان ہو گئی بڑا بیٹا امام دین بھی ساتھ تھا اذان سن کر کہنے لگے امام دین! ہم نے تو نماز حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مسجد میں پڑھنی تھی۔

کہا کہ امام دین آنکھ بند کر لو اور ہمارے ہاتھ پہ ہاتھ رکھو ابھی چند قدم ہی چلے تھے۔ کہا کہ امام دین! آنکھ کھول لو ہم پہنچ چکے ہیں۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مریدین کی شان یہ ہے کہ اذان امرتسر سن کر نماز باجماعت مسجد حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ میں ادا کی۔

تو جناب حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی شان کیا ہوگی؟

وفات:-

میاں عبد اللہ بحکم مرشد عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ ایک دن نماز فجر کے بعد اپنے اہل و عیال اور تمام احباب سے کہنے لگے کہ بھائی آج سب ہم سے مل لو آج ہم دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔ لہذا ایسا ہی ہوا کہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے سائیں چراغ دین قادری کو اپنے علم و فیض کا وارث ٹھہرا کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی قبر مبارک دربار حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کے قدموں کی طرف ہے۔

میاں عبد اللہ حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے واحد مرید تھے جو سید سید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ صاحب سے بھی فیض یاب تھے۔

☆☆☆☆☆

(کرامات بابا کابلی رحمہ اللہ علیہ) ڈیرہ سیداں واسید سیف علی شاہ

(سید سعید احمد شاہ بخاری سید وحید احمد شاہ بخاری اولاد ولی شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ)

﴿1﴾ حاجی امام دین کوٹ خواجہ سعید کے رہنے والے تھے اُن کے والد مٹی کے برتن بناتے تھے۔ اُن کی زینہ اولاد نہیں تھی۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے حاجی امام دین پیدا ہوئے۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کو حکم دیا کہ بچے کا نام امام دین رکھو۔ امام دین کے والد نے اپنے بیٹے کو حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی گود میں ڈال دیا۔ اُسی وقت اُس بچے کو بھی بندری درخت کی سب سے اونچی چوٹی پر لے گئی۔ بندر کا نام موتی تھا۔ لچھی کو حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فارسی زبان میں حکم دیا کہ اس کو نیچے لے آؤ۔ لچھی بندری بچے کو نیچے لے آئی۔ بچہ رویا بھی نہیں، بچے کے والد کا ایمان کامل تھا کہ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے میرے بچے کو کچھ نہیں ہسکتا۔ لیکن بچے کی والدہ کا ایمان کمزور تھا۔

حضرت میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جتنا اونچا یہ لچھی بندری بچے کو لے کر گئی ہے اسی طرح اس کی عمر بھی بہت لمبی ہوگی۔ اور واقعی ان کی طبعی عمر سو سال کی ہوئی۔

﴿2﴾ ایک بابا محمد، ذات کا جولا ہا تھا۔ وہ بہت غریب تھا۔ ایک حجرے میں اس نے کھڑی لگائی ہوئی تھی۔ وہ ریشمی کپڑے والی لنگی بنا تا تھا۔ ایک بندر اور بندری نے وہ تانی توڑ دی تھی۔ بابا محمد صاحب پریشان ہو گئے کہ میں نے تو اُجرت بھی لینی تھی۔ اب کیا ہوگا مال بھی کسی کا ہے۔ سائیں کامل دین جو حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خاص خادم تھا۔ اس نے حضرت صاحب کو بتایا کہ بابا محمد بہت پریشان ہے اس کی کھڑی کی تانی ایک بندر بندری نے توڑ دی ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندر اور بندری کو ایک گھنٹہ کیلئے کمرے میں بند کر دیں۔ جب وہ تانی جوڑ دیں تو ان کو باہر نکال دینا۔ جب ایک گھنٹے کے بعد دروازہ کھولا گیا تو کچھ

دھاگے ٹوٹے رہ گئے تھے باقی سب ٹھیک ہو گئے تھے۔ حضرت سید میر جان کابلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندر بندری کو دوبارہ آدھے گھنٹے کے لیے کمرے میں بند کر دو، جب تانی ٹھیک ہو جائے تو انہیں باہر نکال دینا۔ آدھے گھنٹے کے بعد جب دروازہ کھولا گیا تو کھڑی بالکل ٹھیک تھی۔ نہ کوئی گانٹھ لگائی گئی تھی، نہ کوئی مروڑی دی گئی تھی۔

﴿3﴾ سید ولی شاہ محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی زمینوں کے کام کے سلسلے میں شریق پور شریف گئے ان کے ساتھ ان کے بیٹے سید یوسف علی شاہ بھی تھے۔ آپ کا کام جلدی ختم ہو گیا تھا۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے سید یوسف علی شاہ سے کہا ابھی ٹائم ہے بھگی کارخ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ کی طرف موڑ لو۔ حضرت میاں شیر ربانی شریق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کشف القلوب اور کشف القبور بھی تھے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مریدوں کا لشکر لے کر چل پڑے۔ حضرت میاں شیر ربانی شریق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مریدوں سے فرمایا آؤ آپ ولی کامل جو سید ہیں ان کی زیارت کر کے آتے ہیں۔ جب شاہ ولی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملے اور کہا کہ ہم آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ حضرت میاں شیر ربانی شریق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شاہ جی آپ زیارت کرنے نہیں، کروانے آئے ہیں۔ وہاں ایک آدمی آیا ہوا تھا جو قوم کا مٹم تھا وہاں مونجری لینے آیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں میاں شیر ربانی شریق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کیلئے آیا ہوں میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کچھ لوگ اپنے کام کے لیے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کیلئے آیا ہوا ہوں۔

روایت سید سعید احمد شاہ بخاری

﴿4﴾ سید باشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے گھر میں نماز پڑھائی تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے سید ولی شاہ محمد اور مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کو حکم دیا کہ دونوں دو دو نمازیوں کی جگہ پر کھڑے ہوں۔ اُن کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کھلے کھلے جگہ میں دو نمازی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے

ہیں اتنی جگہ میں وہ کھڑے ہو جائیں۔ نماز پڑھتے ہوئے مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کم علم رکھتے ہیں۔ اس لیے ہمیں کھلا کھلا ہو کر کھڑا ہونے کا حکم دیا ہے۔ اچانک مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کو مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت یاد آگئی کہ اگر مرشد شراب سے بھیگے ہوئے مصلے پر بھی کھڑا ہونے کا حکم دے تو بغیر کسی پٹوں چراں کے کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اس میں بھی کوئی حکمت و راز ہوتا ہے۔ جب سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے سلام پھیرا اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد بخش سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ آپ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کم علم رکھتے ہیں اس لئے دو نمازیوں کی جگہ پر کھڑا ہونے کا کہہ رہے ہیں۔

اُس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت یاد آگئی کہ اگر مرشد شراب سے بھیگے ہوئے مصلے پر بٹرا کھڑا ہونے کا حکم دے تو بغیر کسی پٹوں چراں کے کھڑا ہو جانا چاہیے۔ جب یہ حکایت آپ کو یاد آئی تو آپ کے دل کو تسلی ہوئی اور آپ خاموش ہو گئے۔

سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کو کھلا کھلا کر کے کھڑا ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ آپ کے گھر ایک شہید بھی ہے اس نے بھی نماز پڑھنی تھی اور شہید کبھی مرتا نہیں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کی حضور میں حج کرنے جانا چاہتا ہوں۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چلے جاؤ لوگ بھی جا رہے ہیں۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی حضور میں نے وہاں جا کر ٹکریں نہیں ماریں، میں نے حضور ﷺ کی زیارت کرنی ہے۔ سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر آپ اگلے سال چلے جانا۔ جب اگلا سال آیا تو سید ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولوی محمد بخش کو فرمایا مسجد نبوی میں چلے جانا اور وہاں تھمب گن کر بیٹھ جانا اور اپنے چہرے کا رخ منبر رسول ﷺ کی طرف کر لینا۔ با وضو ہو کر بیٹھنا اور وضو ٹوٹنے نہ دینا اور درودِ خضر کی کا ورد کرتے رہنا۔ دربان، مسجد نبوی ﷺ کو دس بجے رات کو بند

کر دیتے ہیں۔ تم کسی دربان کو پانچ ریال دے دینا۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے دربان کو پانچ ریال دے دیئے وہ دربان ولی کامل تھا اس نے مولوی محمد بخش کو تھمب گن کروا دیا جہاں مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کامل نے بیٹھنے کو کہا تھا اور اس ولی کامل نے بھی مولوی محمد بخش کو درودِ خضر پڑھنے کو کہا۔ ولی کامل نے کہا میں تمہیں ساری رات قبوہ پلاتا رہوں گا تم نے سونا نہیں رات کے وقت بارہ سے ایک بجے کے درمیان تمہیں حضور ﷺ بمعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوگی۔ مسجد نبوی ﷺ پوری نور سے روشن اور خوشبوؤں سے معطر ہو جائے گی۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ پریشان ہو گئے کہ جو باتیں میرے مرشد کامل نے مجھے بتائی تھیں وہی باتیں یہ مجھے دربان بتا رہا ہے۔

مولوی محمد بخش کو بارہ سے ایک بجے کے درمیان زیارت ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کامل جہان فانی سے ظاہری پردہ کر گئے۔ مولوی محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ پھر دوبارہ اگلے سال حج کرنے گئے اور وہی طریقہ اپنایا جو اُن کے مرشد کامل نے بتایا تھا لیکن آپ کو زیارت نہ ہوئی۔ پہلے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو زیارت اس لئے ہوئی کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرشد کامل ظاہری طور پر حیات تھے۔ مولوی محمد بخش کو ایک بزرگ نے پنجابی میں فرمایا: پہلی وی کیتی گواہی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝ أَمَّا بَعْدُ احقر العباد شی اللہ بخش گور نمٹ
پنشنر مرید حضرت سید السادات حضرت شاہ صاحب سید میر جان شاہ صاحب آغا نقشبندی،
قادری، چشتی، سہروردی، مداری، کبروی، قلندری مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ برادران
طریقت کے فائدہ کے لئے تحریر کرتا ہے کہ وہ ختم جو حضرت شاہ صاحب مرحوم عموماً ہر صبح و شام
سالانہ عرسوں کے موقع پر اور خاص ضرورتوں کے وقت اپنے مریدوں اور معتقدوں کے ساتھ
پڑھا کرتے تھے۔ حسب ذیل ہیں۔ بمعہ پڑھنے کے طریقہ کے۔

صبح کا ختم شریف

چاہیے کہ امام ختم یعنی ختم پڑھانے والا اور دوسرے ختم پڑھنے والوں کیساتھ ایک حلقہ
مکمل یا اگر ضرورت ہو تو حلقہ غیر مکمل کی شکل میں ایک پاکیزہ چادر کے حاشیہ کے نیچے دونوں زانو
رکھ کر دو زانو بیٹھ کر ختم شریف اس طرح شروع کرے کہ پہلے سب دونوں ہاتھ بطور دعا اٹھائیں
اور امام ختم یہ دعا مانگے۔ اور دعا مانگنے سے پہلے ختم دانے تھیلی سے چادر ختم پر ڈال لئے جائیں۔

دعائے افتتاحیہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝ اَللّٰہی عَلُوْ تَرْتِی در جات مراتب پیر پیراں میر
میراں والی طریقت قطب ربانی محبوب سبحانی قدیل نورانی شہباز لامکانی بانی مسلمانی حضرت
میراں جی الدین سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَللّٰہی عَلُوْ تَرْتِی در جات
مراتب پیر پیراں میر میراں والی طریقت دستگیر در ماندگان خواجہ خواجگان خواجہ جہان آفتاب

جہان تاب مشکل کشائے ہر بند خواجہ محمد بہاؤ الحق وَالْمِلَّتِ وَالِدِیْنِ
حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ الدین
شیخ معروف کرخی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ نجم الدین طامۃ الکبریٰ خواجہ معین
الدین چشتی پیر سید علی ہمدانی حضرت ایشاں خواجہ خاوند محمود مغفور مرحوم۔ حضرت خواجہ
باقی باللہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم صاحب شیخ
الدین شیخ سیف الدین صاحب سید السادات سید نور محمد صاحب بدوانی شمس الدین حبیب اللہ
حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید شاہ غلام علی شاہ صاحب۔ شاہ ابوسعید صاحب شاہ احمد سعید
مولانا مولوی محمد شریف صاحب، مولانا مولوی احمد یار صاحب بخاری سید السادات سیدنا
و مرشدنا و ہادینا حضرت شاہ صاحب حضرت سید میر جان صاحب
سید السادات سیدنا حضرت سید محمود صاحب آغا سید السادات سیدنا حضرت سید میر فضل اللہ
صاحب آغا رضی اللہ تعالیٰ اجمعین۔ بروح شاں۔

(۱) فاتحہ

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَیُّکَ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ اَیُّکَ
نَعْبُدُ وَاَیُّکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
عَلِیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ آمِیْن ۝

بعد فاتحہ شریف کے امام ختم اور ادا قدر یہ پڑھے اور دوسرے بھی جن کو اور ادا قدر یہ
یاد ہو امام ختم کیساتھ ساتھ پڑھیں۔ مگر یہ احتیاط رکھیں کہ کوئی جملہ اور ادا شریف کا امام ختم سے پہلے

نہ پڑھیں بلکہ تمام اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔ اور اوشریف یہ ہے۔ نیز اور اداقداریہ پڑھتے پڑھتے ختم دانوں میں سے گیارہ بڑے دانے علیحدہ کئے جائیں۔ اور باقی سودا نے پانچ پانچ کر کے گن لئے جائیں۔

(۲) اُور اداقداریہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ ۝ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ وَأَسْأَلُهُ التَّوْبَةَ ۝ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ۝ مِنْكَ السَّلَامُ ۝ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ ۝ حِينَارَبْنَا بِالسَّلَامِ ۝ وَأَذْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ ۝ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَتَكْرَمْتَ وَتَعَظَّمْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدُ ابْنِوَافِي نِعْمِكَ وَبُكَافِي مَزِيدِ كَرَمِكَ أَحْمَدُكَ بِجَمِيعِ مَخَامِدِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَغْلَمْ وَعَلَى جَمِيعِ نِعَمِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَغْلَمْ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ يَأْمُحُو الْأَحْوَالَ حَوْلَ حَالِنَا بِأَحْسَنِ الْحَالَ ۝ بِحَقِّ أَفْضَلِ الْمَقَالِ ۝ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ آمِينَ ۝ وَاللَّهُمَّ إِلَهَ وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۝ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۝ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۝

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَمْ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقُسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَنَحْنُ نَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللَّهُ بِهِ وَنَسْتُوذِعُ اللَّهَ هَذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ لَنَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى وَدِيعةٌ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۝ سَقِلَ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُوتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعِ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۝ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَتُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ ۝ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ اللَّهُمَّ أَرْسَلْنَاكَ الْكَرِيمَ بِلا حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ كَبِيرٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَخَبِيرِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ الْأَمِيِّ وَالْإِلَهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ أَجْمَعِينَ ۝ عَنِ التَّابِعِينَ ۝ تَبَعَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝ وَعَنْ سَيِّدِنَا وَسَيِّدِنَا شَيْخِ مُخِي الدِّينِ أَبِي مُحَمَّدٍ سَيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي مَكِينِ آمِينَ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ۝ اللَّهُمَّ إِنَّا خَيْرُ الدُّنْيَا وَخَيْرُ الْآخِرَةِ ۝ وَأَصْرَفَ عَنَّا شَرَّ الدُّنْيَا وَشَرَّ يَوْمِ الْآخِرَةِ ۝ يَا إِلَهَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور ادا کردیہ شریفہ کے بعد جب امام ختم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے تو باقی ختم خواں چپ کر کے کہیں کہ امام ختم کیا شروع کرتا ہے۔ جو درود شریف یا آیت کریمہ یا مناجات امام ختم شروع کرے۔ اس کو باقی تمام خوان ایک دفعہ چپ چاپ رہ کر سن لیں۔ جب امام ختم اُس درود شریف یا آیت کریمہ یا مناجات کو دوسری دفعہ پڑھے۔ تو باقی ختم خوان اُس کے ساتھ پڑھتے جائیں۔ دو تین دفعہ اونچی پڑھنے کے بعد امام ختم بھی منہ میں پڑھے۔ اور باقی تمام ختم خوان ہمیشہ منہ میں پڑھیں تاکہ ساتھ والوں کو مغالطہ نہ لگے۔

(۳) ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ختم پڑھے (۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار تمام پڑھیں۔ (ب) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ (یعنی درود شریف) ﴿۱۱۱ بار﴾۔

امام ختم پڑھے۔ (ت) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار تمام پڑھیں۔ (ث) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾۔

امام پڑھے (ج) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار تمام پڑھیں۔ (ح) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾۔

امام پڑھے (خ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار تمام پڑھیں۔ (د) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾۔

امام پڑھے (ذ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار تمام پڑھیں۔ (ر) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۰۰ بار﴾۔

امام پڑھے (ز) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار تمام پڑھیں۔ (س) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۱۱ بار﴾۔

امام پڑھے (ش) غُفْرَانُكَ رَبَّنَا وَآلِیْكَ الْمَصِيْرُ ○ ایک بار امام پڑھیں (ص) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار تمام پڑھیں (ض) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ (یعنی درود شریف) ﴿۱۱۱ بار﴾۔

ختم شریف شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(ت) ختم شریف۔ یعنی حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۱۱۱ بار﴾۔ اس طرح کہ ہر سو کے سر پر اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار پڑھی جائے۔

(ث) غُفْرَانُكَ رَبَّنَا وَآلِیْكَ الْمَصِيْرُ ○ ایک بار۔ ایک بار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

(ج) درود شریف ۱۱۱ بار۔

ختم شریف حضرت خواجگان عالیشان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(۱) سورہ فاتحہ بمعہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہاتھ اٹھا کر تمام پڑھنے والے سات یا سات سے زیادہ ہوں۔ اور اگر ساتھ سے کم ہوں تو بغیر ہاتھ اٹھانے کے یا اس حالت میں بھی ہاتھ اٹھا کر (اگر ہو سکے) ۷ بار یا جتنے پڑھنے والے ہوں ہر ایک ایک بار۔ اگر وہ ۷ سے زیادہ ہوں۔ یعنی کم از کم ۷ بار پڑھا جائے۔ اور زیادہ کی حد نہیں۔

(ب) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار۔

(ت) درود شریف ایک سو بار۔

(ث) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ایک بار۔

(ج) سورة آلَم نَشْرَح شَرِیف ۸۱ بار۔

(ج) سورۃ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ شریف... اباراس طرح کہ ہر ایک ۱۰ کے سر پر بسم

اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے۔

(خ) سورہ فاتحہ بطریق مندرجہ شق اول۔

(د) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ز) درود شریف •• ابار۔

ازیں بعد اسماء شریف دعائیہ سو سو بار اس طرح پڑھے جائیں کہ ہر ایک سو کے سر پر

بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے۔ اور اَللّٰهُمَّ ایک بار پڑھا جاوے۔

اسماء شریف یہ ہیں:

(۱) يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ، ﴿۱۰۰﴾ (ب) يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ ﴿۱۰۰﴾ (ت) يَا كَافِيَ

المُهَمَّاتِ ﴿١٠٠ ابار﴾، (ث) يَاحِلُّ الْمُشْكَلاتِ ﴿١٠٠ ابار﴾، (ج) يَامُنْجِي مِنَ

الألفات ۞ (۰۰ ابار) ۞ (ح) يَارَافِعُ الدَّرَجَاتِ ۞ (۰۰ ابار) ۞ (خ) يَأْمُنْزِلُ الْبَرَكَاتِ

﴿١٠٠﴾ (د) يَاشَافِي الْأَمْرَاضَ ﴿١٠٠﴾ (ذ) يَأْمُجِبُ الدُّعَوَاتِ

﴿۰۰ ابار﴾، ﴿ر﴾ بِرُحْمَتِكَ ﴿۰ ایک بار﴾، ﴿ز﴾ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ﴿۰۰ ابار﴾

(۵) ختم شریف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف •• اپار۔

(ت) يَا بَاقِيَّ اَنْتَ الْبَاقِي ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف

ایک بار پڑھی جائے۔

(ث) وَالْكُلَّ فَانِي اِيك بار۔

(ج)۔ بسم اللہ شریف ایک بار

(ح) درود شریف ۰۰ اپار

(۶) ختم شریف حضرت مجد دالف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(ت) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۝۵۰ بار اس طرح کہ ہر ایک سو کے سر پر بسم اللہ

شریف ایک بار۔ اور اَلْعَلٰی الْعَظَم (بعد از اسم ذات) ایک بار پڑھا جاوے۔ اور ہر سو کے

اخیر میں بعد از اسم ذات العلیٰ العظمٰی ایک بار پڑھا جاوے۔

(ث) مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اِيك بار۔

(ج) بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ اَیْکِ بَار۔

(ج) درود شریف ااپار۔

(۷) درود شریف اختتامیہ

وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى

عِبَادَ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَأَرْحَمَنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط.

(۸) دعائے اختتامیہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى

رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَاللَّهُ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ؕ اللَّهُ يَثُوبُ عَلَيْهَا وَيَسْتَسْتَجِيبُ لَهَا تَوْبَتَهَا وَيُغْفِرُ لَهَا ذُنُوبَهَا وَهِيَ كَانَتٍ فِي شَكٍّ مِّنْهُ وَكَانَتْ ذَا تُبَّاتٍ وَمَعْلُومَةٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْكُومَةٍ ۖ وَاللَّهُ يَخْتَصِرُ الشَّيْءَ أَن يَشَاءَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ ذِكْرُهُ ۚ إِنَّ إِلَٰهَ لَنَا وَاحِدٌ ۚ لَّعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ ۚ وَلَئِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا فَلْيَحْذَرُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّهُمْ يُكْفَرُونَ ۚ وَلَئِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا فَلْيَحْذَرُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّهُمْ يُكْفَرُونَ ۚ وَلَئِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا فَلْيَحْذَرُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّهُمْ يُكْفَرُونَ ۚ

کریمہ ہرچہ صحیح خواندہ شدتخفہ کردیم و نیاز کردیم ہر روح پر فتوح معلیٰ مزکی۔ مطہر منور معنہ معطر۔

خاصہ و خلاصہ موجودات برگزیدہ ہنر عالم و آدم سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین

رحمة للعالمین شفاعت دستگاه اُمت پناه احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
و علیٰ الہ واصحابہ وبارک وسلم علیہم اجمعین۔ و بارواح پاک یک لک و چندین
ہزار پیغمبر اولی العزم و غیر اولی العزم صلوات اللہ والسلام علی نبینا وعلیہم اجمعین۔
و بارواح پاک کل آل اولاد۔ اصحاب آل سرور کائنات خصوصاً بارواح پاک صحب رسول اللہ
امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صحب رسول اللہ
امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحب رسول اللہ امیر المؤمنین سیدنا
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صحب رسول اللہ امیر المؤمنین سیدنا اسد اللہ
الغالب سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بارواح پاک کل ازواج مطہرات آل
سرور کائنات۔ خصوصاً بروح پاک زوجہ رسول اللہ ام المؤمنین ام الشرفاء حضرت خدیجہ الکبریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا و بروح پاک زوجہ رسول اللہ ام المؤمنین ام الشرفاء حضرت عائشہ
الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و بروح پاک کل بنات مکرمات آل سرور کائنات خصوصاً
بروح پاک بنت رسول زوجہ علی مرتضیٰ ام الحسین سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ و بارواح پاک سیدنا قاسم و سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و بارواح پاک
الامامین الہمامین السعیدین الشہیدین شہزادہائے کونین سیدنا حضرت ابی محمد
الحسن و سیدنا حضرت ابی عبد اللہ الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما و بارواح
پاک عمین شریفین بین الناس حضرات الحمزۃ والعباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما و بارواح پاک شہداء جنگ بدر جنگ خنین۔ شہداء دشت کربلا تابعین تبع تابعین خلفاء
راشدین دوازہ امامین چہارہ معصومین چار طریقہ چارہ سلسلہ مبارک خصوصاً نقشبندیہ قادریہ
چشتیہ سہروردیہ، مداریہ، کبرویہ، قلندریہ خصوصاً بروح پاک پیر پیراں میر میراں والی طریقت
قطب ربانی محبوب سبحانی۔ قدیل نورانی شہباز لامکانی بانی مسلمانی حضرت میراں محی الدین
سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یا پیر دگبیر دست مرا بگیر
دستم چنان بگیر کہ گویند دگبیر
یا حضرت غوث پاک وقت مد دست
شد سینہ زور چاک وقت مد دست
در حرز خودم نگہدار از غم با
لاہر زلنا سواک وقت مد دست
توئی پیرم توئی میرم بہر دم دامت گیرم
نہ بگذارم کہ تا میرم یا قطب ربانی
امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
در دین دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر
سید و سلطان فقیر خولجہ مخدوم و ولی
بادشاہ و شیخ و مولانا محی الدین جلی
شیخ بزم مصطفیٰ فرزند و دلہند علی
از تو میخواہم مد دای پا بدوش ہر ولی

و خصوصاً بروح پاک پیر پیراں میر میراں والی طریقت دگبیر در ماندگان خولجہ خواجگان جہان
آفتاب جہانتاب کشائے ہر بند خولجہ محمد بہاء الحق و الملت و الدین خولجہ محمد بہاء الدین
نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یا شاہ نقشبند نقش مرابہ بند
نقشم چنان بہ بند کہ گویند نقشبند
یا حضرت شاہ نقشبند بہ بین حال زار ما
رحمے بکن بحالت پر اضطراب ما

شیخا اللہ چوں گدائے مستند
المدد خواہم زشاہ نقشبند

خصوصاً بارواح پاک حضرات شیخ الدین معروف کرنی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین
سہروردی، خواجہ نجم الدین طامۃ الکبریٰ خواجہ معین الدین چشتی میر سید علی ہمدانی حضرت ایشاں
خواجہ خاوند محمود مغفور و مرحوم۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
فاروقی نقشبندی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم صاحب شیخ الدین شیخ سیف الدین صاحب
سید السادات سید نور محمد صاحب بداونی شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید
شاہ غلام علی شاہ صاحب شاہ ابوسعید شاہ احمد سعید صاحب مولانا مولوی محمد شریف صاحب
مولانا مولوی احمد یار صاحب بخاری سید السادات سیدنا و مرشدنا و ہادینا حضرت شاہ صاحب
سید میر جان سید السادات سیدنا حضرت شاہ صاحب سید سید محمود صاحب آغا سید السادات سیدنا
حضرت سید میر فضل اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین صوفیاں بغداد قلندران ولایت رشیان
کشیر خاک نشینان ہند کل اولیاء اللہ روئے زمین من الاولین و الآخرین و بارواح پاک متوفی
پدران مادران محکمان محققان محدثان مفسران استادان کساں بے کساں جمیع کافہ اہل ایمان تھنہ
کرویم و نیاز کرویم و بحمدیم۔ الہی ہوا لآء الحضر ات بدرگاہ تو شفیع آوردیم بحرمت ایشاں
عفو خطا کن۔ الہی عفو خطا کن الہی عفو خطا کن الہی دفع بلا کن الہی دفع بلا کن۔ الہی چارہ ما کن
چارہ بیچارگان کن۔

چارہ ما ساز کہ بے یاوریم
گر تو برانی بکہ روئے آویم

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ حَلِيمٌ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا اللَّهُ جل جلالہ۔
الہی از سر تفصیرات مادر گذر سینات ماحسنات مبدل بگردنی یا اللہ جل جلالہ الہی با ایمان آوری
با ایمان بداری با ایمان بمیرانی با ایمان بخیر خیرانی یا اللہ جل جلالہ۔ الہی شفاء بیماران

اہل اسلام خلاصی قرص داران اہل اسلام خلاصی بندیان اسلام آبادی کل شہران اہل اسلام۔ الہی
کار ہائے ظاہری باطنی صوری معنوی قلبی قلبی دینی دنیوی مایان بخیر بگردانی یا اللہ جل جلالہ۔
الہی تو کریم مطلق من گدا چہ بجز ایں کہ خوانیم۔ تو براہیم بہ کہ در روم دروگیرے بنما
بمن الہی بجز درو تو درو دیگرے نیست یا اللہ جل جلالہ۔ الہی از در خود محروم نہ گردانی یا اللہ جل
جلالہ۔ الہی از رحمت خود محروم نہ گردانی یا اللہ جل جلالہ۔ الہی شرمندہ دنیا و آخرت نہ گردانی
یا اللہ جل جلالہ۔ سیاہ روئے دنیا و آخرت نہ گردانی۔ میان خلق رسوا نہ کنی۔ اگر گرچہ بدکارم
عقوبت راسز او ارم۔ امید از رحمت دارم توئی غفاریا اللہ توئی ستاریا اللہ اللہم استرنا بستر
الحمیل۔ اللہم اتنا خیر الدنیا و خیر الاخرۃ، و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ
سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلّم علیہم اجمعین و صلی اللہ علی
جمیع الانبیاء و المرسلین و علی الملائکۃ المؤمنین و علی عباد اللہ الصالحین
و اہل طاعتہ اجمعین و ارحمنا معهم برحمتک یا ارحم الراحمین یا ارحم
الراحمین یا ارحم الراحمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

شام کا ختم شریف

(۱) دعائے افتتاحیہ

(۲) اور ادا قدریہ شریفہ

(۳) ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت) یا حیی یا قیوم لا الہ
الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ۱۱۱ بار، اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ اور آخری
۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے (ث) فاستجبنا لہ و ننجینہ من النعم و
کذلک ننجی المؤمنین ۱۰ ایک بار (ج) بسم اللہ شریف ایک بار (ح) درود شریف ۱۱۱ بار۔

ہر ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار اور جل جلالہ (بعد از اسم ذات) ایک بار پڑھا جاوے
(ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) درود شریف ۱۱ بار (۸) درود شریف اختتامیہ (۹) دعائے
اختتامیہ۔

سالانہ ختم شریف

چاہیے کہ ایک بڑی پاکیزہ چادر کے حاشیہ کے نیچے ہر ایک ختم پڑھنے والا اپنے دونوں زانوں لاوے۔ اور تمام پڑھنے والے ایک حلقہ مکمل کی شکل میں دوزانو بیٹھ کر ختم شریف سالانہ اس طرح پڑھیں کہ امام ختم ختم شریف شروع کرے اور باقی اس کی متابعت کریں جیسا کہ شام اور صبح کے ختموں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔ سالانہ ختم شریف حسب ذیل ہے:

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار (۲) درود شریف حضوری یعنی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَصلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ طتمام پڑھنے والے امام کے ساتھ ساتھ گیارہ گیارہ بار پڑھیں بلند آواز سے (۳) دعائے افتتاحیہ (۴) اور ادا قدر یہ شریفہ (۵) ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱ بار پڑھنے سے پہلے یہ مناجات یعنی خذ بیدی شینا لله یا حضرت میرا محی الدین سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی المدد ۱۱ بار پڑھی جاوے کہ اس ۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے۔ اور اس ۱۱

کے اخیر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار پڑھا جاوے۔

.....☆.....

(۶) ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) ختم شریف حضرت شیخ الدین شیخ شہاب الدین صاحب سہروردی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ اَیْکِ بَار (ب) درود شریف ۱۱ بَار (ت) رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ
فَاَنْتَ صَوْرُ ۱۱۱۱، بَار اِس طَرَحْ کہ ہر اَیْکِ ۱۰۰ کے سر پر اور آخری ۱۱ کے سر پر بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ اَیْکِ بَار
پڑھا جاوے (ث) فِیْ ذَ عَارِبَۃً اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَاَنْتَ صَوْرُ اَیْکِ بَار (ج) بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ اَیْکِ بَار
(ح) درود شریف ۱۱ بَار۔

(۵) ختم شریف حضرت شیخ الشیوخ شیخ معروف کرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (ت) اَمَنْتُ بِاَللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ وَتَوَكَّلْتُ عَلٰی الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ۱۱۱ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پر اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۶) ختم شریف حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جانانا

شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ اَیْکِ بَار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم
بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ۵۰ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ بار کے سرے پر بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ اَیْکِ بَار پڑھا
جاوے (ث) بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ اَیْکِ بَار (ج) درود شریف ۱۰ بار۔

(۷) ختم شریف حضرت شاہ صاحب غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) یا اللہ یا رَحْمَنُ ۷
یا رَحِيمُ ۷ یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۷ وَصَلَّى اللہُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۷ ۵۰۰ بار اس طرح کہ

(۷) ختم شریف حضرت شیخ الدین شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) ختم شریف حضرت شیخ الشیوخ شیخ معروف کرفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹) ختم شریف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰) ختم شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱۱/۱۰۰ بار پڑھنے سے پہلے یہ مناجات یعنی شینا اللہ یا مجدد الف ثانی پیر غم خوار المدد ۱۰۰ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے اور اس ۱۰۰ کے اخیر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار پڑھا جاوے۔

(۱۱) ختم شریف شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں

شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(۱۲) ختم شریف حضرت سید السادات شاہ غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱۱/۱۰۰ پڑھنے سے پہلے یہ مناجات یعنی الْمُسْتَغَاثُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا مُسْتَعَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۱۰۰ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار اور اس ۱۰۰ کے اخیر میں صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۱۰۰ بار پڑھا جاوے۔ اور نیز یہ دعا یعنی سَهْلٌ فَسَهْلٌ يَا إِلَهِي كُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ ۱۰۰ بار بطریق بالا۔

(۱۳) ختم شریف حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام:

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) رَبِّ لَا تَذَرْنِي

فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَوَهَّبْنَا لَهُ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَاهُ زَوْجَهُ، ایک بار (ج) بسم اللہ

شریف ایک بار (ح) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(۱۴) ختم شریف حضرت شاہ نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۰۰ بار (ت) يَا خَفِيَّ اللَّطْفِ

أَذِرْ كُنِّي بِسَلْطَفِكَ الْخَفِيَّ ۵۰۰ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (ث) بسم اللہ شریف ایک بار (ج) شِينَا لِلَّهِ مَنْ كَدَايَ مُسْتَمِدٍّ - المدد خواہم ز شاہ نقشبند ۱۰۰ بار (ح) رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰى عَنْهُ ایک بار (خ) بسم اللہ شریف ایک بار (د) درود شریف ۱۰۰ بار۔

(۱۵) ختم خواجگان بمہ اسمائے شریف دعائیہ اس طرح کہ پچھلے دواکین شریفین سے پہلے

اور دوسرے اسمائے شریف دعائیہ جو یاد ہوں سو سو بار بقاعدہ معلومہ پڑھے جائیں۔ ان دوسرے اسمائے شریف میں سے ایک یا خَيْرَ النَّاصِرِينَ ۱۶ (۱۶) درود شریف حضوری (۱۷) درود شریف اختتامیہ (۱۸) دعائے افتتاحیہ۔

تتمت بحمدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

شجرہ طیبہ مبارک و تبارک جناب حضرات سادات نقشبندیہ بخاری ہر کرا جاوید باید جنت الملائی
یقین ہر زمان با صدق خواند شجرہ شاہان دین

- | | |
|------------------------------|--|
| (۱) حضرت علی اسد اللہ الغالب | (۲) حضرت امام حسین |
| (۳) حضرت امام حسن | (۴) حضرت محسن |
| (۵) حضرت ابوبکر | (۶) حضرت عمر |
| (۷) حضرت عثمان بن علی | (۸) حضرت طلحہ بن علی |
| (۹) حضرت زبیر بن علی | (۱۰) حضرت عباس بن علی |
| (۱۱) حضرت امام حسن | (۱۲) حضرت امام حسین (علی اکبر، علی اصغر، علی اوسط) |
| (۱۳) حضرت امام زین العابدین | (۱۴) حضرت امام باقر |
| (۱۵) حضرت امام جعفر صادق | (۱۶) حضرت امام موسیٰ کاظم |
| (۱۷) حضرت امام علی رضا | (۱۸) حضرت امام علی تقی |
| (۱۹) حضرت امام علی تقی | (۲۰) حضرت امام حسن عسکری |
| (۲۱) امام مہدی آخر الزمان | (۲۲) حضرت امام حسن |
| (۲۳) حضرت امام حسن شہی | (۲۴) سید محمد عبداللہ مہظ |
| (۲۵) سید موسیٰ | (۲۶) سید عبداللہ |
| (۲۷) سید موسیٰ | (۲۸) سید محمد |
| (۲۹) سید محمد الزہادی | (۳۰) سید ابی عبداللہ |
| (۳۱) سید ابوصالح جنگی دوست | (۳۲) حضرت علی اکبر |
| (۳۳) سید محمد جامع | (۳۴) سید فخر الدین |

- | | |
|--|--|
| (۳۵) سید محمد صوفی | (۳۶) سید بلاق |
| (۳۷) سید محمد رومی | (۳۸) سید برہان الدین |
| (۳۹) سید جلال الدین | (۴۰) سید محمد بخاری |
| (۴۱) سید محمد عابد | (۴۲) حضرت سید بہاول دین نقشبند |
| (۴۳) حضرت سید شہاب الدین احرار | (۴۴) حضرت سید محمود |
| (۴۵) حضرت خواجہ خردک المعروف حضرت عبید اللہ (۴۶) حضرت محمد درویش | |
| (۴۸) حضرت خواجہ ملکنکی - سید خاوند محمود مزار در لاہور | |
| (۴۹) حضرت سید محمد صالح مزار بھیرہ (سوکودھا) | |
| (۵۰) حضرت سید دیوان صاحب مزار مبارک در قادری آباد (منڈی بہاول دین) | |
| (۵۱) حضرت محمد زاہد | (۵۲) سید محمد رحمت اللہ |
| (۵۳) سید غلام علی صاحب | (۵۴) سید مردان علی شاہ (قادری آباد) |
| (۵۵) سید مظہر علی شاہ صاحب مزار | |
| (۵۶) سید فتح علی شاہ (مزار قصور شہر) | |
| (۵۷) حضرت ولی شاہ | (۵۸) حضرت جلال شاہ (مزار ضلع شیخوپورہ) |

☆☆☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

شجرہ شریف نقشبندیہ خاندان

(۱) الہی بحرم سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

(۲) الہی بحرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) الہی بحرم حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) الہی بحرم حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) الہی بحرم حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) الہی بحرم بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) الہی بحرم حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) الہی بحرم حضرت خواجہ ابوبعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) الہی بحرم حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) الہی بحرم خواجہ خواجگان عبدالحق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) الہی بحرم حضرت محمد عارف دیوگری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) الہی بحرم حضرت خواجہ محمود انجیری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) الہی بحرم حضرت خواجہ بوعلی رامیتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) الہی بحرم حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) الہی بحرم حضرت خواجہ میر کمال رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) الہی بحرم حضرت خواجہ جہاں خواجگان آفتاب جہاں تاب بہلول ملت والدین خواجہ محمد

بہاولدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) الہی بحرم حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) الہی بحرم مولانا محمد یعقوب چرخمی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) الہی بحرم حضرت خواجہ ناصر الملت والدین خواجہ محمد ناصر الملت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) الہی بحرم حضرت خواجہ محمد زہد رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) الہی بحرم حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) الہی بحرم حضرت خواجہ خواجہ بگی ملنگی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) الہی بحرم حضرت خواجہ خواجہ ہیرنگ خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) الہی بحرم حضرت خواجہ خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) الہی بحرم حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) الہی بحرم حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) الہی بحرم حضرت خواجہ خواجہ نور محمد بدونی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) الہی بحرم حضرت خواجہ شاہ شمس حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) الہی بحرم حضرت خواجہ شاہ عبداللہ المعروف مرزا مظہر جان جاناں شہید غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) الہی بحرم حضرت خواجہ شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) الہی بحرم حضرت خواجہ شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) الہی بحرم حضرت خواجہ احمد یار بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) الہی بحرم حضرت میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) الہی بحرم حضرت حافظ نصر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) الہی بحرم حضرت خواجہ پیر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) الہی بحرم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) الہی بحرم حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸) الہی بحرم حضرت سید ہاشم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۹) الہی بحرمت حضرت سید محمد سندی رحمۃ اللہ علیہ

ودین الدنیا سرخرد گرداں ورزا طاعت خواہشات نفسانی نجات بدہ۔ ودر طاعت

سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مستقیم گرداں زندگی عطا فرما (آمین ثم آمین)

☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ
وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سُرْسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَالْاَلِیْہِ
اَحْمَدُیْہِ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ اَحقر العباد و منشی اللہ بخش گویند
پیشتر مرید حضرت سید السادات حضرت شاہ صاحب سید میر جان شاہ صاحب
آغا نقشبندی نقادری چشتی۔ شہروردی۔ مداری۔ کبروی۔ قلندری
مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ برادہان طریقت کے فائدہ
کے لئے تحریر کرتا ہے کہ وہ ختم جو حضرت شاہ صاحب مرحوم عمواہر
صبح و شام سالانہ غرسوں کے موقع پر اور خاص ضرورتوں کے وقت
اپنے مریدوں اور معتقدوں کے ساتھ پڑھا کرتے تھے حسب ذیل
ہیں بمعہ پڑھنے کے طریقہ کے +

صبح کا ختم شریف

چاہئے کہ ایام ختم یعنی ختم پڑھانے والا دوسرے ختم پڑھنے

بالوں کے ساتھ ایک حلقہ مکمل یا اگر ضرورت ہو تو حلقہ غیر مکمل کی شکل میں ایک پاکیزہ چادر کے حاشیہ کے نیچے دو نوز انور رکھ کر دو زانو بیٹھ کر ختم شریف اس طرح شروع کرے کہ پہلے سب دو نوزاتھ لکھو دعا اٹھائیں۔ اور امام ختم یہ دعا مانگے۔ اور دعا مانگنے سے پہلے ختم دالے قبیل سے چادر ختم پر ڈال لے جائیں۔

دعائے افتتاحیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالْقُلُوْبُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سُرُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَوَالِهٖ وَآخِهَا بِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط
الہی علو ترقی درجات مراتب پیر پیراں میر میراں والی طریقت قطب باقی
محبوب پنجابی قندیل نورانی شہباز لامکانی بانی مسلمان حضرت میراں
محمی الدین سلطان شیخ عظیم القادر جیلانی سرحدی اللہ تعالیٰ عنہ
الہی علو ترقی درجات مراتب پیر پیراں میر میراں والی طریقت دستگیر
در ماندگاں خواجہ خواجگاں خواجہ جہان آفتاب جہان تاب شکل کشائے
بر بند خواجہ شیخ بہار علیہ السلام و الباقی حضرت خواجہ محمد ہمدانی
لہش بند بلگردان بخاری سرحدی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ الدین
شیخ معروف کرنی شیخ الشیخ شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ نجم الدین

طامتہ الکبریٰ خواجہ معین الدین چشتی میر سید علی ہمدانی حضرت
ایشان خواجہ خاوند محمود مغفور مرحوم حضرت خواجہ باقی باللہ
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی عروۃ الوثقیٰ خواجہ
محمد معصوم صاحب شیخ الدین شیخ سیف الدین صاحب سید السادات
سید نور محمد صاحب بدایہ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان
جانان شہید شاہ غلام علی شاہ صاحب شاہ ابوسعید صاحب شاہ احمد
سعید مولانا مولوی محمد شریف صاحب مولانا مولوی احمد یار صاحب
بخاری سید السادات سیدنا و مرشدنا و دینا حضرت شاہ صاحب
حضرت سید میر جان صاحب سید السادات
سیدنا حضرت سید محمود صاحب آغا سید السادات سیدنا حضرت سید
میر فضل اللہ صاحب آغا رضی اللہ تعالیٰ اجمعین۔ بروح شاہ۔

فاتحہ

اٰمُوْدُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لِحَمْدِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ لَمَلِكِ يَوْمِ
الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَ
الضَّالِّينَ آمِينَ

بعد فاتحہ شریف کے امام ختم اور اذقادیہ پڑھے اور دوسرے
بھی جن کو اور اذقادیہ یاد ہوا امام ختم کے ساتھ ساتھ پڑھیں مگر یہ
احتیاط رکھیں کہ کوئی جملہ اور اذقادیہ کا امام ختم سے پہلے نہ پڑھیں بلکہ
تمام اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔ اور اذقادیہ یہ ہے۔ نیز اذقادیہ
قادیہ پڑھتے پڑھتے ختم دانوں میں سے گیارہ بڑے دلتے علیحدہ کئے
جائیں۔ اور باقی سودا نے پانچ پانچ کر کے گن لئے جائیں۔

(۲) اُور اذقادیہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ ۝ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ ۝ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ أَلُوْبُ إِلَيْهِ
وَأَسْأَلُهُ التَّوْبَةَ ۝ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ۝ مِنْكَ السَّلَامُ
وَالِإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ ۝ حَبِّبْنَا سَرَاتِنَا بِالسَّلَامِ ۝ وَ
أَحْبَبْنَا دَارَ السَّلَامِ ۝ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَكَرَّمْتَ

وَتَعَلَّمْتَ يَا ذَلَّجَلَّالَ وَالْإِكْرَامَ ۝ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
حَمْدًا يُؤَاتِي نِعْمَتَكَ وَيُكَافِي مَزِيدَ كَرَمِكَ أَحْمَدُكَ
يَجْمَعُ فَمَدِّكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ ۝ وَ عَلَى كُلِّ حَالٍ
يَا مُجَوِّلَ الْأَحْوَالِ حَقُّكَ حَالَتَنَا يَا حَسَنَ الْحَالِ ۝ بِحَقِّ أَفْضَلِ
الْمَقَالِ ۝ أَعُوذُ يَا لَلَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَحْمَدُكَ لِلَّهِ سَرَّابِ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ
نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝
آمِينَ ۝ وَالْفُكْمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيمُ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ لَا تَأْخُذُهُ
سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ
إِلَّا بِمَا شَاءَ ۝ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ هُوَ
عَلَى الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْاِلَهَ
 اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
 لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۝ وَ اَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَ الْاِنْجِيلَ مِنْ
 قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۝ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ شَهِدَ اللَّهُ
 اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ ۝ وَ الْمَلِكُ ۝ وَ الْوَالِدُ الْعَلِيمُ ۝
 بِالْقَسْطِ ۝ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَ نَحْنُ شَهِدُ
 بِمَا شَهِدَ اللَّهُ بِهِ ۝ وَ نَسْتُوْدِعُ اللَّهَ هَذِهِ الشَّهَادَةَ
 وَ هِيَ كُنَّا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى وَ دِيْعَةً اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ
 الْاِسْلَامُ ۝ تَفَقُّلِ اَللّهُمَّ مَلِكُ الْمُلِكِ ۝ تُوْفِي الْمُلِكَ
 مَنْ تَشَاءُ ۝ وَ تَخْرِعُ الْمُلِكَ مَنْ تَشَاءُ ۝ وَ تُهْرُقُ مَنْ
 تَشَاءُ ۝ وَ تُبْدِكَ مَنْ تَشَاءُ ۝ بِبَيْدِكَ الْخَيْرُ ۝ اِنَّكَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُوْجِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ ۝ وَ تُوْجِجُ
 النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۝ وَ تَخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ ۝ وَ تَخْرِجُ
 الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۝ وَ تُوْرِقُ مَنْ تَشَاءُ ۝ بِغَيْرِ حِسَابٍ
 اَللّهُمَّ اَكْبِرْنَا بِعَظَمَتِكَ اَلَكَلَمَةَ بِلَا حِسَابٍ ۝ وَ لَا عَذَابٍ
 سِوَاكَ اللَّهُ ۝ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۝ وَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ ۝ وَ اللَّهُ
 اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ كَبِيرٍ ۝ اِنَّكَ اللَّهُ ۝ وَ مَلِيْكُكُمْ ۝ يُصَلُّوْنَ عَلَى

النَّبِيِّ ۝ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ ۝ وَ سَلِّمُوا
 وَسَلِّمًا ۝ اَللّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
 وَ حَبِيْبِكَ ۝ وَ نَبِيِّكَ ۝ وَ رَسُوْلِكَ الْاَمِيْنِ ۝ وَ اِلَيْهِ وَ
 اَصْحَابِهِ ۝ وَ بَارِكْ ۝ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَ رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلٍ اللَّهُ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَنْ
 التَّابِعِيْنَ ۝ تَبَعَ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلَى يَوْمِ
 الدِّينِ ۝ وَ عَنْ سَيِّدِنَا وَسَيِّدِنَا سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ اَبِي مُحَمَّدٍ
 سَيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي ۝ مَكِّيْنِ اَمِيْنِ رِضْوَانِ
 اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَللّهُمَّ اَتَاخِيْلُ الدُّنْيَا
 وَ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ ۝ وَ اَضِرُّ عَنَّا شَرَّ الدُّنْيَا وَ شَرَّ
 يَوْمِ الْاٰخِرَةِ ۝ يَا اِلَهَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ يَا
 ذُ الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ ۝ سَأَبْنَا لِقَبْلِ مَنَّا اِنَّكَ اَنْتَ
 السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
 يَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلِّمْ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ
 رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

اور او قادریہ شریفیہ کے بعد جب امام ختم نسیم اللہ
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھے۔ تو باقی ختم نواں چپ کر کے سنیں

کہ امام ختم کیا شروع کرتا ہے جو درود شریف یا آیت کریمہ
یا مناجات امام ختم شروع کرے۔ اس کو باقی تمام ختم خوان
ایک دفعہ چپ چاپ رکھ کر سن لیں۔ جب امام ختم اُس درود
شریف یا آیت کریمہ یا مناجات کو دوسری دفعہ پڑھے۔ تو باقی ختم
خوان اُس کے ساتھ ساتھ پڑھنے جائیں۔ دوتین دفعہ اونچی پڑھنے
کے بعد امام ختم بھی منہ میں پڑھے۔ اور باقی تمام ختم خوان ہمیشہ منہ
میں پڑھیں۔ تاکہ ساتھ والوں کو مغالطہ نہ لگے۔

۳۔ ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ختم پڑھے (ا) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار
تمام پڑھیں۔ (ب) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ یعنی درود
شریف) ۱۱ بار

امام ختم پڑھے۔ (ت) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار
تمام پڑھیں۔ (ث) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی

و نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ ۱۰۰ بار
امام پڑھے (ج) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار
تمام پڑھیں (ح) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی
و نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ ۱۰۰ بار
امام پڑھے (خ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار
تمام پڑھیں (د) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی
و نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ ۱۰۰ بار

امام پڑھے (ذ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار
تمام پڑھیں (س) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی
و نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ ۱۰۰ بار

امام پڑھے (ز) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار
تمام پڑھیں (س) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی
و نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ ۱۱۱ بار

امام پڑھے (ش) عَفَا نَكَ سَابِقَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِیْرُ ایک بار

امام پڑھے (ص) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک بار
تمام پڑھیں (ض) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی
اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ ۱۱ بار

یہ اوپر جو لکھا گیا ہے۔ اسی کو مجملہ اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آگے بیان کیا جاتا ہے۔ یہی نہیں طریقہ باقی تمام ختم شریفوں کے بیان میں استعمال کیا جاوے گا +

ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ا) بِسْمِ اللّٰهِ شریف ایک بار۔

(ب) درود شریف ۱۱ بار۔

(ج) ختم شریف یعنی حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۵
نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْمُصِيْر ۵ بار۔ اس طرح کہ ہر سو کے سپر پر اور آخری ۱۱ کے سپر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے +

(د) عَفَاكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمُصِيْر ۵ بار۔
بسم اللہ شریف ایک بار۔

(ج) درود شریف ۱۱ بار۔

ختم شریف خواجگان الیشان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(ا) سورہ فاتحہ مجرب بسم اللہ شریف پڑھا کر تمام پڑھنے والے

سات یا سات سے زیادہ ہوں۔ اور اگر سات سے کم ہوں تو بغیر پڑھا کر پڑھنے کے یا اس حالت میں بھی پڑھا کر اگر سو سے ۷ بار یا جتنے پڑھنے والے ہوں ہر ایک ایک بار اگر وہ ۷ سے زیادہ ہوں۔ یعنی کم از کم ۷ بار پڑھا جائے۔ اور زیادہ کی حد نہیں +

(ب) بسم اللہ شریف ایک بار +

(ج) درود شریف ایک سو بار +

(د) بسم اللہ شریف ایک بار +

(ج) سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ شریف ۸ بار +

(ح) سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ شریف ... ۱۱ بار۔ اس طرح کہ ہر ایک

۱۱ کے سپر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے +

(خ) سورہ فاتحہ بطریق مندرجہ شوق اول +

(د) بسم اللہ شریف ایک بار +

(ذ) درود شریف ۱۱ بار +

زیر بعد اسماء شریف دعائیہ سو سو بار اس طرح پڑھے جائیں کہ ہر ایک سو کے سپر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جائے۔ اور اَللّٰهُمَّ اِیْکَ پڑھا جاوے +

اسماء شریف یہ ہیں :-

(۱) یا قاضی الحاجات ط۔ ابار (ج) یا خافع البلیات
 .. ابار (د) یا کافی المهمات .. ابار (د) یا حل الشکلات
 .. ابار (ج) یا مفتحی من الافات ط۔ ابار۔ (ج) یا کافع
 الکسجات ط۔ ابار (ج) یا منزل البرکات ط۔ ابار -
 (د) یا سافی الامراض ط۔ ابار (د) یا مجیب الدعوات
 .. ابار (س) یرحمک ایک بار یا ارحم الراحمین ط۔ ابار
 (۵) ختم شریف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار +
 (ج) درود شریف .. ابار +
 (د) یا باقی ائت الباقی .. ۵ بار اس طرح کہ ہر ایک
 .. کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھ جائے +
 (د) واکمل کما فی ایک بار +
 (ج) بسم اللہ شریف ایک بار
 (ج) درود شریف .. ابار

(۶) ختم شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار +
 (ج) درود شریف .. ابار +
 (د) ولا حول ولا قوة الا باللہ .. ۵ بار اس طرح کہ ہر ایک
 سو کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار۔ اور العلی العظیم (بعد از
 اسم ذات ایک بار پڑھا جاوے۔ اور ہر سو کے اخیر میں بعد از اسم ذات
 العلی العظیم ایک بار پڑھا جائے +
 (د) ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن ایک بار
 (ج) بسم اللہ شریف ایک بار
 (ج) درود شریف ۱۱ بار۔

(۷) درود شریف اختتامیہ

وَصَلِّ عَلَىٰ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَىٰ
 الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

(۸) دعائے اختتامیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَائِلِهِ الْكَرِيمِ وَ اِلَيْهِ
وَ اَتْخَايَهُ اَجْمَعِينَ وَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِرُوحِ
وَ اَيَّتِ الْمَرْكَبَةِ كَرِيمَةٍ بِرُوحِ صَبِيحٍ خَوَانِدَةٍ شَدَّ خُفَكَ وَ بَاكَرِ رُوحِ بَرَقَتِ
مَعْلَى مَرْكَبَةٍ مَنُورٍ مَعْنَبٍ مَعْطَرٍ فَاصِدٍ وَ خَلَّاهُ جُودَاتِ بَرَكَزِيدَةٍ
بُشْرَةٍ بِرَارِ عَالَمٍ قَادِمٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ شَفِيعِ الْمَذْنُوبِينَ رَحْمَتِ
لِلْعَالَمِينَ شَفَاعَتِ رِسْمِ نَهْجِ اَمْتِ بِنَاهِ اَحْمَدِ حَقِّ سَيِّدِنَا وَ اَوْلَانَا حَضْرَتِ
مُحَمَّدٍ مَصْطَفَى صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ اَتْخَايِهِ وَ بَارِكْ
وَ سَلِّمْ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ وَ بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ وَ جَنِّدِ بَرَارِ غَمِّ
اَوَّلِي الْعَرْشِ غَيْرِ اَوَّلِي الْعَرْشِ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلَى نَبِيِّنَا وَ عَلَيْهِمْ
اَجْمَعِينَ وَ بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ اَلْاَوْلَادِ اَصْحَابِ اَنْ سُرُورِ كَانَاتِ خُصُوصًا
بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ عَلِيِّ بْنِ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا
حَضْرَتِ ثَمَّانِ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
وَ بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ اَلْاَوْلَادِ اَصْحَابِ اَنْ سُرُورِ كَانَاتِ خُصُوصًا
بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمِ الشُّرَفَاءِ حَضْرَتِ خَدِيجَةِ الْكُبْرَى
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَمِ الشُّرَفَاءِ حَضْرَتِ عَائِشَةَ الصِّدِّيقَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ بَارِئِ رُوحِ
يَكْ يَكْ يَكْ اَلْاَوْلَادِ اَصْحَابِ اَنْ سُرُورِ كَانَاتِ خُصُوصًا بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمِ الشُّرَفَاءِ حَضْرَتِ خَدِيجَةِ الْكُبْرَى
حَضْرَتِ فاطمة الزهراء رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ
وَسَيِّدِنَا اَبِي اَبِيهِم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ
اَلْاَوْلَادِ اَصْحَابِ اَنْ سُرُورِ كَانَاتِ خُصُوصًا بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ
اَبِي مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنِ وَ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ اَلْاَوْلَادِ اَصْحَابِ اَنْ سُرُورِ
حَضْرَتِ الْحَمْدِ وَ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ بَارِئِ رُوحِ
يَكْ يَكْ يَكْ اَلْاَوْلَادِ اَصْحَابِ اَنْ سُرُورِ كَانَاتِ خُصُوصًا
بَارِئِ رُوحِ يَكْ يَكْ يَكْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ عَلِيِّ بْنِ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا
حَضْرَتِ ثَمَّانِ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

قطب ربانی محبوب سبحانی - قندیل نورانی - شہباز الامکانی ثانی مسلمانی
حضرت میرزا محمد الدین سلطان شہینہ سید عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا پیر دستگیر دست مرا بگیر
دستم چنان بگیر کہ گویت دستگیر
یا حضرت غوث پاک وقت مرگت
شد سیدہ و دو جہان وقت مرگت
در حجر خود گنبد از غم ما
لاھنا لنا سوالک وقت مرگت
تو بیستم تو بیستم ہم دامن بگیرم
نہ بگذارم کہ تا میرم یا قطب ربانی
امداد کن امداد کن از بند غم ازاد کن
در دین دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر
سید و سلطان فقیر خواجہ محمد دوم دلی
با و شاہ و شیخ و مولانا محمد الدین جلی
شیخ بزم مصطفیٰ از زند و بند علی
از تو میخوایم مدد اے پادشاه ہر دلی
و خصوصاً بروح پاک پیر میرزا والی طریقت دستگیر در ماندگان
خواجگان جهان کتاب جہان تابش کاشے بہ بند خواجہ محمد بہاء الحق و الملت
والدین خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند باگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یا شاہ نقشبند لفتش مرا بہ بند
نقشبند چنان بہ بند کہ گویت نقشبند
یا حضرت شاہ نقشبند بہر حال زار ما
رحمے بکن بحالت پر اضطراب ما
شیخا بلکہ جو گدائے مستمند
امد دو خواہم در شاہ نقشبند

خصوصاً بروح پاک حضرت شیخ الدین شیخ معروف کرمی شیخ الشہینہ شیخ
شہاب الدین مہروردی خواجہ نجم الدین طامتہ الکبریٰ خواجہ معین الدین
شیخ میر سید علی ہمدانی حضرت ایشان خواجہ خاوند محمود مغفور مرحوم -
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرحدی فارغی
لنشدت غم و غمہ الوتقی خواجہ محمد معصوم صاحب شیخ الدین شیخ سیف الدین
صاحب سید السادات سید نور محمد صاحب بدوانی شمس الدین حبیب اللہ
حضرت مرزا مظہر جانجانی شہید شاہ غلام علی شاہ صاحب شاہ ابوسعید
شاہ احمد سعید صاحب مولانا مولوی محمد رفیع صاحب مولانا مولوی
احمد یار صاحب بخاری سید السادات سیدنا و مرشدنا و ماوینا حضرت
شاہ صاحب سید میر جان سید السادات سیدنا حضرت شاہ صاحب سید
سید محمود صاحب آغا سید السادات سیدنا حضرت سید میر فضل اللہ صاحب
رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صوفی بن بغداد قلندر ان ولایت ریشان کشمیر
خاک نشینان جہد کل اولیا اللہ روسے زمین من الاولین بالآخرین و با روح
پاک متوفی پیران ماوران محکمان محققان محدثان مفسران استادان کسان
بے کسان جمیع کافہ اہل ایمان تحفہ کریم و نیا کریم و بخشیدیم الی الخ
الحضرات بدرگاہ توشیح آوریم بحرستان ایشان عفو خطا کن - الی عفو خطا کن
الی دفع بلا کن الی دفع بلا کن الی دفع بلا کن الی دفع بلا کن الی دفع بلا کن

چارہ پچارگان کن۔ ۵

چارہ ماساز کہ بے باوریم گر تو برائی بکے روئے کویم
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفْوٌ حَلِيمٌ كَرِيمٌ حُبُّ الْعَفْوِ قَاعَتْ عَنَّا يَا اللَّهُ
 جَلَّ جَلَالُكَ۔ الہی از سر تقصیرات مادر گذریتناات مایحسانت مبدل
 بگردانی یا اللہ جَلَّ جَلَالُكَ۔ الہی با ایمان آوردی با ایمان بداری با ایمان
 بمیرانی با ایمان بمشربخیزانی یا اللہ جَلَّ جَلَالُكَ۔ الہی خفا و عیاسان
 اہل اسلام خلاصی قرصنداران اہل اسلام خلاصی عبدیان اہل اسلام آبادی
 کل شہران اہل اسلام الہی کارنامے ظہری باطنی ضروری معنوی قلبی عالی
 دینی دنیوی مایان بھر گردانی یا اللہ جَلَّ جَلَالُكَ۔ ۵
 الہی تو کریم مطلق ہر گدائیتی بجز اس کہ تویم + تو برائیم بکہ در روم دروید گریے نمایان
 الہی بجز دروید و دیگرے نیست یا اللہ جَلَّ جَلَالُكَ۔ الہی در خود محرم
 نہ گردانی یا اللہ جَلَّ جَلَالُكَ۔ الہی از رحمت خود محرم نہ گردانی اللہ جَلَّ
 جَلَّ جَلَالُكَ۔ الہی شرمندہ دنیا و آخرت نہ گردانی یا اللہ جَلَّ جَلَالُكَ
 سنہ سہ روئے دنیا و آخرت نہ گردانی۔ میان خلق رسوا نہ کنی۔ اگر گریہ بدکارم
 عقوبت را سزاوارم امید از رحمت دارم توئی غفاریا اللہ توئی ستاریا اللہ
 اللَّهُمَّ اسْتَعِزْنَا بِسِتْرِ الْجَمِيلِ۔ اللَّهُمَّ اِنَّا جِئْنَا الدُّنْيَا وَخِيبَ الْآخِرَةِ۔
 وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاتَّقَاهِ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَ
 الرُّسُلَيْنِ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَ
 أَهْلِ طَاعَتِهِ أَجْمَعِينَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَلَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

شام کا ختم شریف

(۱) دعائے افتتاحیہ (۲) اور اوقادریہ شریفہ (۳) ختم شریف
 حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب روضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱) بِسْمِ اللَّهِ شریف ایک بار (۲) درود شریف ۱۱۱ بار (دست)
 يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ
 الظَّالِمِينَ ۱۱۱ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ اور آخری ۱۱۱ کے سر پر بسم اللہ
 شریف ایک بار پڑھی جائے۔ (دست) فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَخَجَّيْنَاهُ مِنَ الْعَذَابِ
 وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ایک بار (رج) بسم اللہ شریف ایک بار
 (رج) درود شریف ۱۱۱ بار۔

(۳) ختم شریف حضرت شیخ الدین شیخ شہاب الدین حسنا مہرودی رضی اللہ عنہ
 ۱۰۰ بسم اللہ شریف ایک بار (دست) درود شریف ۱۱۱ بار (دست) تَبَّ

مَعْلُوبٌ فَاقْصِرْهُ ۝ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے سر پہ اور آخری ۱۱۱ کے سر پہ بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے (دست) خدا کا دیکھ لے مَعْلُوبٌ فَاقْصِرْهُ ایک بار (رج) بسم اللہ شریف ایک بار

رج ۴ درود شریف ۱۱۱ بار

(۵) ختم شریف حضرت شیخ الشیوخ شیخ معروف کفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) بِسْمِ اللّٰهِ شَرِیفِ ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (د) اَمَنْتُ بِاَللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَ كَوْنْتُ عَلَى الْمَلِكِ الْحَقِ الْقَيُّومِ ۝ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پہ اور آخری ۱۱۱ کے سر پہ بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (دست) بسم اللہ شریف ایک بار (رج) درود شریف ۱۱۱ بار

۱۱۱ بار ختم شریف حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جانان شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (د) یا حَقِّ يَا قَوْمِ بِرَحْمَتِكَ اسْتَعِذْتُ ۝ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پہ بسم اللہ شریف ایک بار پڑھا جاوے (دست) بسم اللہ شریف ایک بار (رج) درود شریف ۱۱۱ بار (۵) ختم شریف حضرت شاہ صاحب غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) بسم اللہ شریف ایک بار (ب) درود شریف ۱۱۱ بار (د) یا حَقِّ

يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰ کے سر پہ بسم اللہ شریف ایک بار اور جَلَّ جَلَالُہ (بعد از اسم ذات) ایک بار پڑھا جاوے (دست) بسم اللہ شریف ایک بار (رج) درود شریف ۱۱۱ بار (۸) درود شریف اختتامیہ (۹) دعا کے اختتامیہ

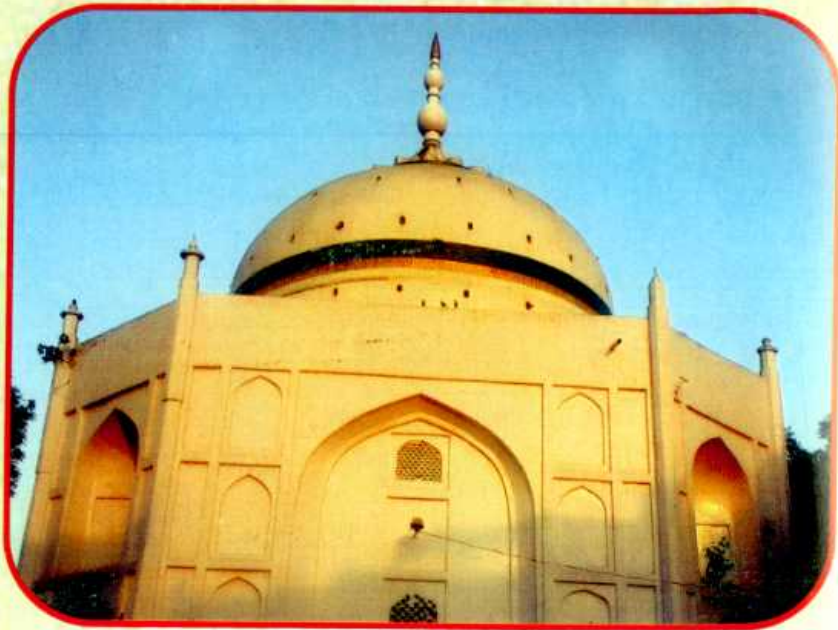
سالانہ ختم شریف

چاہے ایک بڑی یا کچھ چادر کے حاشیہ کے نیچے ہر ایک ختم پڑھنے والا اپنے دونوں نالوں اور تمام پڑھنے والے ایک حلقہ مکمل کی شکل میں روز الواجبہ کر ختم شریف سالانہ اس طرح پڑھیں کہ امام ختم ختم شریف شروع کرے اور باقی اُس کی متابعت کریں جیسا کہ شام اور صبح کے ختموں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے سالانہ ختم شریف حسب ذیل ہے۔ (۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ایک بار (ب) درود شریف حضور یعنی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ یا سَئُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ یا حَبِیبُ اللّٰهِ تمام پڑھنے والے امام کے ساتھ گیارہ گیارہ بار پڑھیں غنڈہ وار سے (۱۳) دعا کے اختتامیہ (۱۴) اور اوقادیر شریف (۵) ختم شریف حضرت شاہ غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کہ

آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱ پڑھنے سے پہلے یہ
 مناجات یعنی خذْ بِيَدِي شَيْئًا لِلَّهِ يَا حَضْرَتِ مِيرَان
 عُجِّي الدِّيْنِ سُلْطَانِ شَيْخِ سَيِّدِ عَمَلِ الْقَادِرِ حَبِيبِ
 الْمَسْكُوْمِ ۱۱ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف
 ایک بار پڑھی جاوے۔ اور اس ۱۱ کے اخیر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار
 پڑھا جاوے +

(۶) ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۷) ختم شریف حضرت شیخ الدین شیخ شہاب الدین سروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۸) ختم شریف حضرت شیخ الشیخ شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۹) ختم شریف حضرت خواجہ محمد بانی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۰) ختم شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱ بار پڑھنے
 سے پہلے یہ مناجات یعنی شَيْئًا لِلَّهِ يَا حَبِيبُ كَلْفِ ثَانِي يَرْغَمُ خَوَارِ الْمَدَدِ
 ۱۱ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۱ کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار
 پڑھی جاوے اور اس ۱۱ کے اخیر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار پڑھا
 جاوے +

(۱۱) ختم شریف شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جانجانا شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۲) ختم شریف حضرت سید السادات شاہ غلام علی شاہ قاضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اس طرح کہ آخری بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱ پڑھنے
 سے پہلے یہ مناجات یعنی الْمُسْتَعَاذُ يَا سَمُوْلُ اللّٰهُ الْمُسْتَعَاذُ
 يَا سَمُوْلُ اللّٰهُ ۱۱ بار اس طرح پڑھی جاوے کہ اس ۱۱ کے سر پر
 بسم اللہ شریف ایک بار اور اس ۱۱ کے اخیر میں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلَى
 آلِكَ وَآصْحَابِكَ أَتَجِدُونِ ۱۱ ایک بار پڑھا جاوے اور نیز یہ دُعَائِي
 سَهْلٌ فَسَهْلٌ يَا اَللّٰهُ كُلُّ مَعْصِيَةٍ مِّنْكَ سَيِّدُ الْاَمْرِ اَدِّمْ بَارِطَرِجَ الْاَلَا
 (۱۳) ختم شریف حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
 (۱۴) بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱ بار دقت کرت
 لَا تَكْذِبْنِي فَرَدَاؤُا اَنْتَ حَيُّوْا اِسْرَئِیْلُ ۱۱ بار اس طرح کہ ہر ۱۰۰
 کے سر پر بسم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے دقت فَاَسْتَجِیْبَا لَكَ وَ
 وَهَبْنَا لَكَ لَطِیْفِ اَفْطَحْنَا لَكَ مَرْوَجَهُ ۱۱ ایک بار راج، بسم اللہ شریف
 ایک بار راج، درود شریف ۱۱ بار +
 (۱۵) ختم شریف حضرت شاہ نقشبند بلاگردان بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 (۱۶) بسم اللہ شریف ایک بار اور درود شریف ۱۱ بار دقت کیا
 حَفِیْ الطَّفِ اَحْمَدُ رَکْعَتِیْ بِطُفُفِكَ لَطِیْفِ ۱۱ بار اس طرح کہ ہر ایک ۱۰۰ کے



مزار پرانوار حضرت سید خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت الیشاں رحمۃ اللہ علیہ صاحب بیگم پورہ شریف



جو بیمار اس پیالہ سے پانی نوش کرے گا اسے شفاعت حاصل ہوگی ہے

سر پشیم اللہ شریف ایک بار پڑھی جاوے (دع) بسم اللہ شریف ایک بار
رج، شیئاً باللہ من گناہے مستمند ہا لہم و خواہم ز شاہ نقشبند۔۔۔ ۱۰۰ بار
رح، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار رخ پشیم اللہ شریف ایک بار
(د) درو شریف۔ ۱۰ بار۔

(۱۵) ختم خواجگان بعد اسمائے شریف دعائیہ اس طرح کہ پچھلے دو اسپین
شریفین سے پہلے اور دوسرے اسمائے شریف دعائیہ جو یاد ہوں سو سو
بار بقاعدہ معلومہ پڑھے جائیں سان دوسرے اسمائے شریف میں سے
ایک یا حاکم الناصر مرقن ہے۔ (۱۶) درو شریف حضوری۔ (۱۷)
درو شریف اختتامیہ (۱۸) دعائے افتتاحیہ۔

بالحکم



حضرت سید میر جان کابلی کی زیر استعمال ساداریں (چٹنگیں) جن میں چند افراد کی چائے چالیس افراد کے لیے کافی ہوگی تھی



حضرت سید میر جان کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر استعمال ہاون دستہ



مزار پرانوار حضرت شیر ربانی شریقی پوری رحمۃ اللہ علیہ





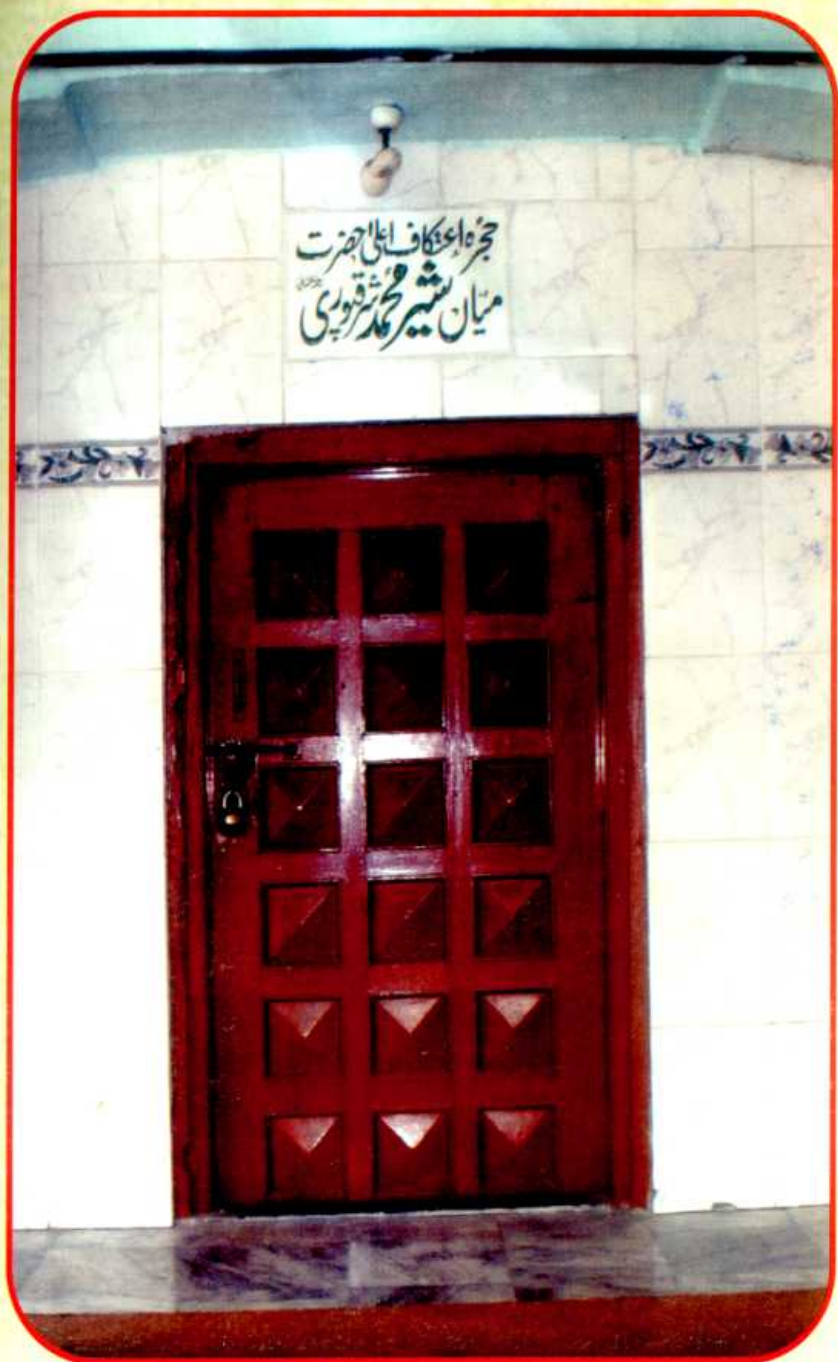
حضرت میر جان کا بلی مہدی کی زیر استعمال ٹوپیاں انگوٹھیاں

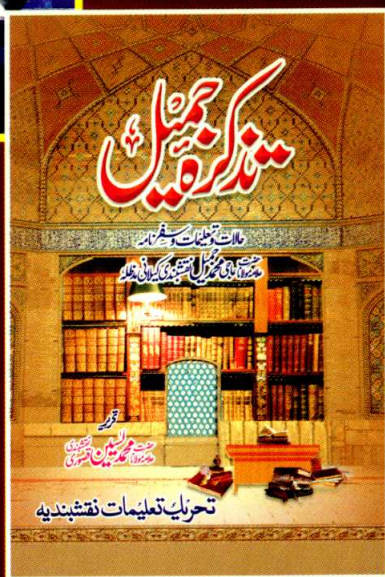
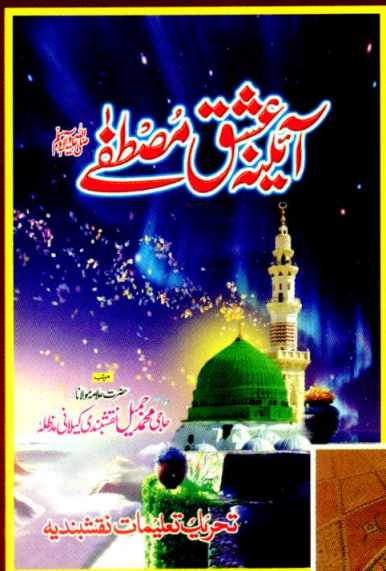


حضرت میر جان کا بلی کا زیر استعمال جبہ مبارک



حضرت سید میر جان مہدی کے دور میں تیار کردہ دیکھیں (زیر استعمال)
اور پانگ مبارک جس پر آپ کا وصال ہوا





ناشر

تحریرات تعلیمات نقشبندیہ

ریجنر ہسٹکوارٹر لاہور

0322-4757685